
 وَالْمَوْعِظَةُ الْحَسَنَةُ وَجَارِدٌ لَهُمْ دَالِقَىٰ هِيَ أَحْسَنُ
 وَمِنْ رِجَالِ السَّبِيلِ رَبِّكَ بِالْحَاكِمِينَ

مجموعہ تقاریر
مبلغ عظم
 مولانا محمد اسماعیل صاحب قدس سرہ
 مؤلف و مرتب
 مولانا الحاج ناصر حسین صاحب نجفی

ناشر
 22-R-5 سیٹلائٹ ٹاؤن
مبلغ عظم ایڈمنسٹری
 جوہر آباد (نوشاب)

کاہن پیرا
امیر
 میں کون سا کون سا؟

کہ یہ جیل ہی تھا
 کہا کہ نیکے آپ کو کئی سال
 ہے کہ تیرے بعد دیگر غلطیاں کر کے
 ہیں۔ مزاحمت انہوں نے کیا کرتا ہے کہ
 زبردست آواز کو کس طرح جان کر دیتے ہیں۔
 قور، اوزار، ایک، خراج، کامیلا

مبلغ اعظم اکیڈمی کا سلسلہ اشاعت نمبر ۱۷



جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں نو

نام کتاب

مبلغ اعظم

مؤلف

الحاج ناصر حسین نجفی

بار

سوم

تعداد

ایک ہزار

کتابت

شریف قادری

طباعت

(الہ اسٹریٹ پریس بلاک ۲ سرگودھا)

ناشر

مبلغ اعظم اکیڈمی

قیمت

۲۴ روپے

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مصائب	موضوع	نمبر شمار
۱۱		ختم نبوت	۱
۲۷	مصائب حضرت سیکندہ	سفینہ نوح	۲
۴۵	تیاری از مدینہ	نبوت	۳
۶۲	وفات ام رباب	امامت	۴
۸۱	مطالبہ فدک	خلافت	۵
۹۷	واپسی مدینہ	مودت	۶
۱۱۳	مصائب جناب صغریٰ	مودت (مبلغ اعظم کی زندگی کی آخری تقریر)	۷
۱۲۸	شہادت حضرت عباسؓ	ولایت	۸
۱۴۶	شہادت حضرت علی اصغرؓ	اہلبیتؑ	۹
۱۶۶	شہادت حضرت امام حسینؓ	حسینیتؑ	۱۰
۱۸۲		اثبات ماتم و عزاداری حضرت امام حسین علیہ السلام	۱۱

مَبْلَغُ اعْظَمٍ کے فرمایا

آل محمد کے ماننے کے تین رکن ہیں :-
 پہلا اہل بیت کی امامت پر ایمان لانا۔
 دوسرا اہل بیت کی محبت کو واجب سمجھنا۔
 تیسرا اہل بیت کے دشمنوں سے بیزار ہو جانا۔
 جو آل محمد کی امامت پر ایمان نہیں لایا، جس نے آل محمد
 کی محبت کو واجب نہیں سمجھا، اور جو اہل بیت کے دشمنوں سے
 بیزار نہ ہوا، وہ یا تو اہل بیت کو ماننا نہیں یا پھر وہ ماننا
 جانتا نہیں۔



ہیں اس سنی ناپید کو المرجع اعظم الزعمی صلح ساجہ آیۃ اللہ العظمی
 آقا علی الحارث میرزا حسین الحائری الاحقاقی ادام اللہ ظلہ کو بیت
 کے امام گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کی ذات والاصفات شرفاً لفضل محمد وآل محمد
 علیہم السلام اور دفاع متصرفین ہمارے توبہ و معاون ہے۔
 بجز

پیش لفظ

حضرات مومنین! قبل ازیں آپ کی خدمت میں استاذی المکرم حضرت مبلغ اعظم اعلیٰ اللہ مقامہ کے مناظروں کا مجموعہ فتوحات شیعہ پیش کر چکا ہوں۔ آپ نے جس طرح اسکی پذیرائی فرمائی ہے میں اس کیلئے آپکا ممنون و متشکر ہوں۔

مبلغ اعظم صرف مناظر ہی نہیں تھے بلکہ وہ ایک بلند پایہ خطیب و مبلغ بھی تھے جن کی تقریروں نے ہزار لاکھوں کو مذہب شیعہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔

چونکہ ان کی تبلیغی تقاریر ایک پیش بہا علمی خزانہ ہے جن کو تا قیام قیامت محفوظ رہنا چاہیے۔ اسی لئے ”مبلغ اعظم ایڈمی“ نے جتنی الامکان ان کی علمی شان کے مطابق ان کی مخصوص و مکمل تقاریر کو من و عن شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے تاکہ یہ علمی خزانہ تازلیت محفوظ رہے، مومنین اس سے مستفید ہوتے رہیں اور مبلغ اعظم کی یاد ان کے دلوں میں بدستور باقی رہے۔

ہمیں فخر ہے کہ آپ نے ہماری اس کاوش کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے اسی لئے قلیل مدت میں اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا اور اب دوسرا ایڈیشن مع اضافہ آپ کے پیش نظر ہے۔ اگر اسی طرح آپ ہماری جوصلہ افزائی فرماتے رہے تو انشاء اللہ ہم ہمیشہ آپ کے مذہبی ذوق کی تسکین کے اسباب فراہم کرتے رہیں گے۔

ناصر حسین بخٹی

مبلغ اعظم کی

وصیت



میں تمہاری قوم کا مشہور مبلغ ہوں۔ جب میں
مرحباؤں تو میری کتابیں یاد نہ رکھنا، میرے مناظرے
یاد نہ رکھنا لیکن میری دو وصیتیں نہ بھولنا:

۱۔ ایک خونِ حسین نہ بھولنا۔

۲۔ دوسری چادرِ زینب نہ بھولنا۔



خطبہ نمبر ۱



الحمد لله وكفى وسلا م على عباده الذين

اصطفاه خصوصا على محمد المصطفى واهل

بيته الطيبين الطاهرين الشرفاء اما بعد فقد

قال الله تبارك وتعالى في كتابه المجيد وخطابه

المجيد وهو اصدق الصادقين



خطبہ نمبر ۲



الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي تَوَسَّلَ قُلُوبَنَا لِلْوَالِدِ الْحُسَيْنِ وَ
 أَخِيهِ وَجَدِّهِ وَأَبِيهِ وَأُمِّهِ وَبَنِيهِ وَشَيْعَتِهِ
 وَمَوَالِيهِ وَأَحْبَلِي عُمُومَنَا بِالْبُكَاءِ فِي عَرَائِهِ وَ
 مَصِيبَتِهِ وَجَعَلَ هَاتَيْنِ الْمَوْهَبَتَيْنِ دَسِيسَةً لَنَا
 فِي تَيْلِ قُرْبَتِهِ وَتَحْصِيلِ رَحْمَتِهِ وَحَمْدِهِ مَنْ تَعَمَّ عَلَيْهِ
 نِعْمَتُهُ وَصَرَفَ عَنْهُ لَفْحَتَهُ ثُمَّ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
 سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَأَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِينَ
 الطَّاهِرِينَ الْمُعْصومِينَ وَالْعَنَّةُ اللَّهُ عَلَى أَعْدَائِهِمْ
 أَجْمَعِينَ ۝ أَمَّا بَعْدُ ۝

مجلس اول

ختم نبوت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ماکان محمدؐ ابا احد من رجالکم وکن رسول اللہ
 وناقم النبیین وکان اللہ بكل شیء علیما ۛ

حضرات! میں نے کل وعدہ کیا تھا کہ آج ختم نبوت بیان کروں گا لہذا
 آج میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں۔ صلوة دی پھیل آوے میں عرض کران۔
 بات یہ ہے کہ لوگ یا افراط کرتے ہیں یا تفریط، یا کمی کرتے ہیں یا زیادتی
 اس امت میں نبی لانا زیادتی ہے اور امامت کا دروازہ بند کرنا کمی ہے۔ اسی
 واسطے ہم صراطِ مستقیم پر ہیں، نبی انہیں سکتا اور امام رک نہیں سکتا۔
 امت محمدیہ میں نبی نہیں آسکتا۔ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور
 امام رک نہیں سکتا لہذا ہم لوگ ہمیشہ امامت ہی پڑھتے رہتے ہیں کیونکہ
 امامت قیامت تک جاری ہے جو چیز جاری ہے اس کا ذکر کرتے ہیں۔ باقی
 چونکہ یہ ضرورت آگئی تھی کہ ہمارے دور میں کچھ لوگوں نے نبوت کے دعوے
 کر دیئے لہذا ان کے دعوے کو پرکھنے کیلئے غور کرنا پڑے گا کہ نبوت ختم ہے یا نہیں۔
 عزیزو! سچی بات ہے میں اگرچہ سیاسی آدمی نہیں ہوں۔ مجھے سیاست
 کا کوئی پتہ نہیں، اور نہ ہی مجھے تجارت کا کچھ پتہ ہے، نہ سیاست جانتا ہوں

نہ تجارت جانتا ہوں اگر کچھ جانتا ہوں تو آل محمد کی امامت جانتا ہوں جو امامت پر سوال ہوتے ہیں ان کا جواب دیتا ہوں اور اپنے اماموں کی امامت بیان کرتا ہوں، لہذا نبی آئیں سکتا اور امام رک نہیں سکتا۔ سیاست میں نہیں جانتا لیکن اس موجودہ حکومت کے قربان جاؤں جس نے تیرا یہ بہت پرانا مسئلہ بھی حل کر دیا ہے۔ صلوة دی پھل آدے میں عرض کران۔

جب میں اسلام آباد گیا تھا تو ایک احمدی مولوی نے مجھ سے پوچھا تھا کہ مولوی اسماعیل صاحب یہ فرمائیے کہ ہمارے متعلق فیصلہ کرنے کا حکومت کو کیا حق ہے۔ عالم فیصلہ کریں یا فاضل فیصلہ کریں۔ میں نے کہا حضور! آپ کی ہر کتاب یہ کہتی ہے کہ اگر انگریز کی حکومت نہ ہوتی تو ہم دعویٰ نبوت نہ کر سکتے، پروان نہ پڑھ سکتے، تو وہ عیسائیوں کی حکومت تھی۔ جب عیسائیوں کی حکومت تمہیں نبی بنا سکتی ہے تو ہماری مسلمانوں کی حکومت تمہیں ہٹا کیوں نہیں سکتی۔

صنعتی کتابیں چاہو میں دکھا سکتا ہوں۔ ہر کتاب میں انگریز کی حکومت کا شکر یہ ادا کیا گیا ہے۔

انہوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ آپ کیوں آئے ہیں؟ میں نے کہا کیوں میں کیوں نہیں آ سکتا۔ کہا کہ آپ تو شیعہ ہیں، میں نے کہا تھا کہ آج میں شیعہ کی حیثیت سے نہیں آیا۔ میں آج مسلمان کی حیثیت سے آیا ہوں، شیعہ سنی تو مسلمانوں کے فرقے ہیں یہاں شیعہ سنی کا فیصلہ نہیں بلکہ یہاں تکفیر اور اسلام کا فیصلہ ہے۔ کہنے لگا تم سنیوں کو کیا سمجھتے ہو۔ میں نے کہا میں سنیوں کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں وہ ہمارے بھائی ہیں۔ کہا ہمیں کیا سمجھتے ہو، میں نے کہا تمہیں بھائی نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا وجہ؟ میں نے کہا کہ بھائی بننا ہے ناں

سے یا باپ سے، نبی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے نہ انہوں نے کوئی نیا باپ بنایا نہ ہم نے بنایا جب تم نے باپ ہی نیا بنا لیا ہے تو بھائی بننے کا خواب کیوں آ رہا ہے؟

کہتے تھے تم تو حضرت کے دوستوں کو نہیں مانتے۔ میں نے کہا ہم حضرت کے دوستوں کو مانتے ہیں، کہنے لگا وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ کہ باپ کے دو دوست ہوں تو پیارے معلوم ہوتے ہیں، دس ہوں تو بھی پیارے معلوم ہوتے ہیں لیکن باپ کے مرنے کے بعد اگر والدہ معظمہ دوسرا نکاح کر لے تو وہ بندہ اچھا نہیں لگتا۔

دوستوں کی کوئی بات نہیں وہ ہماری گھر کی بات ہے ہم خود فیصلہ کر لیں گے لیکن اب یہاں نبوت کی بات ہے۔ تو وہ کہنے لگا کہ اسلام کے تہتر فرقے ہیں۔ ان میں ایک فرقہ ہمیں بھی سمجھ لیا جائے۔ میں نے کہا کہ ہم تمہیں ان میں شامل نہیں کریں گے۔ کہا وجہ؟ میں نے کہا حضور نے فرمایا ہے مستفتویٰ امتی کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ فرمادو۔ امت تو نبی سے بنتی ہے جب تم نے اپنا نبی بنا لیا ہے تو تم تو ان تہتروں میں بھی شامل نہیں ہو۔ صلوة۔

جب بادشاہی مسجد لاہور میں ختم نبوت کا جلسہ ہوا تو وہاں لاکھوں کی تعداد تھی۔ وہاں بڑے بڑے علماء کرام موجود تھے، مجھے مولانا مفتی محمد صاحب نے فرمایا کہ تیری تقریر مولانا مودودی کے بعد ہونی چاہیے۔ میں نے کہا میں حاضر ہوں لیکن ایک بات کا آپ بھی اس منبر پر اعلان کریں کہ شیعہ مسلمان ہیں۔ کہنے لگے اس کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا شاید کل یہ سوال نہ پیدا ہو جائے آج یہ بات بھی ختم ہو جائے۔ تو اس وقت مولانا مفتی محمد صاحب

نے میرے سامنے یہ اعلان کیا تھا کہ شیعہ، سنی، دیوبندی، اہل حدیث یہ تمام فرقے مسلمان ہیں۔ میں نے کہا پھر بسم اللہ میں شروع کرتا ہوں۔ تو یہ بات میں نے وہاں منوالی ہوئی ہے۔ تو برادران من! ہمارا مذہب یہ کہتا ہے کہ آقلے نامدار کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

احمدی صاحبان نے مجھے پوچھا تھا کہ کیا آپ یہ واضح کر سکتے ہیں کہ نبی اور امام میں کیا فرق ہے۔ نبی کیا ہے اور امام کیا ہے؟ تو میں نے کہا ہاں بتا سکتا ہوں۔ میرے اللہ نے جو فرمایا ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ میرا اللہ فرماتا ہے کہ وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَّهَا۔ کہ قسم ہے مجھے خورشید نبوت کی، آفتاب نبوت کی، نبوت کے سورج کی قسم ہے۔ پھر فرمایا وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَّهَا کہ مجھے امامت کے چاند کی قسم۔ میں نے کہا۔ دیکھیے سورج کا نور اپنا ہے۔ سورج کی شعائیں اپنی ہیں، سورج کے اوپر کسی غیر کا نور نہیں ہے۔ سورج کبھی کا عکس لے کر نہیں دے رہا۔ مگر چاند کا ذاتی نور نہیں ہے، چاند پر سورج کا نور پڑتا ہے۔ وہ سورج سے نور لے کر دے رہا ہے، تو بس اتنا ہی فرق ہے کہ جس کے سینے میں خود قرآن اترے وہ نبی ہوتا ہے اور جو محمد کے سامنے سینہ کر کے حاصل کرے وہ امام ہوتا ہے۔

لہذا سورج ایک ہی ہے۔ عزت و فرماؤ! رات کا وقت ہے اس وقت تو بڑی بتیاں ہیں۔ بجلی کا بڑا انتظام ہے۔ لیکن اگر یہی انتظام اگر دن کو کیا جائے تو کیا جائز ہے؟ اب تو بڑے چراغ جل رہے ہیں لیکن اگر کوئی بندہ دن کو چراغ جلا کر ہاتھ میں لئے پھرے تو اسے آپ کیا سمجھیں گے؟ بیوقوف؟ میں نے کہا حضور! دیکھئے رات کو بتیاں روشن ہو سکتی ہیں لیکن جو شخص دن کو بتیاں جلائے وہ بیوقوف ہوتا ہے۔

تو خدا فرماتا ہے وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا کہ محمد سورج ہے، تو یہ فرماؤ کہ جب اللہ نے محمد کو قرآن میں سورج کہا ہے تو سورج کے مقابلے میں یہ ربوبے کی موم بتیاں کیسے جل رہی ہیں؟

مگر کیا کیا جائے آپ کو پتہ ہے کہ میں پنجابی ہوں۔ خدا فرماتا ہے کہ نبی سورج ہے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ وَهَذَا رُسُلَنَا مِنْ رَسُولِ الْأَيْلَانِ قَوْمِهِ۔ میں نے احمدیوں سے پوچھا تھا۔ نبی جس قوم میں آیا۔ ان کی زبان لے کر آیا۔ میں نے کہا نبی اکرم کس ملک میں آئے، کہا عرب میں، قرآن کس زبان میں، کہا عربی میں، نماز عربی، اسلام عربی، اذان عربی، اللہ اکبر عربی مسلمان سے مسلمان ملے تو سلام علیکم عربی۔ تو میں نے کہا کہ خدا کے بندے! غور کرو کہ جب قرآن عربی، اسلام عربی، محمد کا نام عربی، اذان عربی، تیری ساری نماز عربی ہے تو میں یہ کیسے مان لوں کہ دین تو سارا عربی ہو اور نبی پنجابی آجائے۔

برادران اسلام کو میں اس لئے اپنے بھائی سمجھتا ہوں کہ دن کے وقت نہ وہ کوئی چراغ جلاتے ہیں نہ ہم۔ جب حضور دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو رات آتی ہے۔ اس سورۃ کا نام وَالشَّمْسُ ہے اور اس سے اگلی سورۃ کا نام وَاللَّيْلُ ہے، لیل کے معنی رات کے ہیں، سورج ہوتا ہے دن کو، باقی رات کی کوئی بات نہیں۔ رات کو چاند بھی ہوتا ہے، ستارے بھی ہوتے ہیں، بتیاں بھی ہوتی ہیں، رات کی ساری بات ہے، ستارے شمار نہیں ہوتے، گتے نہیں جاتے اور چاند سال میں کل بارہ پڑھتے ہیں۔ ستارے نہیں گتے جاتے تو پھر وہ بے شمار ہوئے نال۔

مگر ایمان سے کہو، رات کو ستارے منظور، چراغ منظور تو شیعہ سنی میں

یہ ساری باتیں جو مذکورہ ہیں
 سے کسی قدر کھلی جانیں
 اس کے لئے کہ ان کے لئے یہ باتیں
 اور ان کے لئے کہ ان کے لئے یہ باتیں
 اور ان کے لئے کہ ان کے لئے یہ باتیں

کوئی جھگڑا نہیں ہے، رات کو چاند کا اپنا مقام ہے ستاروں کا اپنا مقام
 بزرگوں کے مزاروں پر چراغوں کا اپنا مقام، چھوٹے سے چھوٹے بزرگ
 کی قبر پر بھی چراغ جل رہا ہے، جتنا بڑا بزرگ ہے اتنا بڑا چراغ ہے۔
 اس کی روشنی اتنی ہے۔ لیکن اس کا سورج سے مقابلہ نہیں کرنا چاہیے، لہذا
 رات کو جتنی چھوٹی مٹی کی روشنیاں ہیں وہ تسلیم، رات کو آپ نے اکثر دیکھا
 ہوگا کہ چھوٹا سا جگنو بھی اپنی کچھ روشنی دکھاتا ہے لیکن وہ تو رات ہے
 دن کو تو چاند بھی نظر نہیں آتا جگنو کی کیا حقیقت ہے رات کے وقت اگر
 کوئی ٹھوکر کھا جائے خواہ اس کی آنکھیں ہوں تو ہم اس کو معذور سمجھیں گے
 کہ رات تھی، اندھیرا تھا ٹھوکر کھا گیا، مگر جو دن کو ٹھوکر کھائے اس کو
 اندھا سمجھیں گے۔ اس لئے کہ رات کتاب کے بعد رات ہے۔ اگر کوئی
 ٹھوڑی بہت ٹھوکر کھاتا ہے تو اسے ہم معذور سمجھیں گے مگر جو دن
 کو ٹھوکر کھائے اس کو اندھا سمجھیں گے تو یاد رکھو! جو نبوتِ محمدیہ کا
 کانکر ہے اسے اندھا کیا اسے کافر سمجھیں گے۔ لغزہ حیدری۔

شیخِ سنی آقائے نامدار کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں وہ آقائے
 نامدار کے بعد کسی نبی، کسی سورج کے مدعی نہیں ہیں لہذا سارے آپس
 میں بھائی ہیں، باقی رہی رات، رات کو چھوٹا سا چراغ بھی جلا جائے تو
 کوئی بات نہیں۔ ہمارے برادرانِ اسلام کہتے ہیں کہ اصحابی کا لہجہ
 نبی کریم نے فرمایا کہ اصحاب ستارے ہیں، چشم مارو روشن دل ماشاد، میں
 مان گیا، میں شیعوں کی طرف سے دستخط کر دیتا ہوں کہ وہ ستارے ہیں
 لیکن سارے ستاروں کا نور مل کر بھی اتنا نور نہیں ہوتا کہ رات کو ان کا
 نور زمین تک آجائے، مگر چاند ایک نکلتا ہے تو ساری زمین روشن

ہو جاتی ہے، تو تیری عقل میں نہ آیا کہ کروڑوں ستاروں کا نور مل کر بھی سورج
 کا نائب نہ ہو سکا تو غلطی کیوں کرتا ہے چاند اکیلا نکلے تو زمین روشن ہو
 جاتی ہے، کروڑوں اصحاب مل کر بھی محمد کے نائب نہیں ہو سکتے حیدر گڑ
 اکیلا بھی نائب ہو سکتا ہے۔

انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ امام کو چاند سمجھتے ہیں۔ میں نے
 کہا امام ہے ہی چاند۔ میں نے کہا سال میں چاند کتنے بڑھتے ہیں، کہنے لگا
 بارہ، اور ہمارے امام کتنے ہیں، وہ بھی بارہ، پڑھے لکھے بیٹھے ہو۔ جب
 سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے، قرآن کہتا ہے ان عدۃ السنہ عند
 اللہ اشتی عشر۔ چاند بارہ ہی ہیں کیونکہ ذالک الذین الفیقم بحم
 دین قیتم ان بارہ ہی سے ہے تو اگر میں اثنا عشری بن جاؤں تو کوئی زیادتی
 تو نہیں کر رہا۔ فطرت بھی شہادت دے رہی ہے اور شریعت بھی
 شہادت دے رہی ہے۔

میں نے کہا کہ چاند بارہ ہیں تو انہوں نے کہا تو پھر حضرت علیؑ کیا ہیں؟
 میں نے کہا وہ پہلا ہے، علیؑ پہلی رات کا چاند ہے، پہلی رات کا چاند ساری
 دنیا کو ایک دفعہ کبھی بھی نظر نہیں آیا۔ اب تو بڑے انتظامات ہیں ریڈیو
 ہیں، ٹی وی ہیں، ٹیلی فون ہیں، کچھ نہ کچھ عید کا فیصلہ ہو جاتا ہے مگر پہلے
 زمانے میں ہمیشہ دو عیدیں ہوتی رہیں کسی نے آج عید کی، کسی نے کل
 کی کہ چاند نظر نہیں آیا، ہم ہمیشہ دیکھتے رہے ہیں کہ رمضان شریف کا
 چاند تو زبردستی نکل آتا ہے البتہ عید کے چاند میں گڑ بڑ ہو جاتی ہے
 اور اس کو دیکھنے کے لئے بڑا زور شور ہوتا ہے اگر چاند نظر آ گیا تو سبحان اللہ
 خوشیاں ہو گئیں، سامان خرید جانے لگا، میوٹیاں آگئیں کہ چاند نکل آیا ہے

اور اگر نظر نہ آیا تو خاموش۔ مولوی صاحب سے پوچھا کہ کیا کریں، کہا کہ صبح روزہ رکھو، اللہ نے برکت کی ایک روزہ اور بڑھ گیا، روزہ رکھ لیا مگر ابھی دوپہر نہ ہوئی تھی کہ خیر آگئی کہ فلاں جگہ پر چاند نظر آ گیا ہے تو کسی نے کہا کہ اوہ میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ کسی نہ کسی جگہ چاند نظر آ گیا ہوگا لیکن ہم کو نظر نہیں آیا۔ تو وہ روزہ توڑنا پڑا۔ فرماؤ! صبح عید نہ ہو سکی اور شام تک روزہ نہ جاسکا ویرہ کیا ہے؟ ویرہ یہ ہے کہ چاند نظر نہیں آیا تھا۔ شریعت طاہرہ کا فیصلہ ہے تاکہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔ روزہ بھی خراب ہوا اور عید بھی نہ ہو سکی تو تیری عقل میں نہ آیا کہ علیؑ ہے پہلا امام، پہلا چاند۔ تو جس کو پہلی کا چاند نظر نہ آئے اس کی عید نہیں ہوتی تو جس کو علیؑ نظر نہ آئے اس کی نماز کیسی ہے روزہ کیسا ہے؟

اس نے کہا کہ آپ بار بار امام کو چاند سے تشبیہ دے رہے ہیں میں نے کہا اللہ نے جو دی ہے میں کیوں نہ دوں۔ کہنے لگا چاند تو غائب بھی ہو جاتا ہے۔ پنجابی میں کہنے لگا کہ وہ تو "گوڈا" بھی لگا جاتا ہے۔ میں نے کہا حضور! چاند "گوڈا" لگتا ہے، غائب ہوتا ہے، گھٹنا شروع ہوتا ہے۔ مگر نہ پہلی کو، نہ دوسری کو، نہ تیسری کو نہ چوتھی کو نہ پانچویں کو بلکہ چودھویں کو پورا چڑھ کے غائب ہوتا ہے۔ اگر چودہ سے پہلے ہمارا کوئی غائب ہو گیا ہو تو مجھ سے پوچھ لو اگر چودھویں کے بعد غائب ہوا ہے تو اعتراض کیسا؟

اگر بادل آجائیں اور سورج چھپ جائے تو پھر بھی سورج کا نور بادلوں سے چھن چھن کر زمین پر آتا ہے اور فصلوں اور پھلوں کو اثر

پہنچاتا ہے، بارھواں غائب ہے لیکن زمین پر کفر نہیں چھارا؟ اب بھی لوگ امام زمانہ کی معرفت میں آرہے ہیں۔ میرے متعلق ہی دیکھ لو کہ پڑھا کہاں اور آ کہاں گیا۔ اس کو امام زمانہ کا فیض سمجھوں یا کچھ اور سمجھوں شیخ صاحبنا بیٹھے ہیں آپ کو شاید معلوم نہ ہو۔ میں اب بھی جو کام کرتا ہوں اور یہ دینی سرگرمیاں اور یہ میرے پروگرام سب امام زمانہ کے اشارے پر ہوتے ہیں یا استخارے پر ہوتے ہیں۔

لہذا میں نے عرض کیا تھا کہ نبی سورج ہے اور امام چاند ہے چاند بارہ ہیں اس لئے تیرھواں امام نہیں ہو سکتا۔ امام بارہ رہیں گے چاند بھی بارہ رہیں گے۔ اللہ فرماتا ہے ذالک الدین الیقیم۔ یقیم دین یہی ہے قائم رہنے والا دین یہی بارھویں کے بعد تیرھواں امام نہیں ہے تیرھواں چاند اس لئے نہیں کرتا کہ اگر تیرھواں چاند چڑھاؤں تو تیرھواں امام بنانا پڑے گا، نہ تیرھواں چاند ہو سکتا ہے نہ تیرھواں امام ہو سکتا ہے چاند بھی بارہ ہی رہیں گے اور امام بھی بارہ ہی رہیں گے۔

لہذا آقائے نامدار کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ میرے اللہ نے فرمایا: ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم و لکن رسول اللہ و خانتم النبیین و کان اللہ یکلّمہ علیما ط بحمد محمد تہارا رشتہ دار نہیں بلکہ اللہ کا رسول ہے بلکہ نبیوں کا خاتم ہے۔

مرزائی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی افضل النبیین کے ہیں لیکن میرا دعویٰ ہے، سن لو، میں محمد اسماعیل ہوں تمام مرزائی سن لیں ان کے اگلے پچھلے سارے سن لیں۔ اگر دنیا کی تمام تفسیریں خواہ وہ سستی ہوں یا شدہ۔ کسی نے بھی خاتم النبیین کا ترجمہ سید المرسلین یا افضل النبیین کیا ہو

تو میں مولوی ہی نہیں۔ کہتے ہیں! جی نہیں جب خاتم کا لفظ بسوئے جمع مضافاً ہو تو اس وقت اس کے معنی افضل کے ہوتے ہیں جیسے خاتم الشعراء یا خاتم المحدثین۔ لیکن دیکھو یہ مرزا صاحب کی تریاق القلوب ہے اس میں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں خاتم الاولاد ہوں۔ اولاد ہے جمع ولد کی اور خاتم اس کی طرف مضاف ہے۔ اس لئے فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی بیٹا بیٹا پیدا نہیں ہوا۔ کیونکہ میں اپنے باپ کا خاتم الاولاد ہوں۔ اور خدا کے بندے! جب تو خاتم الاولاد ہو گیا تو تیرے بعد گھر میں کوئی سچی بچہ پیدا نہیں ہو سکتا تو محمد خاتم النبیین ہے ان کے بعد کوئی نبی کیسے آسکتا ہے۔ یاد رکھو! نبی اس وقت آتے تھے جب ایک نبی کسی علاقے میں آیا اور دوسرا علاقہ محروم رہ گیا تو نبی کی ضرورت ہوئی۔ مگر جب آقائے نامدار نبی ہو کر آئے تو خدا نے فرمایا کہ محمد کسی ایک علاقے کا نبی ہو کر نہیں آیا بلکہ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیكون للعالمین مذیبراً کہ محمد عالمین کے لئے نبی ہو کر آیا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ آقائے نامدار عالمین کے لئے رحمت ہو کر آئے کوئی کوئی باقی نہیں رہ گیا۔

سبحان اللہ! یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ نہ انگلیٹھ میں، نہ عرب میں، پتہ نہیں پنجاب میں کیسی خشکی آگئی کہ یہاں نبی کی ضرورت پڑ گئی حالانکہ ہمارے پنجاب میں پانچ دریا بہتے ہیں۔

یا نبی اس وقت آتے تھے جب دین کے کچھ مسائل ہو گئے اور کچھ رہ گئے تو دوسرا نبی آیا اور اس نے مسائل پورے کئے مگر جب میرا آقا آیا آواز قدرت آئی۔ الیوم اکملت لکم دینکم وانتمتم

علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً کہ دین مکمل ہو گیا نعمت پوری ہو گئی، کیوں حضور فرمائیے! اب تو آقائے نامدار پر دین مکمل ہو گیا ہے اب اگر کوئی نبی آئے گا تو کس چیز کے لئے آئے گا۔

یا نبی اس وقت آتے تھے جب پہلی کتاب میں کچھ تحریف ہو گئی تو دوسرے نبی نے آکر اس کو درست کیا۔ جیسے حضرت عزیر نے ہزاروں سینکڑوں سال کے بعد دنیا کو تورات دوبارہ لکھ کر دی۔ مگر آقائے نامدار نے فرمایا کہ میرے بعد قرآن میں تحریف نہیں ہو سکتی۔ میرے بعد قرآن غلط نہیں ہو سکتا۔ میرے اللہ نے فرمایا جہاں میں نے نبوت کو ختم کر دیا ہے وہاں ہم نے قرآن کی حفاظت کا انتظام بھی کر دیا ہے فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں تو جب اللہ خود محافظ ہے تو قرآن بدل کیسے سکتا ہے۔ جب قرآن بدل نہیں سکتا تو نئے نبی کی ضرورت کیا ہے؟

میرے عزیزو! جب نبی آتے تھے تو ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا تھا اور وہ اس کا نائب ہوتا تھا مگر جب آقائے نامدار آئے تو فرمایا وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم الخ کہ اب نبی نہیں آئیں گے بلکہ اب نبی کے نائب آئیں گے نبی کے خلیفے آئیں گے۔

کیوں دوستو! قرآن میں ہے ناکہ اب نبی نہیں بھیجوں گا بلکہ نبی کے نائب بناؤں گا۔ اور خدا کے بندے! اگر حضور کے بعد نبی آسکتا تو نائب کا وعدہ کیوں کیا جاتا۔

کل میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں آؤں گا اور ختم نبوت پڑھوں گا۔ آپ

لوگ آئیں۔ دیکھو میں ختم نبوت پڑھ رہا ہوں، تو عقل کی بات کر جب ایک مولوی بھی وعدے کے مطابق آجاتا ہے تو جس امام کا وعدہ ہے وہ کیوں نہیں آئے گا۔ اگر آج میں نہ آتا بیمار ہو جاتا تو کیا آپ مولوی اسماعیل بنا لیتے؟ شاید بنا تو لیتے لیکن میرے سینے میں جو علم ہے، جو میں قرآن پڑھ رہا ہوں، جو میں بیان کر رہا ہوں یہ اس سے نہ ہو سکے گا۔ اس لئے کہ آپ کا بنایا ہوا میرے جیسا نہیں ہو سکتا۔ تو تیری عقل میں نہ آیا کہ بنانا اور چیز ہے اور وعدے کے مطابق آنا اور چیز ہے۔

میں وعدے کے مطابق آگیا۔ اگر میرے پڑھنے کے بعد آپ ایک بچے کو کھڑا کر دیں یہ کوئی عقلمندی ہے۔ ویسے یہ میرے شاگرد ہیں، پڑھتے ہیں لیکن ان کو مجھ سے پہلے پڑھا لو تو اچھی بات ہے لیکن ان کو اگر میرے بعد کھڑا کر دو تو عقلمندی نہیں ہے تو خدا کے بندے! جب بڑے عالم کے بعد چھوٹا عالم نہیں کھڑا ہو سکتا تو تو نے محمد کے بعد یہ چھوٹے چھوٹے نبی کیسے کھڑے کر دیئے۔ لہذا آقائے نامدار کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ ہماری کتابیں

صاف کہہ رہی ہیں۔ ہمارے مذہب میں علی جیسی ہستیاں ہیں۔ امام حسن اور امام حسین جیسی ہستیاں ہیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام جیسی ہستیاں ہیں لیکن ہم نے ان کو نبی کہنے کی جرأت نہ کی بلکہ لکھا ہے کہ ہمارے اماموں کو نبی کہنا حرام ہے بلکہ کفر ہے، حضرت علی سے کسی یہودی عالم نے بڑے سوال کئے اور پوچھا کہ یا علی! اللہ کیسے ہے تو علی نے فرمایا بیوقوف وہ کب نہیں تھا کہ کب سے ہے۔ تیرا

سوال ہی غلط ہے۔ جب حضرت علی نے ایسے جوابات دیئے تو اس نے کہا۔ أنت نبیؑ کیا آپ نبی ہیں تو آپ نے فرمایا نہیں نہیں مجھے نبی نہ کہنا انا عبدٌ من عبدِ محمد۔ میں تو محمد کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔

اور یہ اصول کافی میرے سامنے ہے اس میں ہمارے آنکھ ٹاہریں نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ ہمیں نبی نہ کہا جائے۔

ہنچ البلاغہ مطبوعہ بیروت میرے ہاتھ میں ہے اس کے صفحہ ۳۵۵ پر لکھا ہے۔ حضرت علی نے رسول اکرم کو غسل دینے وقت فرمایا۔ باجی انت داعی یارسول اللہ لقد انقطع بموت غیوک من النبوة والانباء و اخبار السماء۔ کہ یا رسول اللہ! میں آپ کو غسل دیتا ہوں اور روتا ہوں کیونکہ آپ کی موت سے وہ چیز کٹ گئی جو کسی کی موت سے کٹ نہیں سکتی تھی۔ ہزار دنیا میرے نبوت ختم نہیں ہو سکتی، مگر تیری ہستی کے تشریف لے جانے کے بعد نبوت ختم ہو گئی، آسمان سے کوئی وحی نہیں آسکتی اور آسمان کی خبریں بھی بند ہو گئی ہیں۔

اصول کافی مطبوعہ تہران میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لقد ختم اللہ بکتابکم الکتب و ختم بنبیکم الانبیاء کہ اللہ نے تمہارے نبی کے ساتھ تمام نبیوں کو ختم کر دیا اور تمہاری کتابوں کے ساتھ تمام کتابوں کو ختم کر دیا۔ قرآن کے بعد کتاب نہیں آسکتی اور آقا کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ فلاں روایت کے متعلق کیا خیال ہے تو فرمایا۔ اذا كانت الروایات مخالفة للقرآن

فکذبھا کہ جو روایت قرآن کے مخالف ہو۔ ہم اس کی تکذیب کرتے ہیں، روایت وہ صحیح ہے۔ جو قرآن کے موافق ہو۔

اصول کافی میں ہے کہ دو انار حضور کے سامنے آئے فرمایا۔ یہ انار نبوت کا ہے اور یہ انار علم کا ہے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ علم میں تو تو میرا شریک ہے لیکن نبوت میں شریک نہیں کیونکہ مجھ پر نبوت ختم ہو گئی ہے۔

تومیر سے عزیزو! ہماری کتابیں تو بار بار یہی فرماتی ہیں کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں لیکن اب میں برادران اسلام کی کتابوں سے بھی پڑھتا ہوں نبی کریمؐ نے فرمایا۔ بخاری شریف پہلی جلد باب خاتم النبیین۔ مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ویتعجبون له ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فاننا اللبنة وانا خاتم النبیین۔ کہ میری مثال اور سابقہ انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک محل بن رہا تھا۔ سارا محل بن گیا۔ ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی میں آگیا اینٹ لگ گئی محل مکمل ہو گیا کیوں میرے عزیزو! حضورؐ تو فرماتے ہیں کہ نبوت کا محل مکمل ہو گیا ایک اینٹ کی گنجائش تھی وہ میں تھا میں آگیا اینٹ لگ گئی نبوت کا محل مکمل ہو گیا۔ فرماؤ! جب نبوت کا محل ہی مکمل ہو گیا ہے تو اب اگر کوئی نیا نبی آجائے تو اس کو لگایا کہاں جائے؟ تیرے خیال میں یہ نبوت کا محل ہے یا مسجد بن رہی ہے۔

یہ محل جو بنا ہے انبیاء سے بنا ہے، انبیاء اس کی اینٹیں بنی ہیں۔ پہلی آدم صغی اللہ کی اینٹ، دوسری نوح نجی اللہ کی اینٹ

کوئی ابراہیم خلیل اللہ کی اینٹ اور اس کی آخری اینٹ محمد رسول اللہ۔ ایمان قرآن سے کہو کیا اتنے بڑے نبوت کے محل کا دروازہ معمولی ہو سکتا ہے؟ دو کروڑ روپیہ محل پر لگا کر باہر کھڑکی لگا دینا یہ کوئی عقلمندی ہے۔ اسی لئے نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ وہ نبوت کا محل ہے انامدینة العلم وعلیؑ باجھا۔ کہ میں علم کا شہر ہوں اور حیدر کرارؑ اس کا دروازہ ہے غیر دروازہ نہیں ہو سکتا۔

یہ دروازے کا لفظ سمجھانے کے لئے فرمایا گیا ہے تاکہ تیسری سمجھ میں آجائے۔ جب محل کے اندر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی نبوتیں ہیں۔ ان کے علوم ہیں تو اس کا دروازہ وہ ہو سکتا ہے جس کی زبان سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے علوم ادا ہو سکتے ہوں۔ تو میں پیش کرتا ہوں حضور نے فرمایا۔

من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی فہمہ والی ابراہیم فی خلتہ والی عیسیٰ فی زہدہ فلینظر الی وجہ علی ابن ابی طالب۔

کہ جس نے آدم کا علم دیکھنا ہو، نوح کا فہم دیکھتا ہو ابراہیم کی خلت دیکھتی ہو، موسیٰ کی سبیت دیکھنی ہو۔ عیسیٰ کا دم درد دیکھتا ہو۔ اگر ایک مرتبہ علیؑ کا چہرہ دیکھ لے تو سارے نبی نظر آجائیں گے۔

حضرت علیؑ اس محل کا دروازہ ہیں، دروازے میں کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہوتا ہے شہر کے اندر ہوتا ہے۔ مگر دروازہ ایک وسیلہ

ہے کہ شہر میں آنا ہو تو دروازہ اگر شہر سے کچھ لے جانا ہو تو دروازہ
 دروازے کا کام ہے کہ باہر والا اندر آجائے اور اندر کی جنس باہر چلی
 جائے اور دیواروں کا کام ہے کہ نہ تو کوئی آئے اور نہ کچھ لے آئے۔
 لہذا آپ سمجھ گئے کہ ہم شیعہ ختم نبوت کے قائل ہیں اور ختم نبوت
 کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں۔ نعرہ حیدری۔

مَجْلِسِ دَوْمِ

سِفِيْنَةُ نُوْحٍ



وَاٰیةٌ لَهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا فِيْ بَنِيْهِمْ فِي الْفُلِّ الْمَشْحُوْنِ وَخَلَقْنَا
 لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَبْرُكُوْنَ ۝

میرے عزیزو! میرے بھائیو! اور میرے دوستو! یہ آیت جو میں نے آپ
 کے سامنے پڑھی ہے سورۃ یسین کی آیت ہے۔ سورۃ یسین قرآن مجید کا دل ہے
 باقی کوئی سورۃ مسلمان سُننے یا نہ سُننے لیکن سورۃ یسین آخر کار ضرور سُننی پڑتی ہے۔
 اگر ساری عمر نہ بھی سُننے تو آخر وقت میں جان نہیں نکلتی، کہ مولوی صاحب کو بلاؤ
 سورۃ یسین پڑھے۔ اگر غلطی سے مولوی سورۃ الرحمن شروع کر دے تو لوگ
 نہیں کہتے کہ مولوی صاحب! کوئی وقت تو دیکھا کرو، یہ وقت کون سی سورۃ کا ہے
 اور آپ کون سی سورۃ پڑھ رہے ہیں۔ پڑھی سورۃ یسین، جان نکلی، مگر فرمایا!
 کہ تمام سورتوں سے سورۃ یسین کا سُننا کیوں ضروری ہے۔ بچوں کے ساتھ آباد
 رہو شاد رہو! یہ کیوں سُننی پڑتی ہے، یاد رکھو! کہ اس کی سات مبینیں ہیں۔ پہلی
 مبین ہے وَكُلُّ شَيْءٍ اَخْصَيْنَا فِيْ اِمَامٍ مَّبِيْنٍ کہ ہم نے ہر شے کو امام
 مبین میں گھیر رکھا ہے۔ او! جب تک تو امامت والی آیت نہ سُنے، جان
 نہیں نکلتی۔

باقی تم رقعے لکھتے ہو، مسئلے پوچھتے ہو کہ مولوی جی! تسلی نہیں ہوتی۔ یہ سوال ہے کہ شہید زندہ ہیں، زندوں کا ماتم ناجائز ہے۔ ایک مولوی کہنے لگا، رسول اللہ زندہ ہیں، میں نے کہا بے شک زندہ ہیں، تو وہ کہنے لگا کبھی زندوں کی جائیدادیں تقسیم نہیں، میں نے کہا نہیں۔ تو اس نے کہا پھر بارغ ذک کا جھگڑا کیوں کرتے ہو۔ اور مولوی اسماعیل! جب رسول اللہ زندہ ہیں تو زندہ کا جنازہ کیوں؟ میں نے کہا مان گیا۔ لیکن مجھے یہ بتا کہ زندہ کا جنازہ نہیں، زندہ کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا، زندہ کا کبھی تم نے خلیفہ بھی بنایا ہے۔ میں نے کہا ہم نے جنازہ کا سوال پھوڑ دیا اور بارغ ذک بھی پھوڑ دیا تم خلیفہ صاحب کو تخت سے اتار دو۔

کیا کریں، ایک مولوی بس بیٹھا تھا کہنے لگا حضرت امام حسین شہید ہیں شہیدوں کا ماتم ناجائز ہوتا ہے۔ میں نے اس کی طرف منہ کر کے کہا کہ تم ذرا یہ بتاؤ! کہ کبھی کسی نے زندوں کو بھی دفن کیا ہے، کہنے لگا دفن جائز ہے۔ تو میں نے کہا اگر دفن جائز ہے، اس کا ترکہ تقسیم کرنا جائز ہے تو اس کا صرف ماتم ناجائز ہے۔ ماتم کے وقت تم زندہ بنا لیتے ہو۔ اس واسطے میرا دوست! قرآن میرے سامنے ہے، یہ حدیث موجود ہے، جنازہ انہوں نے پڑھا ہی نہیں، جنازے میں آئے ہی نہیں، دفن میں حصہ لیا ہی نہیں، حضور کے جسم پر پانی ڈالا ہی نہیں قبر کھودی ہی نہیں، اس وقت آئے جب حضور دفن ہو چکے، توجیب وہ محمد کے پاس نہیں آئے تو ہم ان کے پاس نہیں جاتے خواہ وہ جہاں مرضی چلے جائیں۔ نعرے سے نہ گھبرا یا کر، نعرہ تیری مجلسوں کی رونق ہے، نعرہ تیری محفل کی شان ہے۔

باقی آپ رقعے لکھتے ہیں مسئلے پوچھتے ہیں، میں کیا کروں تم یہ سمجھ کر آتے ہو کہ چلو دکان کھلی ہے مسئلے پوچھ لیں۔ لیکن سادات نے مجھے مجلس سننے کیلئے بلایا ہے۔

لے یہ تاریخی مجلس بڑی عظیم نے ریتیاں سیدان سیا کوٹ کے عظیم الشان جلسہ میں اکتوبر ۱۹۰۵ء میں پڑھی تھی۔ (بجٹی)

یہ عقد اُمّ کلثوم کے متعلق رقعہ آیا ہے، مجھے ایک مولوی کہنے لگا کہ میں نے تجھ سے ایک مسئلہ ضرور پوچھنا ہے جو اب دے، میں نے کہا کونسا مسئلہ؟ کہنے لگا کہ فلاں بزرگ کا نکاح حضرت علی کی لڑکی اُمّ کلثوم سے ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر تم سے کوئی رشتہ مانگنے آئے اور ہم اس سے پوچھ لیں کہ تیرا خاندان کیا ہے؟ تیرا باپ دادا کون ہے؟ آخر رشتہ جو دینا ہوا اگر ہم پوچھیں اور وہ ناراض ہو جائے کہ تو نے میرا باپ کیوں پوچھا ہے تو اس سے کوئی پوچھے کہ آخر تو جو رشتہ مانگ رہا ہے، ہم نے باپ کا پوچھ لیا تو ناراض کیوں ہوتا ہے۔ بابا! عقد اُمّ کلثوم کا جواب میں دیتا ہوں اور..... باپ تو دکھا دے۔

باقی رہا اُمّ کلثوم کا عقد تو سن! اصول کافی، فروع کافی میرے پاس موجود ہے۔ اگر ان کتابوں میں اُمّ کلثوم کے بعد بنت علی کا لفظ لکھا ہو تو میری گردن کا خون حاضر ہے۔ یا میں دکھاتا ہوں۔ تاریخ طبری میرے سامنے ہے لکھا ہے بنت ابوبکر کہ وہ ابوبکر کی بیٹی تھی جس کا نکاح ہوا تھا۔ تاریخ طبری ص ۳۱۳ کتاب تیری پڑھائی میری۔ نعرہ حیدری۔

سنو بھائیوں سنو بھائی، جوش جو آرہے ہیں میں ان کو دبانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اگر تو ناراض نہ ہو تو حضور اس قرآن پڑھ دوں۔ معاف کرنا! لاکھ دفعہ رشتہ اُمّ کلثوم کا مانگ اور جتنی باتیں کر تیری مرضی۔ لیکن میرا اللہ فرماتا ہے۔ لیس اللہ ان ذلک و انما یسطر و ان۔ مجھے قسم ہے قلم اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةٍ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ، اد میرا محبوب! تیرا دماغ خراب نہیں، تو دیوانہ نہیں۔ وَ اِنَّ لَكَ لَاحِرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ تجھے بڑا ثواب ہے بڑا اجر ہے اِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ۔ اگر تو کسی کو کہے کہ میرے گھر سے نکل جا تو تو بد خلق نہیں، تیرا

بڑا خلق ہے، تو بڑا خلیق ہے لیکن یہ تیری محفل کے قابل نہیں فَسْتَبْصِرُ وَ يُبْصِرُونَ
 بِأَيْكُمُ الْمَقْتُولُونَ تو دیکھ لے گا اور وہ بھی دیکھ لیں کہ دیوانہ کون ہے۔ جو
 راستے سے بھٹک گئے ان کو اللہ خوب جانتا ہے۔ نوٹ کرو ٹیپ ریکارڈ ڈاؤن لوڈ کر لو
 قلم دروات کا قصہ صحیح ہے۔ اللہ فرماتا ہے مجھے قسم ہے اس قلم اور دوات کی،
 فَلَا تَطِيعُ الْمَكَّةَ مِنْ يَمِينٍ۔ ان جھوٹوں کی تابعداری نہ کرو وَ لَا تَطِيعُ كُلَّ حِلَافٍ
 مَّهِينٍ جھوٹی قسم کھانے والے کا کہنا نہ ماننا۔ مہین۔ ذلیل کا کہنا نہ ماننا۔
 هَمَّازٍ مَّشَاءٍ بِنَمِيمٍ۔ اس چُغلی خور کا کہنا نہ ماننا۔ مَتَّاعٍ بِالْخَيْدِ مَعْتَدٍ
 آئینہ۔ اس نیکی سے روکنے والے کا کہنا نہ ماننا، اس گنہگار کا کہنا نہ ماننا،
 سُرُكش کا کہنا نہ ماننا۔ عَتَلٌ بَعْدَ ذَلِكَ ذَنْبٌ۔ اس حرام زادے کا کہنا نہ ماننا۔
 یہ قرآن ہے میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔ میں نے کہا ہے کہ نہیں نہ پھیرو
 شیعوں بیچاروں کو رونے دو، ان کو فضائل سن کے خوش ہو لینے دو۔ شیعو! اگر کوئی
 گڑ بڑ کرے تو مجھے بلایا کرو، سارے ذاکروں کو تکلیف نہ دیا کرو۔ اگر میرے بلانے کے
 مشورے کے وقت ہی تسلی نہ ہو جائے تو مجھے ملان نہ کہنا۔ پتو کی منڈی میں ایک منگ تھا
 وہ گھوڑا نکالنے لگا۔ سارا گاؤں اکٹھا ہو گیا کہ ہم گھوڑا نہیں نکالنے دیں گے یہ بدعت ہے
 جب زیادہ شور مچا تو تختا نیدار کہنے لگا، او منگ! جب یہ لوگ نہیں نکالنے دیتے تو تو نے نکال
 تو اس نے کہا جو گھوڑا نہیں نکالتا۔ میں ہر سال دو دن مولوی اسماعیل کو بلا کر دو مجلسیں کووالیا
 کروں گا۔ گھوڑا نکالنا بدعت ہے عالم کا سنتا تو بدعت نہیں ہے۔ جب اس
 منگ نے یہ اعلان کیا کہ مولوی اسماعیل آ رہا ہے تو سارے علاقے کے ملاں اکٹھے
 ہو گئے۔ کہنے لگے او منگ! تو خواہ بیس گھوڑے نکالے، یہ کس بلا کو بلا رہا
 ہے۔ صلواة دی چیل آوے۔

یہ رقعہ آیا ہے ان کے سوال دیکھو! کہ مرزا غلام احمد سچا نبی ہے یا جھوٹا

اُو خدا کے بندے! میں جب اس کو نبی ہی نہیں مانتا تو سچا کیا اور جھوٹا کیا۔ اس
 معاملے میں اب میرے فیصلے کی ضرورت نہیں ہے۔ حکومت نے جو فیصلہ کر دیا ہے۔
 میں بھی وہاں گیا تھا اور وہاں جواب دے آیا ہوں۔ اب کچی ہوئی کھیر کو پکانے کا کیا
 فائدہ ہے۔ اب بات ختم ہو گئی ہے، مناظرے ختم ہو گئے ہیں، مرزائی غیر مسلم
 اقلیت قرار دے دیئے گئے ہیں، ہم حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہیں،
 ہمیں دوڑوں سے کوئی غرض نہیں ہے ہم ملاؤں نے کوئی ممبر بننا ہے۔ حکومت نے
 یہ مسئلہ حل کر کے ہمیں خرید لیا ہے، مجھے مرزائیوں نے اسلام آباد میں پوچھا تھا کہ
 تمہارا اور سنیوں کا کیا فرق ہے تو میں نے کہا تھا کہ ان کا اور ہمارا اصولی اختلاف
 نہیں بلکہ فروعی اختلاف ہے۔ کہا فروع کیا ہے۔ میں نے کہا فروع کے معنی
 شاخ کے ہوتے ہیں اور شاخ وہ ہوتی ہے جو درخت سے نکلے۔ اگر کوئی
 کسی اور درخت کی ڈھینگری (ٹہنی) کاٹ کے دوسرے درخت پر ڈال دے وہ
 اس کی شاخ نہیں مچھاتی۔ شاخ وہ ہوتی ہے جو اس سے نکلے۔ ان کا مذہب صحابہ کا
 ہے اور ہمارا مذہب آل کلبی ہے۔ آل بھی محمد کی ہے اور اصحاب بھی وہ ہیں جو محمد
 کے پاس رہتے تھے۔ ہم تو ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں تم دوسرے درخت کی ڈھینگری
 (ٹہنی) ہو تمہارا ہم سے کیا تعلق۔

تمہاری پوجیوں میں میرا وقت ختم ہو جائے گا اور باقی مجھے کہہ دیں گے کہ مولوی
 صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے، تو پھر میں نہ فضائل پڑھ سکوں گا اور
 نہ مصائب۔ لہذا اب رقعے نہ لکھنا۔

مجھے لوگ کہتے ہیں کہ مولوی اسماعیل ذاکروں کو بھی مانتا ہے اور منگوں کو بھی
 مانتا ہے۔ ایک مولوی کہنے لگا کہ یہ منگ کیا کرتے ہیں۔ ”ایہ وہ ہلاکتی کروائے“
 میں نے کہا یہ مولانا کے نام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ تبلیغ تو تو کرتا ہے۔

میں نے کہا نہیں، جو تبلیغ وہ کرتے ہیں وہ مجھ سے بھی نہیں ہوتی، کہنے لگا کیسے، میں نے کہا میں وہاں جانا ہوں جہاں کرایہ ملے۔ میز ہو، سیٹج ہو، مجمع ہو، لاؤڈ سپیکر ہو، ہزار میری خوشامد ہو، عزت ہو، وہاں میں جانا ہوں۔ لیکن میں صدقے جاؤں ان منگوں پر، یہ نہ کرایہ مانگتے ہیں، نہ اپنا دیکھتے ہیں نہ بیگانہ دیکھتے ہیں، سیٹج دیکھتے ہیں نہ سپیکر دیکھتے ہیں۔ گھر خواہ دبا بیوں کا ہو وہاں بھی ہر روز مسادیتے ہیں "نذر اللہ نیاز حسین حق و امام یا علی"

لہذا میں ان کا بھی قائل ہوں۔ سرکار قلندر کی بارگاہ میں ہر سال سلام کرنے کے لئے جاتا ہوں۔ اس لئے کہ ملاؤں سے شریعت ملتی ہے اور قلندر سے محبت ملتی ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ قلندر صاحب کا دربار بھی محکمہ اوقاف میں آگیا ہے پچھلے سال میں وہاں گیا تو مسجد میں ایک مولوی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھا ہاتھ وہ مجھے جانتا تھا اس کا نام محمد اسحاق ہے۔ نمازیوں کو کہنے لگا کہ دیکھو یہ مولوی محمد اسماعیل ہے، اتنا بڑا عالم ہے یہ اب بھی یہاں آتا ہے۔ میں نزدیک گیا تو سلام دعا ہوتی نہیں نے کہا مولوی صاحب! آپ آجکل یہاں ہیں۔ بڑے زور سے کہنے لگا ہمارے قبضے ہیں قلندر کی قبر پر بھی ہمارا قبضہ ہے۔ میں نے کہا میں قبضے کی بات نہیں کرتا، قبضہ تو تمہارا مدینے تک ہے۔ کہنے لگا پھر بات کیا ہے۔ میں نے کہا قبضے کی بات نہیں ہے قلندر صاحب کو اپنے مذہب کا ثابت کرنا کہنے لگا تو ثابت کرنا میں نے کہا دیکھ کیا لکھا ہوا ہے۔

سرگرد ہے تمام زندانم

بادی سا لکان عرفانم

کہ میں تمام زندوں کا بادشاہ ہوں اور تمام عارفوں کا رہنما ہوں۔ فرمایا مجھے یہ درجہ کیوں مل گیا۔ عکس کوسٹے شیر زندانم نعرہ جیدری

رقعے ختم ہو گئے ہیں، اب کوئی رقم نہ دینا مجھ سے مضمون سنو۔ مسئلہ ختم نبوت ختم ہو گیا ہے۔ جب یہ مسئلہ ختم ہو گیا تو مجھے مولویوں کے فون پر فون آئے کہ تم نے اتنی خدمت کی ہے، ہمارے ساتھ رہے ہو، اب جلے ختم ہو رہے ہیں، یوم تشکر منائے جا رہے ہیں اب کیوں نہیں آتے۔ ہمارے ساتھ مل کر چل دو کیوں نہیں کھاتے۔ میں نے کہا نہیں تم خوشی کرو تم فارغ ہو گئے ہو۔ کہنے لگے وہ کیسے؟ میں نے کہا سارا مسئلہ ختم نبوت کا تھا، نبوت بھی ختم، فیصلہ بھی ختم اور تم بھی ختم۔ امامت ابھی جاری ہے میں فارغ نہیں ہوں، مجھے کام کرنے دو۔

لو سُنُوا میں آپ کے سامنے عرض کروں۔ بہتر فرقوں کی بات ہے۔ فرمایا سَتَذَكَّرُونَ عَلَى ثَلَاثَةِ وَسَبْعِينَ فُرْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً۔ میری اُمت کے بہتر فرقے ہو جائیں گے بہتر جہنم میں، ایک رہ جائیگا جو جنت میں جائے گا۔ اتنی بات ہے ساری، اب کیسے فیصلہ ہو۔ اللہ فرماتا ہے فیصلہ میں کر دیتا ہوں۔ وَ آيَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلِكَ الْمَشْعُونِ وَ خَافْنَا لَهُمْ مِنْ مَّوَسِّ بْنِ كَبُورٍ۔ یاد کرو جب نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی اور نوح کے ماننے والے کشتی میں سوار ہو گئے۔ ہم نے اس جیسی ایک اور کشتی بنائی ہے جس میں اگر سوار ہو جاؤ گے تو نوح جاؤ گے۔ وہ کون سی کشتی ہے۔ لا پھر سنو! مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۲ سے پڑھنا ہوں، باب مناقب اہل بیت سے پڑھنا ہوں، تیسری سطر سے پڑھنا ہوں، آخری روایت سے پڑھنا ہوں، نبی کریم کے فرمان سے پڑھنا ہوں، پڑھیں کی شان سے پڑھنا ہوں۔ نبی کریم نے فرمایا مثل اہل بیتی فیکم مثل سمیۃ نوح من رکبھا جنتی ومن تخلف عنہا عرقت۔ میری اہل بیت نوح کی کشتی کی مثال ہے جو سوار ہو گئے۔ جو سوار ہو گئے نجات پا گئے اور جو رد گئے

رہ گئے۔ نعرۂ حیدری

لو اب بہتروں کا فیصلہ ہو گیا۔ نبی کریم نے فرمایا میرے بعد مگر ابھی کا طوفان آئے گا، قیامت کو بھی عذاب کے بڑے طوفان آئیں گے۔ میری اہل بیتؑ نوح کی کشتی ہے جو سوار ہو گئے نجات پا جائیں گے۔ اب پتہ کر کون سوار ہو گئے۔ بس عزیز! زیادہ کیا کہوں، بس جو چڑھ گئے وہ پار ہیں، جو — بھی چڑھ گئے، خواہ شیعہ چڑھ گئے، سنی چڑھ گئے، وہابی چڑھ گئے، جہنم کیا کرو کشتی آل محمدؑ تیار ہے سوار ہو جاؤ۔

کئی دفعہ کشتی پر چڑھتے ہوتے کئی چیزیں دیکھی ہیں۔ یہ جو کچھ پھرتے حلال مال ہوتے ہیں یہ تو اچھل اچھل کشتی میں چڑھ جاتے ہیں۔ لیکن کئی جانور نامراد ایسے ہوتے ہیں دو آدمی اس کے کانوں سے پکڑیں چار آدمی پیچھے سے دھکتے دیں پھر بھی کشتی کے بجائے کیچڑ میں گر پڑتے ہیں۔ پہنچ گئے ہو یا نہیں (سب مجمع نے کہا پہنچ گئے ہیں فکر نہ کریں)۔

لا کیوں میرے دوست! یہ حدیث ہے یا نہیں؟ جو آیت پڑھی ہے وہ بھی ہے یا نہیں؟ تو پھر آل محمدؑ کی کشتی پر جو چڑھ گیا وہ پار ہے غلطی نہ کر ادب! میں ان مولویوں کو نہیں مانتا۔ میں تو اتنی بات جانتا ہوں کہ جو کشتی پر چڑھ گیا وہ پار ہے۔ جو بھی — چڑھ گیا۔ اگر حقیقی رہا ہونگے بھی پار ہے، باتیں کرتا رہے تب بھی پار ہے، رستی باٹتا رہے تب بھی پار ہے، سوتا رہے تب بھی پار ہے، جاگتا رہے تب بھی پار ہے، بیٹھا رہے تب بھی پار ہے، لیٹا رہے تب بھی پار ہے اور جو کشتی پر نہ چڑھے خواہ وہ نفل پڑھتا رہے پار نہیں ہو سکتا نعرۂ حیدری۔

ہمارا مذہب آل محمدؑ کا مذہب ہے، جو بندے آل محمدؑ کے مذہب میں

آگے وہ پار۔ نماز روزوں کو میں رد نہیں کرتا ہوں، آجکل ہمارے دو چار بندے ایسے ہیں جن کو نہ مرزا یوں کی رد آتی ہے، نہ عیسائیوں کی رد آتی ہے، نہ اپنے بھائیوں کی رد آتی ہے، نہ آل محمدؑ کا حتی ثابت کرتے ہیں اور نہ کسی مسئلے کا جواب دے سکتے ہیں صرف نمازوں اور وارھیوں پر زور ہے، یہ ان کا جہاد ہے مجھے حافظ سیف اللہ کہنے لگا کہ عمل کا وعظ کیا کرو۔ میں نے کہا میں تا بعد از موتی مگر یہ بتاؤ! کہیں اور آپ جب دیوبند سے چلے تھے تو نمازوں کی کمی کی وجہ سے چلے تھے۔ کوئی وارھیوں کی قلت تھی؟ کہا نہیں، میں نے کہا پھر وہاں سے آئے کیوں تھے۔ کہنے لگا کہ وہ اہل بیتؑ کو نہیں مانتے تھے، تو میں نے کہا کہ جس بیماری کی وجہ سے آئے تھے پہلے وہ تو نکال لیں صلوٰۃ دی چھل آئے میں عرض کران۔

سننے شنید! بہت بڑا مجمع ہے، وہابیت کی جڑوں کو ختم کر دے، حسینؑ کی صف ماتم بچھا اور حسینؑ کی مدد کر، کر بلا میں حسینؑ تیرے لئے سارا گھر دے گیا ہے اس لئے مجلس کر حسینؑ کی، عزادری کر حسینؑ کی، ماتم کر حسینؑ کا، یہ جو تیرے مذہب کی ترقی ہو رہی ہے یہ متغین کے صدقے ہے اور ذاکرین کے صدقے ہے درنہ پیش نماز تو مستے سے باہر نہیں آتے ہیں، ان کے دم سے ترقی کیسے ہو سکتی ہے۔ بس یہ آل محمدؑ کی کشتی ہے، وقت بہت کم ہے بات ختم کرنا، قرآن میرے سامنے ہے حضرت نوحؑ نے سارے نو سو سال تبلیغ کی، جب ساڑھے نو سو سال ہر گئے نوحؑ تنگ گیا۔ کہا رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِمَّنْ أَنْكَرْتَنِي يَا سَرَّاهُ يَا لَلَّهِ! میں اب تنگ گیا ہوں، اب دنیا غرق کر دے، تباہ کر دے برباد کر دے۔ لَا تَزِدْ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارُكُ إِنَّهَا نَظْمٌ مِّنْ جِبَالٍ آوَارِ قَدْرَتِ آتَى نُوْحًا! تیری دعائیں نے سن لی ہے وَاصْنَعِ الْفُلَكَ يَا عَيْنِنَا وَوَحِينِنَا۔ اب تو کشتی بنا لے اور میری آنکھوں کے سامنے بنا، دُوحِينِنَا

اور میری وحی کے ساتھ بنا، جس کی وحی آئے وہ کیل لگانا، جس کی وحی نہ آئے وہ کیل نہ لگانا، جس کی وحی نہ آئے وہ لکڑی اور تختہ نہ لگانا، کیوں میرے عزیز! جب نوح کی کشتی کو بغیر وحی کے کیل نہیں لگتا تو اہل بیت نوح کی مثال ہے۔ جب نوح کی کشتی کو بغیر وحی کے تختہ نہیں لگتا تو تیری امامت اور خلافت کو اجتماع کے تختہ کیسے لگ سکتے ہیں اور شوری کے کیل کیسے لگ سکتے ہیں۔

سید بیٹھے ہو، مومن بیٹھے ہو، داد کا طالب ہوں، آواز آئی کشتی بنا لیکن جنگل سے درخت کاٹ کر کشتی نہ بنانا، اگر جنگل کی لکڑی سے کشتی بنے گی تو یہ ٹوٹ جائے گی، تباہ ہو جائے گی، پار نہیں ہوگی، کیونکہ بہت بڑا طوفان ہے، پہاڑوں سے اوپر پانی ہوگا، درخت پہاڑ سب ڈوب جائیں گے، جنگل کے درخت سے نہ بنانا۔ تو تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ درخت اپنے پتے گھس میں لگانا، بیس سال پرورش کی، ساگوان کا درخت ہے، اس کو کاٹا تھ جا کے کشتی بنی، ادخل کے بندے! جب نوح کی کشتی کو جنگل کے درخت نہیں لگتے تو محمد کی کشتی کو کافروں کے گھروں میں پیدا ہوئے امام کس طرح لگ سکتے ہیں۔

بیس صدقے جاؤں، حضرت نوح نے درخت اپنے گھر لگایا، بیس سال پرورش کی، او جب نوح کی کشتی کا یہ حال ہے تو جب محمد کی کشتی بننے لگی تو آواز آئی، کافروں کے گھروں میں پیدا نہ ہوا ہو، کعبے میں پیدا میں کروں گا، پرورش تیری گود میں ہوگی۔ نعرہ حیدری۔

میں سادات کا خادم ہوں، سنو! حضرت علی رسول خدا سے تیس سال چھوٹے ہیں، جب حضرت علی پنگھوڑے میں ہوئے اور حضرت علی کی ماں کوئی کام کر رہی ہوتی تھیں، رونے کی آواز آئی اور محمد رسول اللہ موجود ہوتے تو فاطمہ بنت اسد کہتیں بیٹا محمد! ذرا اس کے پنگھوڑے کی ڈوری تو ہلانا تاکہ

علی چپ کر جائے۔ معاف کرنا علامہ علی نے لکھا ہے کہ جس وقت محمد علی کے پنگھوڑے کی ڈوری ہلاتے، سادات سے داد کا طالب ہوں، ڈوری بھی ہلاتے تھے اور لوری بھی پڑھتے تھے۔ وہ لوری پڑھوں جو رسول پڑھتے تھے ڈوری بھی کھینچتے تھے اور لوری بھی پڑھتے تھے کہ اَنْتَ اَخِي وَوَصِي وَوَارِثِي وَخَلِيفَتِي۔ میرا بھائی تو ہے، میرا ولی تو ہے، میرا وارث تو ہے، میرا خلیفہ تو ہے۔

خلافت کا فیصلہ تو یحییٰ میں ڈوری کے وقت ہی ہو گیا تھا۔

یہ رقعہ آیا ہے کہ نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہوتی ہیں جو ماں کو نہ مانے وہ حلال کا نہیں ہوتا۔ برخوردار! لوگ ماں مائیں یا نہ مائیں ہماری ماں ہے۔ وجہ؟ اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ اصل ماں تو وہ ہے جس نے تجھے جنم دیا مگر محمد کی بیویاں ایسی حرام ہیں محمد کے بعد جیسے ماں ہوتی ہے۔ محمد کی بیوی سے نکاح نہیں ہو سکتا خواہ وہ گھر میں رہے یا جنگل میں چلی جائے نکاح نہیں ہو سکتا۔

جو رسول کی بیوی سے نکاح کا ارادہ بھی کرے تو ہم اس پر لعنت کرتے ہیں ہم ماں مانتے ہیں، ہم کب نہیں ملتے، میری ماں میں اس کو مانتا ہوں لیکن وہ اگر شیعہ نہیں ہوتی تو میں کیا کروں، میں اپنے والد کو مانتا ہوں، میرا والد مولوی آدمی تھا تقریباً سو سال کا ہو کر فوت ہوا ہے، میں نے ساری دنیا پر مذہب شیعہ پھیلا دیا ہے لیکن میرا والد مجھ سے شیعہ نہ ہو سکا، اس کے ہاتھ میں نہ کھلو اسکا ایک دن ایک مولوی نے مجھے طعنہ دیا کہ او مولوی اسماعیل! میں نے کہا کہ جی! کہ تیرا باپ تجھ سے نہ ماں سکا، تیرا باپ شیعہ نہ بنا، میں نے کہا باپ کی بات نہیں، باپ تو حضرت عمر کا بھی نہیں مانا تھا۔ صلوٰۃ دی پھل آوے میں عرض کران

کیوں میرے عزیز تبا! آئی محمد نوح کی کشتی کی مثال میں یا نہیں؟ تو پھر

نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان آیا، پہاڑ ڈوب گئے، دنیا غرقاب ہو گئی آسمان تک پانی چلا گیا مجھے قرآن سے بتاؤ! کہ کوئی ایسا بندہ بچا ہو جو کشتی کے اندر نہ ہو اس کا نام بتاؤ! تو اگر نوح کے زمانے میں کوئی کشتی نوح کے بغیر نہ بچ سکا خواہ اصحاب تھے یا اصحاب، توجب تک آل محمد کی کشتی میں سوار نہ ہوں تو نہ اصحاب.....
..... نعرۂ حیدری

ابھی نہیں جن بات کے لئے میں نے محنت کی ہے وہ آگے ہے۔ نوح علیہ السلام کی کشتی جب چلنے لگی آواز آئی اپنے سب ماننے والوں کو چڑھالے، چڑھ گئے، اپنی اہل بیت بھی چڑھالے، چڑھ گئی، مگر اپنی بیوی کو نہ چڑھانا کیونکہ نہ اس نے چڑھنا اور نہ ہی اس نے بچنا ہے۔ قرآن تمہارے سامنے ہے بتاؤ!
نوح علیہ السلام کی بیوی چڑھ گئی؟ نہیں نا، تو پھر ڈوب گئی یا نہیں؟ تو کہاں ہے دیکھ رقعے لکھتا پھرتا ہے۔ قرآن تیرے سامنے ہے اللہ فرماتا ہے آل محمد نوح کی کشتی کی مثال ہے فرمایا صَوَّبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا اَمْ رَاتِ لِنُوحٍ وَاَمْ رَاتِ لِنُوحٍ كَاٰمَنَاتٍ مَّخْتَمَتٍ مِّنْ عِبَادٍ فَاَصْحَابِیْنَ فَاٰتَمَّتْهُمَا فَلَمْ یُعْیَبْآ عَمَّهَآ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَّقَبِیْلًا اَدْخَلَ النَّاسَ فِیْهَا الَّذِیْنَ اٰخِلِیْنَ ہ
نوح اور لوط کی بیویوں نے خیانت کی اور ان دونوں کو کہا گیا کہ تم دونوں بہنم میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ فرماتا ہے آل محمد کشتی نوح کی مثال ہے اور نوح کی بیوی کی مثال محمد کی.....
..... نعرۂ حیدری

اور پہنچ گئے ہو! نوح کی زوجہ کی مثال بیان ہوئی ہے، اور ایک بیوی نوح کی ڈوب گئی۔ خود ہی پہنچ جا مجھ سے نہ کہلوا، ساری سورۃ تحریم اتمی پڑی ہے ایک آدمی کی بیوی دریا میں ڈوب گئی تو وہ اس کی لاش ڈھونڈتا پھرے، اور جدھر سے پانی آ رہا تھا اسی طرف چلا جا رہا تھا، کسی نے پوچھا کہ ہر، اس نے کہا

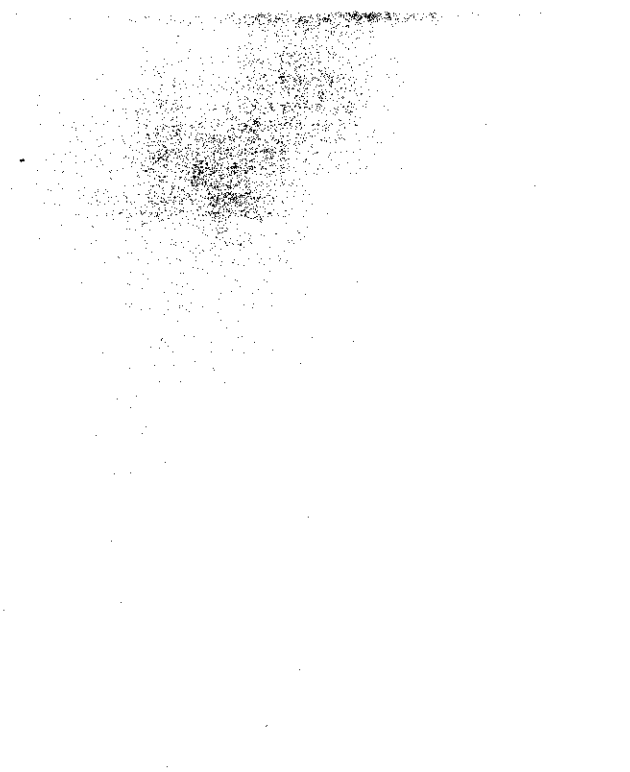
میری بیوی ڈوب گئی ہے میں اس کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں، انہوں نے کہا کہ جدھر پانی جا رہا ہے جنوب کی طرف اُدھر جا، یہ شمال کی طرف کیوں جا رہا ہے، تو اس نے کہا کہ اپنی زندگی میں وہ سیدھے راستے کبھی نہیں چلی تھی۔

اور تو گھر بیٹھ کر قیاس کر رہا ہے۔ میں سورۃ تحریم کہاں لے جاؤں، کشتی نوح کہاں لے جاؤں اور جو بیوی نہیں چڑھی اس کو میں کیا کروں، جو اصحاب نہیں چڑھے ان کو میں کیا کروں۔ جو چڑھ گئے چشم مارو شن دل ماشاد، مجھے ایک مولوی کہنے لگا تو خوش ہو رہا ہے، میں نے کہا کیا بات ہے، کہنے لگا جس کشتی کی تو بات کر رہا ہے اس پر تو خنزیروں کا ایک جوڑا بھی چڑھ گیا تھا۔ نوح کی کشتی میں تو خنزیر بھی چڑھ گئے تھے، میں نے کہا میں مکرنا نہیں چڑھ گئے تھے، لیکن مجھے یہ بتا! کہ جو نوح کی کشتی میں خنزیر چڑھ گئے تھے وہ ڈوب گئے تھے یا پار لگ گئے تھے، کہنے لگا پار لگ گئے تھے، میں نے کہا تو پھر تجھے نہ پتہ چلا کہ اگر خنزیر بھی چڑھ گیا تو وہ پار ہو گیا اور جو اصحاب بھی نہیں چڑھے وہ بھی پار نہیں ہو سکتے۔

سید بیٹھے ہو میں تمہارا خادم ہوں، لیکن آپ بھی سارے آل محمد کی کشتی میں رہا کرو باہر نہ جایا کرو، معاف کرنا! اگر ربوہ جائیں تو چار پانچ دیاں بھی ہوتے ہیں کہ میں سید ہوتا ہوں، ادھر وہ بیویں کی طرف جائیں تو کہتا ہے جی میں شاہ صاحب ہوں اور بیوقوف! تیرے گھر میں جو نور کے بارہ چاند چڑھے ہوتے ہیں، اگر تجھے اپنے گھر میں بارہ چاند نظر نہیں آتے تو یہ جولا ہوں کے گھر سے تجھے امام کیسے نظر آگئے ہیں۔

نادان نہ ہونا سید بیٹھے ہو میں خادم ہوں، نوکر ہوں، مجھے سارے نظر آتے ہیں کہ تم سید ہیں، سارے نظر آتے ہیں یہ حامد شاہ اور محمود شاہ بھی، یہ آوہا شریف بھی نظر آ رہا ہے، سب کچھ نظر آ رہا ہے۔

سن میرے عزیز! جب کشتی چلنے لگی تو حضرت نوح کا ایک بیٹا تھا وہ کشتی پر سوار نہ ہوا



کہا یٰبَنِيَّ ارْكَبْ مَعَنَا۔ بیٹا کشتی میں آجا، اس نے کہا سنا وحی الٰہی
جَبَلٍ لِّعَصْمٰنِیِّ مِنَ السَّمَاءِ۔ کہا مجھے کشتی کی ضرورت نہیں میں پہاڑ پر چڑھ
جاؤں گا، آواز آئی لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ الْیَوْمِ الْیَوْمِ آج پہاڑوں نے نہیں بچانا، وہ پہاڑ
پر چڑھ گیا، جب پانی پہاڑوں سے اُٹسٹا ہو گیا، حضرت نوحؑ نے بیٹے کو دُستے دیکھا
تو کہا ذٰلِكَ اَنْ اَبِیُّ مِنْ اَهْلٰی، یا اللہ! یہ میرا بیٹا ہے ذٰلِكَ وَ عَدَاۗئِ الْاٰخِیْنَ
تیرا وعدہ سچا ہے، تیرا وعدہ ہے کہ تیرے اہل بیت کو بچاؤں گا، اب بچاتا کیوں نہیں
آوازِ قَدْرَتِ آئی اس کو کشتی میں بلا اگر آتا ہے تو، کہا یہ نہیں آتا، فرمایا اگر نہیں آتا تو
رَاۡنَهُ لَیْسَ مِنْ اٰهْلِکَ۔ یہ تیری اہل ہی نہیں ہے، اہل وہ ہے جس نے تیری
بات مان لی اور کشتی میں چڑھ گیا، جو کشتی میں ہی نہیں وہ اہل ہی نہیں، تو پھر خدا کے
بندے! خواہ بخاری ہو، بھاکری ہو، شیرازی ہو، کاظمی ہو، جب تک آلِ مُحَمَّدِ
کشتی میں سوار نہ ہو جنت میں جا ہی نہیں سکتا۔

ذرا غور فرماؤ! نَادَاۤنَا نُوْحٌ فَلَمَّعَ الدُّجَیْبُوْنَ۔ یعنی
ہم کو نوحؑ نے پکارا ہم نے قبول کر لیا، کشتی حاضر ہو گئی، کہا چڑھ جاؤ، پار ہو جاؤ،
کیوں میرے دوست! نوحؑ کشتی کے بغیر نہ گیا، اس کے اصحاب نہ گئے،
او خدا کے بندے! جب کشتی کے بغیر نوحؑ کی اُمت نہیں بچتی تو آلِ مُحَمَّدِ کے
بغیر محمدؐ کی اُمت کیسے بچ سکتی ہے۔

یہ ایک لڑکا ہے پڑھا لکھا ہے بار بار رُقعے لکھ رہا ہے کہ یا علیؑ مدد
کہاں لکھا ہوتا ہے، کسی امام نے فرمایا ہو۔ برنخوردار! یہ بجا رالانوار میرے
ہاتھ میں ہے، ساتویں جلد ہے صفحہ ۲۴۷ ہے، اس میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ
علیہ السلام کا ایک صحابی ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے علیؑ کے زمانے میں بخار ہو گیا، جب کاوان
آگیا، میں نے مَدَّت مانی کہ اگر میرا بخار اتر جائے تو میں مولا علیؑ کے پیچھے نماز پڑھوں

وہ کہتا ہے میرا بخار اتر گیا۔ میں نے مولا علیؑ کے پیچھے نماز پڑھی، جب نماز پڑھ
چکا تو علیؑ دارالامارۃ میں داخل ہوئے میں بھی ان کے پیچھے چلا گیا۔ مجلس میں ان کے
سامنے بیٹھا تھا تو وہ مجھے دیکھ کر فرط نے لگے، اور میلید! تو نے آج مَدَّت مانی تھی نا
کہ اگر میرا بخار اتر جائے تو علیؑ کے پیچھے نماز پڑھوں گا کہا مولا! میں نے تو آپ کو
بتایا ہی نہیں آپ کو کیسے پتہ چل گیا، جہاں جہاں بیٹھے ہو ذرا غور سے سُننا۔ فرمایا اور میلید!
میری بات سن لے مَا مِنْ مَّوْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ۔ کوئی مومن مرد نہیں اور کوئی عورت
مومنہ نہیں، جب بیمار ہوتا ہے تو اُس کی بیماری میں ہم بیمار ہو جاتے ہیں، جب
کوئی غمناک ہوتا ہے تو اس کے غم میں ہم غمناک ہو جاتے ہیں، جب دُعا مانگتا ہے تو
ہم آمین کہتے ہیں اور اگر نہیں مانگتا تو ہم خود مانگ دیتے ہیں، کہنے لگا مولا!
یہ تو ان کی بات ہے جو کوفنے میں رہتے ہیں، لیکن جو آپ کے محب باہر رہتے ہیں
دُور رہتے ہیں، تو حضرت نے فرمایا مَنْ كَانَ فِيْ اطْرَافِ الْاَرْضِ۔ کہ زمین پر
جہاں جہاں جو بھی رہتا ہے خواہ وہ شہر میں رہتا ہے خواہ جنگل میں رہتا ہے
غائب ہے یا حاضر ہے، کوئی ایسا مومن نہیں خواہ مشرق میں رہتا ہو یا مغرب میں،
جہاں بھی ہو علیؑ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ نعرہ حیدری

خوش بیٹھے ہو، ناراض تو نہیں ہو، میری تمہیں یہی ہدایت ہے کہ شیخہ ہی
رہو وہابی نہ بننا، میں تم میں اس لئے آیا تھا کہ شیخہ یا علیؑ مدد کہتے ہیں اب تم خود
مگرے جا رہے ہو۔

سُوْرَةَ اٰنِیْنَ پڑھ رہا ہوں، سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِي الْاَعَالَمِیْنَ۔ میرا
سلام ہو نوحؑ پر عالمین میں۔ اِنَّا عِبَادُكَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ نوحؑ میرے
مومن بندوں سے ہے۔ تَوَجَّهْ فَرَمَا! تَعَاۡخُرُوْنَا الْاٰخِرِیْنَ۔ ہم نے ساری
دُنیا کو غرق دیا، کوئی بندہ نہ رہا نہ مشرق میں نہ مغرب میں، ساری دُنیا

عرق ہو گئی، سارا جہان عرق ہو گیا۔ وَرَأَىٰ مِنْ مَّيْمَنِهِمُ لَآئِبًا هَيْمًا۔

تحقیقی ابراہیم اس کے شیعوں میں سے تھا۔ نعرہ جیدری

اس آیت نے ہمارے بھائیوں کو بہت تنگ کیا ہے، نہ مان سکتے ہیں نہ چھوڑ سکتے ہیں، اگر مانتے ہیں تو شیعہ کا لفظ نظر آتا ہے اور اگر چھوڑتے ہیں تو قرآن ہے۔ تو پھر یہ ہے کیا کہتے ہیں کہ قرآن میں شیعہ تو ہے لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں، کیا معنی ہے کہ ابراہیم خود شیعہ نہیں ہے لیکن شیعوں میں سے ہے کیوں مومن! آج تک کوئی ایسا دیکھا ہے جو بندہ نہ ہو لیکن بندوں میں سے ہو

یہ سیدتیہ میں شیعوں سے ہے۔ ایک حدیث ہے کہ وہ عین وحیرت پر حصار ہوتا ہے ہمارے ذاکروں کا مقابلہ کرتا رہتا ہے، اس نے لکھا ہے کہ ابراہیم خلیاں اللہ ذاکئی کئی آبدن شیعہ با۔ شیعہ ناوہ کئی دیہائے گھر شیعاں دے رہیا ہا۔ میں بھکر کے اسٹیشن پر وینڈنگ روم میں بیٹھا تھا، گاڑی کے انتظار میں، وہ بھی اسٹیشن پر آ گیا، مجھے لڑکوں نے بتایا کہ مولوی گل شاہ پھر رہا ہے، میں نے کہا اس کو اندر لے آؤ، انہوں نے اس کو جا کر کہا کہ اندر آپ کو ایک آدمی بلا رہا ہے، اس نے سمجھا شاید کوئی دعوت دینے والا ہے، جب وہ دروازے پر آیا تو مجھے دیکھ کر چمچے مڑنا چاہا، تو میں نے کہا مولوی صاحب اب آجاؤ کوئی خرچ نہیں، خیر وہ آ گیا، سلام علیکم وعلیکم السلام ہوئی، میں نے کہا وہ قصیدہ تو دکھا جو تو نے لکھا ہے، اس نے کہا نہیں وہ تو ایسے ہی میں نے لکھ دیا ہے، میں نے کہا دکھا تو سہی، کہنے لگا نہیں تجھے نہیں دکھاؤں گا تیرے لئے میں نے لکھا ہی نہیں، میں نے کہا چلو تو نہ دکھاؤں تجھے میں دکھاتا ہوں یہ مشکوٰۃ ہے یہ من گنت مولا ہے، کہا ٹھیک ہے کیوں تنگ کرتے ہو درست ہے میں نے کہا یہ اتنی تاریکی فیہم الثقلمین، کہا ٹھیک ہے، بارہ امام

کہا ٹھیک ہے شیعہ جنتی ہیں، کہا ٹھیک ہے، میں نے کہا اوکا من شاہ اوجب بہ کچھ ٹھیک ہے تو ہمارے شیعوں کے خلاف دغظ کیوں کرتا رہتا ہے، تو پیٹ پر ہاتھ مار کر کہتا ہے مولوی اسماعیل! تنگ نہ کیا کر سب کچھ ٹھیک ہے، سب کچھ۔ یہ سارا پیٹ کا مرنا ہے ورنہ سب کچھ ٹھیک ہے۔

ایس وقت بہت ہو چکا ہے دو فقرے مصائب کے کہہ کر ختم کروں، تاکہ فیکروں کو بھی وقت دوں۔ بڑے بڑے علماء نے صاف لکھا ہے کہ نوح کی تبلیغ عراق میں ہوئی اور وہ کشتی و جلد میں تھی اور وہ کشتی عاشور کے دن ٹھہری تھی، سیر دوست! نوح کا سفینہ تو پانی میں تیر رہا تھا مگر آل محمد کی کشتی دسویں کے دن خون میں تیر رہی تھی۔

جب عرق بحر خون ہوئی کشتی نجات کی
دوبی لہو میں شکل شاہ خوش صفات کی

حسین دسویں محرم کو خاک و خون میں غلطاں ہیں، اُمت نے حسین کو شہید کر دیا، جب حسین شہید ہوئے شام ہو گئی، جس کو شام غربیاں کہتے ہیں تو فوج یزید نے اعلان کیا کہ:-

لو تو تبرکات علی و بتوں کو

قیدی بنا کے لے چلو آل رسول کو

شمر نے حکم دیا کہ خیموں کو آگ لگا دو، جب خیموں کو آگ لگی تو ایک خیمہ جل جاتا تھا، بیسیاں دوسرے خیمے میں آجاتی تھیں، جب سارے خیمے جل گئے صرف ایک خیمہ باقی رہ گیا تو زینب نے سید سجاد کو اٹھایا کہا بیٹا! اٹھو خیموں کو آگ لگ گئی ہے، اب تو امام ہے، مجھے یہ بتا کہ خیمے میں جل جاؤں یا خیمے سے باہر نکل جاؤں، سید سجاد فرماتے ہیں چھو چھو اماں!

مَجْلِسِ سَوْمِ

نبوت



أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدًا مِّنهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً - پلا سورہ ہود آیت ۱۰
حضرات! یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے،
قرآن مجید کے بارہویں پارے سورۃ ہود کی آیت ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے
مسئلہ نبوت بیان فرمایا ہے کہ نبی کون ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے نبی! دنیا کو تبلیغ کر۔ اللہ نے رسول کو
تبلیغ کرنے کا طریقہ بتا دیا ہے۔ فرمایا کہ اذْعِ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُجَّةِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِ لَهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ - اے
میرے حبیب! تو لوگوں کو حکمت و دانائی اور موافقہ حسنہ کے ساتھ اپنے
رب کی طرف دعوت دے۔ اور اگر تو لوگوں کے ساتھ مجادلہ کرے تو وہ بھی
اچھا ہو۔

پھر خدا فرماتا ہے۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ كَمَا مِرَّةٍ دِيْنِ مِّنْ كُوْنِي زَبْرَدَسْتِي نِهِيْن

خودکشی حرام ہے جیسے سے باہر چلی جاؤ۔
حمید بن مسلم راوی ہے، وہ کہتا ہے کہ جب خمیوں کو آگ لگی تو میں نے
ایک چھوٹی سی بچی دکھی جس کے دامن کو آگ لگی ہوئی ہے، وہ دوڑی چلی جا رہی ہے
میں نے سوچا یہ بچی جس کے مرجائے گی اس کی آگ بجھا دوں۔ راوی کہتا ہے
جب میں اس بچی کے پیچھے دوڑا تو وہ مجھے دیکھ کر زیادہ تیز دوڑنے لگی،
جب وہ تنک گئی تو زمین پر بیٹھ گئی، میں نزدیک گیا، آگ بجھانے کا ارادہ کیا
تو بچی دونوں ہاتھ جوڑ کر کہتی ہے، مجھے ہاتھ نہ لگانا میں حسین کی بیٹی ہوں
میرا بابا مارا گیا۔

اللعنة الله على الظالمين

اسے کوئی قبول کرے یا نہ کرے میں زبردستی نہیں کرتا۔ کیونکہ میں اپنی توحید بھی زبردستی نہیں منوانا چاہتا بلکہ میری توحید کو نشانیوں دیکھ کے مان۔

ارشاد ہوا: اَکْمَرُ كَيْفَ عَلِ الْأَرْضَ مِنْ مَهَادَا وَالْجِبَالِ أَوْ تَأْتِيَا
وَحَلَقْنَاكُمْ أَرْوَاجًا وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ
لِبَاسًا وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا سَمَاوَاتٍ
وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَاجًا وَأَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا لِنُخْرِجَ
بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا وَجَنَّاتٍ أَلْفَافًا۔ فرمایا اگر میری توحید کو دیکھنا ہے
تو تیرے پاؤں کے نیچے زمین کا فرش کس نے بچھا دیا، میں نے۔ یہاڑوں
کی مچیں کس نے گاڑیں، میں نے۔ تمہارا میاں بیوی کا جوڑا کس نے بنا دیا، میں نے
دن کو روشن کس نے کر دیا، میں نے۔ تمام دن تم کام کر کے تھک گئے تھے۔ تمہاری
تھکاوٹ کو دور کرنے کے لئے رات کا اندھیرا کس نے بنا دیا، میں نے۔
پنچرٹی ہوئی بدلیوں سے پانی کس نے برسا دیا، میں نے۔ اگر یہ تمام کام میں نے کئے
ہیں تو مجھے خدا مان بھوٹے خدا کو ماننے کا مطلب کیا ہے۔

پھر فرمایا اگر اب بھی ان کو کوئی شک ہے تو میرے محبوب! ان کو کہہ دے
کہ قُلْ أَسَأَلُكُمْ مَاتَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَمْ فِي مَادَا خَلَقُوا مِنْ
الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَوَاتِ أَيْتُورِي يَلْتَأْتِي مِنْ قَبْلِ هَذَا
أَوْ آتَانَسَ قَوْمٌ مِنْ عِلْمِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ فرمایا ان کو کہہ دے کہ وہ
کوئی زمین کا ٹکڑا ہے جو تمہارے خداؤں نے بنایا ہے۔ آسمان کا کونسا حصہ
ہے جو تمہارے خداؤں نے پیدا کیا ہے۔ اگر زمین میں ان کا کوئی تعلق نہیں اور
آسمان میں ان کا کوئی حصہ نہیں تو ان بھوٹے اور بے ثبوت خداؤں کو ماننے کی
کی ضرورت ہے۔

فرمایا جب میں خدا ہوں کے اپنی توحید بغیر ثبوت کے نہیں منوانا چاہتا تو یاد
رکھ لو! اپنے نبی کی نبوت بھی ثبوت میں نہیں منوانا چاہتا وہ بھی ثبوت دیکھ
کے مانو۔ اگر کسی کو قرآن میں اور میرے نبی کی نبوت میں شک ہے تو قُلْ إِنْ كُنْتُمْ
فِي دُوبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا السُّورَةَ مِنْ مَوْلَانَا وَادْعُوا
شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ میرا حبيب! ان کو
کہہ دے کہ میں نے تمہارے سامنے ایک سو چودہ سورتوں کا قرآن پیش کیا ہے۔ اگر
تم کہتے ہو کہ میں کہیں سے لایا نہیں بلکہ میں نے بنایا ہے تو بات ہی ختم ہو جاتی ہے کہ
تم اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ تو میں مان جاؤں گا۔ اگر نہیں بنتی تو خدا کا کیا فائدہ
میرا مان جاؤ کہ میرا محبوب سورتیں بنانا نہیں بلکہ نبی بنانا کہیں سے لاتا ہے۔

جب رسول خدا نے یہ اعلان فرمایا تو اس مجمع میں ابو جہل کا بیٹا بھی کھڑا
تھا۔ دوڑ کر اپنے باپ کے پاس گیا اور کہا بابا جان! آج محمد نے بہت اچھی
بات کہی ہے کہ اگر تم کو اس قرآن میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورت بنا کر لے
آؤ میں مان جاؤں گا۔ جلدی جلدی ایک آدھ سورت بناؤ تاکہ جھگڑا ختم ہو جائے
تو ابو جہل نے کہا، میں نے تمہیں کئی مرتبہ روکا ہے کہ محمد کے وعظ میں نہ جایا کرو
کیونکہ نہ ہی تم سے سورتیں بنتی ہیں اور نہ ہی تم نے ماننا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے یہ قرآن دنیا کے سامنے ایسا ضابطہ حیات
پیش کیا ہے جس کے سامنے بڑے بڑے بڑے نصیح و طبع عاجز آجائیں، جن کی
فصاحت و بلاغت کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے بڑے فلسفی منہ موڑ جائیں۔ دنیا والو! آپ نے
خدا کو بھی منجھڑے دیکھ کر مانا ہے، نبی کو بھی شیخ القبر کا معجزہ دیکھ کر مانا ہے تو امام
کو بھی ثبوت میں نہ مان۔ تو یاد رکھ! خدا وہ ہے جو تمس و قمر کو پیدا کرے۔ نبی

وہ ہے جو چاند کو دو ٹکڑے کر دے۔ امام بھی مُنعت میں نہیں بنتا اور امام وہ ہے جو
دوبتے ہوئے سورج کو واپس کر دے تو امام ہے ورنہ امام نہیں ہو سکتا۔

میرا خالق فرماتا ہے: اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ يَتِيْمَةٍ مِّن رِّبْتِهِ وَيَتْلُوهُ
شَاهِدًا مِّنْهُ اِنْج

اس آیت میں اللہ نے نبی کے تین صفات بیان فرماتے ہیں اور امام کے
بھی تین صفات ہیں۔

نبی کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے بیانات یعنی نشانیاں
لے کر آتا ہے۔ دوسری صفت یہ ہے کہ اس کے پیچھے پیچھے ایک گواہ ہوتا ہے
تیسری صفت یہ ہے کہ اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب میں اس کا ذکر ہوتا ہے۔

(دوسرا امام کی تین صفات یہ ہیں کہ ایک تو وہ تالی ہوتا ہے یعنی نبی کے پیچھے
پیچھے ہوتا ہے، بالکل پیچھے نہیں ہوتا کہ پتہ ہی نہ چلے کہ کہاں ہے۔ دوسرا
وہ گواہ ہوتا ہے اور تیسرا وہ حنڈہ یعنی نبی کی جُز ہوتا ہے اب کوئی ساری دنیا
کی کتابیں جمع کر کے بتائے کہ نبی کی جُز کون ہے ورنہ میں دکھاتا ہوں۔ فرمایا
عَلِيٌّ مَتَىٰ وَاَنَا مَنَّهُ عَلِيُّ مَجْهُ سَے ہے اور میں علی سے ہوں۔ فَاطِمَةُ
بَضْعَةٌ مِثِّي فَاطِمَةُ مِثْرًا ہے۔ اَلْحَسَنُ نِصْفُ شَيْبَتِي، حَسَنٌ
مِثْرِي اُدھی شیبہ ہے۔ حَسَيْنٌ مِثِّي وَاَقْوَمُ الْحَسَيْنِ۔ حسین مجھ
سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اَلْمُهَدِيُّ مِثِّي مِّنْ عِثْرَتِي اَمْرٌ مِّنْ اَوْلَادِ
فَاطِمَةَ۔ مہدی میری عترت سے ہے یعنی فاطمہ کی اولاد سے ہے۔

حضرات! آج تک جتنے نبی دنیا میں آئے ہیں وہ ایک معجزہ اپنے
ساتھ لاتے اور دوسرا گواہ لاتے۔ حضرت موسیٰ کو عصا معجزہ دیا اور ہارون
گواہ دیا، حضرت عیسیٰ کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ دیا اور یحییٰ گواہ دیا۔

خدا نے فرمایا میرے محبوب! موسیٰ کا مقابلہ جادو گروں سے تھا،
اس لئے اس کو عصا معجزہ دیا اور ہارون گواہ دیا۔ عیسیٰ کا مقابلہ حکیموں اور
طبیبوں سے تھا، اس کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ دیا۔ فرمایا میرے
محبوب! تیرا مقابلہ جادو گروں سے نہیں، تیرا مقابلہ حکیموں اور طبیبوں سے نہیں
تیرا مقابلہ ہے عرب کے بُدوں سے۔ عرب کے بُدو دو کام کرنا جانتے ہیں،
یا وہ عربی میں شعر پڑھنا جانتے ہیں یا وہ تلوار سے لڑنا جانتے ہیں۔ میرے

محبوب! تو ایک ہاتھ میں قرآن لے جا اور دوسرے ہاتھ میں گواہ لے جا، اگر
شاعر مقابلہ کریں تو قرآن پیش کرنا اور اگر بہادر مقابلہ کریں تو حیدر گزار کر
پیش کرنا۔ لَا هِذَا اِلَّا عَلٰى سَيْفِ عَلِيٍّ ذُو الْقَدَرِ

آج تک جتنے نبی آئے ہیں، ایک مدعی ہو کر آتا رہا اور دوسرا گواہ ہو کر آتا
رہا۔ محمد کی گواہی علی نے دی، علی کی حسن نے، حسن کی حسین نے، حسین کی
زین العابدین نے، زین العابدین کی محمد باقر نے، محمد باقر کی جعفر صادق نے،
جعفر صادق کی موسیٰ کاظم نے، موسیٰ کاظم کی علی رضا نے، علی رضا کی محمد تقی نے
محمد تقی کی علی نقی نے، علی نقی کی حسن عسکری نے، حسن عسکری کی امام مہدی
نے۔

اب بتاؤ! اگر آخری امام آئے اور دعویٰ کرے تو گواہی کون دے گا
اگر آخری دعویٰ کرے اور گواہ نہ ہو تو قانونِ قدرت ٹوٹتا ہے۔ خدا نے فرمایا کہ
نبوت ختم ہے محمد کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اگر امام پیدا کروں تو بارہ سے تعداد
بڑھتی ہے۔ فرمایا ایسے کیوں نہ کو دیں کہ ایک امام کو زندہ رکھیں اور ایک نبی کو
زندہ رکھیں۔ جب بارہواں آکر دعویٰ کرے تو آسمان سے اتار رہی ہو، وہ اگر
گواہی دے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ محمد کی امت کے امام وہ ہوتے ہیں جن

کی گواہی کیلئے بنی اسرائیل کے نبی آیا کرتے ہیں۔
سکون میں آکر ذرا جو شبلی صلواتہ پڑھو تاکہ آپ کے سامنے نبی کی نشانیاں
بیان کر دے۔

قرآن میں نبی کی تین صفات تھیں۔ علم کلام کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی کی چار
نشائیاں ہیں۔

پہلی نشانی اَلنَّبِيُّ مَنْ يَسْمَعُ كَلَامَ اللّٰهِ۔ کہ نبی وہ ہے جو اللہ کی کلام کو سنتا ہے۔
دوسری نشانی ذَبِيْرٍ مَّلَاٰئِكَةَ اللّٰهِ۔ وہ اللہ کے فرشتوں کو دیکھتا ہے۔
تیسری نشانی وَ يَعْلَمُ الْمُعْتَبَاتِ۔ وہ غیب کی خبریں جانتا ہے۔
چوتھی نشانی وَ لَطِيْعَةٌ مَّا دَاةَ الْكَاِبِنَاتِ۔ کائنات کی ہر شے اس کی
اطاعت کرتی ہے۔

پہلی نبی کی نشانی کہ وہ اللہ کی کلام کو سنتا ہے، اللہ کی کلام کو تو ہم بھی سنتے
ہیں لیکن نبی خود خدا سے سنتا ہے۔ خدا سے کلام سنا اور ہے اور حافظوں اور قاریوں
سے سنتا اور ہے۔ ہم بھی سنتے ہیں لیکن ہمارے رسول نے کہا نبی۔ فرمایا وَ اَلنَّبِيُّ
اِذَا هُوَ مَا هَمَّ لَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا عَوَىٰ وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ
اِنَّ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحىٰ عَلَمَهُ شَدِيْدٌ الْقُوَىٰ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ
وَ هُوَ بِالْاُفْقِ الْاَعْلَىٰ تَمَّ ذَنَا فَنَدَّىٰ فَاكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنَىٰ
فَاَوْحَىٰ اِلَىٰ عَبْدِيْٓ مَا اَوْحَىٰ۔ کہ میرا محبوب وحی کے بغیر بولتا نہیں، جب دونوں
کمانیں آپس میں مل گئیں تو اللہ نے اپنے محبوب کی طرف جو وحی کی سوئی۔

سیرۃ النبی میں مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ وہ کوئی اتنی بڑی یا خاص وحی
نہیں تھی، صرف یہ تھی کہ اللہ نے رسول کو پچاس نمازیں دے کر کہا جاؤ میں نے
تمہاری امت پر پچاس نمازیں فرض کر دی ہیں۔ لکھا ہے کہ جب رسول کریم پچاس

نمازیں دے کر آ رہے تھے تو راستے میں حضرت موسیٰ سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت موسیٰ
نے پوچھا یا رسول اللہ! اللہ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے۔ فرمایا پچاس
نمازیں فرض کی ہیں۔ تو موسیٰ نے کہا اگر میری بات مانیں تو یہ نمازیں واپس کر آئیں
کسی نے کوئی نمازیں پڑھنی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے حضرت موسیٰ نے ہماری نبض دیکھی
ہوئی تھی کہ یہ نماز کے چور ہیں۔ رسول خدا واپس تشریف لے گئے۔ آخر کئی
چکر لگاتے تو پانچ نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ یہ بھی واپس کر دیں، تو پھر
حضور نے فرمایا کہ نہیں اب مجھے واپس جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ! اسات سو مرتبہ تو نماز کا حکم پہلے قرآن میں اچکا تھا وہاں حضور کو
صرف نمازوں کے لئے بلا یا تھا۔

نہیں میرے بزرگ! معلوم ہوتا ہے کوئی خاص بات تھی جس کے لئے
عرش پر بلا یا جا رہا ہے۔

اگر صدر پاکستان گورنر صاحب کو کہیں کہ آج ایک راز کی بات کرنی ہے میرے
پاس اسلام آباد آ جاؤ۔ حالانکہ پہلے وارنٹس پر بھی باتیں ہوا کرتی تھیں، ٹیلیفون
پر بھی بات ہو جایا کرتی تھی لیکن آج خاص بات کرنی ہے تو ہم سمجھ نہ جائیں گے کہ کوئی ضروری
اور راز کی بات ہوگی جو ان کو علیحدہ بلا کر متلائی جا رہی ہے۔ تو رسول کو جو اللہ نے
اپنے پاس بلا یا تھا کوئی ضروری بات ہوگی۔ کہتے ہیں وہاں تو سے ہزار باتیں ہوتی تھیں
میں کہتا ہوں تو سے ہزار نہیں میں ایک لاکھ مان لیتا ہوں۔ لیکن ان تو سے ہزار
باتوں میں سے تین باتیں میرے مولا علی کے متعلق بھی ہوتی تھیں، وہ کیا تھیں
سن! مولوی اسماعیل پڑھ رہا ہے۔ ریاض النضرہ سے پڑھتا ہوں، دوسری جلد
سے پڑھتا ہوں، صفحہ ۲۳۲ سے پڑھتا ہوں، محمد کی زبان سے پڑھتا ہوں
خیدر کوڑا کی نشان سے پڑھتا ہوں۔ نعرہ حیدری لگائیں میں شروع کرتا ہوں۔

فَمَا يَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لَيْلَةَ أُسْرِي فِي اسْتَعْتِ إِلَى رَبِّي عَزَّ
وَجَلَّ فَادْحَى إِلَيَّ فِي عِلْيَتِي ثَلَاثَةَ أَشْيَاءَ لَيْلَةَ أُسْرِي إِنَّهُ سَيِّدُ الْمُؤْمِنِينَ
وَأَمَامُ الْمُتَّقِينَ مَدْفَائِدُ الْعَرَا الْمُحِبِّينَ - مگر میرے محبوب! دنیا میں جا کر لوگوں
کو بتا دے کہ علیؑ مومنوں کا سردار ہے، متفقینوں کا امام ہے اور جو جنت کو جانے
ولے ہیں جیدر ان کا رہنما ہے۔

ہر نبی کو معراج ہوئی، کسی کو کشتی میں معراج ہوئی، کسی کو آگ میں اور کسی کو
کوہ طور پر معراج ہوئی۔ لیکن جیسی معراج ہمارے نبی کو ہوئی ہے کسی دوسرے نبی
کو نہیں ہوئی۔ سب سے پر جلال نبی تو موسیٰؑ تھا نا، اس کو کوہ طور پر بلایا گیا۔ جب
موسیٰؑ طور پر گیا تو حکم ہوا فَاصْلَحْ لَكَ لَيْلَةَ يَا مُوسَى - کہ اے موسیٰ! اپنے جوتے
اتار دے یہ مقدس جگہ ہے۔ لیکن کیا کہنے شانِ محمدؐ کے کہ جوتی سمیت عرشِ اعظم
تک چلا گیا، ساری کائنات رسولؐ کی جوتی کے نیچے آگئی۔ میں کہتا ہوں کہ جتنا فرق
کوہ طور اور عرشِ اعظم کا ہے اتنا ہی فرق موسیٰؑ اور محمدؐ کا ہے۔

جب رسولؐ خدا سدرۃ المنقبیٰ پر پہنچے تو جبرائیلؑ کہنے لگا یا رسول اللہ!
میں اس سے آگے نہیں جاسکتا۔ اگر اس سے آگے ایک قدم بھی بڑھاؤں تو میرے
پر چل جائیں گے۔ جب جبرائیلؑ نے یہ کہا تو رسولؐ خدا نے پوچھا کہ آج تک جتنے
نبی معراج پر آئے ہیں تو ان سب کو ہمیں تک چھوڑ دیتا تھا۔ جبرائیلؑ نے عرض کی
یا رسول اللہ! کوئی نبی یہاں تک آیا ہوتا تو چھوڑتا، آج تک کوئی نبی یہاں تک
آیا ہی نہیں، یہ صرف آپ کی ذات ہے جو آج یہاں تک آگئی ہے۔ رسولؐ خدا نے
موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے پوچھا۔

جبرائیل سے تھے پوچھتے شب معراج یہ شاہِ اہم
تم نے تو دیکھا ہے جہاں تبتلاؤ تو کیسے ہیں ہم

کہنے لگا روح الامیں اے مر جبین! تیری قسم
آفاقا ہاگر دیدہ ام ہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

ہمارے بھائی بڑا معراج پڑھتے ہیں، کہتے ہیں کہ:۔

بوڈٹھا سوڈٹھا اٹھے جو پایا سو پایا

ہوراں دا اٹھے خن نہ کوئی تے مڑ محمد آیا

ساری ساری رات معراج پڑھیں گے۔ سبحان اللہ! کہیں گے کہ جبرائیل
پہنچے رہ گیا رسولؐ آگے چلا گیا لیکن جب صبح اٹھیں گے تو کہیں گے کہ جو آگے نکل گیا
وہ خاکی جو پیچھے رہ گیا وہ نورسی۔ صلوٰۃ دی پھل آدے میں عرض کران۔
نبی کی دوسری نشانی یہ ہے کہ وَیَدِی صَلَاحَةَ اللّٰهِ - اللہ کے فرشتوں
کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔

اب آپ بتائیں! کبھی آپ نے بھی فرشتہ دیکھا ہے، نہیں دیکھا نا۔ لیکن
بے فکر ہو سب ایک دن دیکھو گے۔ ہر آدمی ایک مرتبہ فرشتے کو ضرور دیکھتا ہے
لیکن جب فرشتے کو دیکھتا ہے تو پھر دنیا میں نہیں رہتا۔ فرشتہ کہتا ہے کہ تیری
اور میری محبت بہت گہری ہو گئی ہے میں تجھے ساتھ ہی لے چلتا ہوں۔

اب غور فرمانا! صواعقِ محرقہ میں لکھا ہے، حضورؐ نے ایک مرتبہ ابودر
کو کسی کام کے لئے حضرت علیؑ کے گھر بھیجا، جب گھر گیا تو کیا دیکھا کہ علیؑ کے گھر
میں چکی چل رہی ہے لیکن آدمی پاس کوئی نہیں، تو دوڑ کر آیا، عرض کی یا رسول اللہ!
آج میں نے علیؑ کے گھر میں ایک عجیب بات دیکھی ہے کہ چکی چل رہی ہے لیکن آدمی
پاس کوئی بھی نہیں ہے۔ تو رسولؐ خدا نے فرمایا ابودر حیران نہ ہو، خدا نے ہماری
خدمت کے لئے فرشتے مقرر کر دیئے ہیں، چکیاں وہ چلاتے ہیں اور حسنین کے

پنگھوڑے کی ڈوریاں وہ ہلاتے ہیں۔ اور عقل کے اندھے! تمہیں اب بھی پتہ نہیں چلا کہ فرشتے سہن کی خدمت کرتے ہیں وہ اور ہوتے ہیں اور سہن کی جان قبض کرنے کیلئے آتے ہیں وہ اور ہوتے ہیں۔

یہ میرے ہاتھ میں صحیح بخاری ہے پہلی جلد ہے، صفحہ ۴۸۴ ہے، باب وفات موسیٰ ہے، حضرت ابو ہریرہ راوی ہے۔ کہتے ہیں کہ ملک الموت حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور کہا یا حضرت! میں آپ کی جان قبض کرنے کے لئے آیا ہوں۔ چونکہ حضرت موسیٰ بڑے جلال والے نبی تھے ان کو غصہ آگیا اور ملک الموت کے منہ پر ایک تپتڑ مار دیا۔ ملک الموت کی ایک آنکھ نکل گئی۔ ملک الموت اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھ کر خدا کے دربار میں پہنچا اور چپ کر کے کھڑا ہو گیا۔ خدا نے فرمایا کیا بات ہے آج چپ کیوں ہو۔ فَقَالَ اَسْرَسَلْتَنِي اِلَىٰ عِبَادِ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتُ كَمَا يَا اللّٰه! تو نے ایسے آدمی کے پاس مجھے بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا۔ فرمایا بناؤ تو یہی کیا بات ہے۔ عرض کیا یا اللہ! آج پوچھنے کی بات نہیں آج دیکھنے کی بات ہے۔ آج موسیٰ نے تپتڑ مار کر میری آنکھ نراب کر دی ہے۔ اللہ نے اس کی آنکھ کو ٹھیک کر دیا وَقَالَ اِسْرَجْعُ فَقُلْ لّٰه۔ اور فرمایا کہ جا اور میرے کلیم کو کہہ دے کہ صَنَعَ يَدَا عَلِيٍّ مَثْنِ ثَوْبِيْنِ كَمَا كُنْتُ بِيَدِيْنِ كَيْ تَشْتَبِهَ بِمَا تَحْتَرِكُ، جتنے بال تیرے ہاتھ کے نیچے آجائیں اتنے سالوں کی زندگی تجھے اور دے دی۔ ملک الموت ڈرتے ڈرتے دوبارہ موسیٰ کے پاس آیا تو حضرت موسیٰ نے پوچھا پھر آگئے ہو؟ کہا ہاں یا حضرت! اب کچھ نہ کہنا پہلے ذرا بات سن لیں۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ تو ایک بیل کی پشت پر ہاتھ رکھ، جتنے بال تیرے ہاتھ کے نیچے آجائیں اتنے سالوں کی زندگی تجھے اور دے دی جائے گی تو حضرت موسیٰ نے کہا کہ اگر اتنے سال گذر گئے تو پھر کیا ہوگا، تو ملک الموت نے عرض کیا حضور!

میں پھر حاضر ہو جاؤں گا، تو موسیٰ نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو ابھی آجا بار بار تجھے تکلیف کیوں دوں۔ یہ حدیث صحیح ہے یا غلط میرا کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ بخاری کی حدیث ہے۔ اگر صحیح ہے تو دیکھو! حضرت موسیٰ نے ملک الموت کے منہ پر ہاتھ پڑھا تھا اور وہ چپ کر کے خدا کے دربار میں فریاد لیکر چلا گیا۔ لیکن اگر ہم میں سے کوئی آدمی ملک الموت کے سامنے حضور اس کا کھانس بھی پڑے نا تو اگر سارا بستر (خانہ) نہ کھینچ کر لے جائے تو مجھے مولوی نہ کہنا۔

یہ تھی شانِ موسیٰ اب ذرا شانِ محمدی بھی سن لیجئے۔ شانِ محمدی اس سے بھی بالا ہے۔

یہ میرے ہاتھ میں ریاض النضرہ ہے اس کے صفحہ ۲۱۸ سے پڑھتا ہوں۔ جلد دوم سے پڑھتا ہوں۔ ذرا جو شیلی صلوٰۃ پڑھو میں عرض کرتا ہوں۔ عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ لَمَّا اَسْرِيَ فِي مَرَاتٍ بِمَلِكٍ جَالِسٍ عَلٰى سَبِيْرٍ مِنْ نُوْبٍ وَاَحَدًا يَجْلِسُ فِي الْعَشْرِ وَالْاُخْرَىٰ فِي الْمَعْرَبِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ كَوْحٌ يَنْظُرُ فِيْهِ وَالذُّنُبَا كُلُّهَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَالْخَلْقُ بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَيَدٌ لَا تَبْلُغُ الْمَشْرِقَ وَالْمَعْرَبَ فَقُلْتُ يَا جِبْرَائِيْلُ! مَنْ هَذَا! قَالَ عِدَسٌ اَبِيْلُ تَقَدَّمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَمَقَدَّمْتُ وَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا اَحْمَدُ! الخ

حضور فرماتے ہیں جب میں معراج کی رات عرش پر گیا، تو عرش پر جا کر میں نے ایک فرشتہ دیکھا جو نوٹہ کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا ایک پاؤں مشرق میں تھا اور دوسرا مغرب میں۔ اس کے سامنے ایک تختی تھی، وہ اس تختی کو دیکھتا تھا، ساری دنیا اس کے سامنے تھی اور اس کا ہاتھ مشرق اور مغرب تک پہنچتا تھا، میں نے جبرئیل سے پوچھا مَنْ هَذَا یہ کون ہے، جبرئیل نے عرض کیا هَذَا اَمَلُ الْكُوْبَةِ

یا رسول اللہ! یہ ملک الموت ہے۔ حضور فرماتے ہیں میں آگے بڑھا اور اس پر سلام کیا۔ ملک الموت نے سلام کا جواب دیا اور کہا یا اَحْمَدُ مَا فَعَلَ ابْنُ عَمَلِكَ عَلِيٌّ۔ کہ یا رسول اللہ! آپ تو معراج پر آگے ہیں لیکن آپ کا بھائی علی کیا کام کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا۔ هَلْ نَعْرِفُ ابْنَ عَمِي عَلِيًّا۔ کیا تو میرے بھائی علی کو پہچانتا ہے تو اس نے کہا كَيْفَ لَا اَعْرِفُهُ قَدْ وَكَلَنِي اللّٰهُ بِقَبْضِ اَرْوَاحِ الْخَلَائِقِ مَا خَلَا دُوْحَكَ وَرُوْحَ ابْنِ عَمَلِكَ عَلِيٍّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ۔ یا رسول اللہ! میں علی کو کیسے نہ پہچانتوں۔ تمام رُوحوں کو قبض کرنے کیلئے خدا نے مجھے موكل بنا یا ہے لیکن دو رُوحیں میرے قبضے سے باہر ہیں ایک رُوح محمدی اور دوسری رُوح حیدری ان دونوں کو میں قبض نہیں کر سکتا۔ اِنَّ اللّٰهَ يَتَوَقَّعُكُمْ بِمَشِيئَتِهِ۔ اللّٰه جب چاہے گا نہیں اپنی مشیت اور مرضی سے وفات دے گا۔

نبی کی تیسری نشانی ہے کہ يَعْلَمُ الْمُغْيِبَاتِ وہ غیب کی خبریں جانتا ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی کو علم غیب ہوتا ہی نہیں۔ میں کہتا ہوں اگر نبی غیب کی خبریں نہیں جانتا، کل کی بات نہیں جانتا تو حضور نے خیر کے دن کیسے فرمایا کہ لَا تُعْطِيَنَّ الزَّايَةَ عَدَاً۔ کہ کل میں اس کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح کرے گا۔ بتاؤ! خیر فتح ہوا یا نہیں؟ اگر فتح ہوا ہے تو تمہیں اب بھی پتہ نہیں چلا کہ نبی کل کی باتیں بھی جانتا ہے۔ زیادہ دقت نہیں وزنہ تفصیل سے عرض کرتا۔

اب چوتھی نبی کی نشانی سنو، چوتھی نشانی یہ ہے کہ وَتَطِيعُهُ مَا تَاْتَا السَّائِنَاتِ۔ کہ کائنات کی ہر شے اس کی اطاعت کرتی ہے۔ ابراہیم پر آگ گزار ہو جائے، موسیٰ کے لئے عصا اُتر دین جلے، عیسیٰ مردوں کو زندہ کر دے، ہمارا رسول اگر ہاتھ پر پتھر رکھیں تو کلمہ پڑھنے لگ جائے، اور چاند کی طرف اشارہ کرے تو دو ٹکڑے ہو جائے اور انا دہ ہے جس کی ایک

نماز کے لئے سُورج واپس آجائے۔

نبی ہم جیسا نہیں ہوتا، نبی اور ہم میں بڑا فرق ہے۔ دیکھو! میں ایک مولوی آدمی ہوں، میں تقریر کرتا ہوں۔ اگر مجھے عربی نہ آئے تو میں قرآن اور حدیث پڑھ کر سمجھ نہیں سکتا اور اگر اردو اور پنجابی نہ آئے تو تمہیں سمجھ نہیں سکتا۔ عربی آتی ہے تو قرآن و حدیث سے لبتا ہوں اور اردو اور پنجابی آتی ہے تو تمہیں سمجھا دیتا ہوں اسی طرح نبی کے بھی دو جنبے ہیں ایک شکل ظاہری اور دوسری حقیقت نُوری، اگر نبی کی ظاہری شکل بشری نہ ہوتی تو تمہیں سمجھنا نہ سکتے اور اگر حقیقت نُوری نہ ہوتی تو عرشِ اعظم تک جا نہ سکتے۔

نبی کا جینا اور مرنا ہم جیسا نہیں ہوتا۔ ہماری پیدائش اور ہے اور نبیوں کی پیدائش اور۔ لو میرے سامنے قرآن ہے، فرمایا وَ اذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا۔ حضرت ابراہیم کا وقت یاد کرو، حضرت ابراہیم بوڑھے ہو گئے اور پیرانہ سالی میں پہنچ گئے تو فرشتے نے خوشخبری دی کہ تمہارے گھر بچہ پیدا ہوگا۔ تو بی بی سائره کہتی ہیں قَالَتْ لِيُوَيْلِكَىْ اَا لِدُ وَاَنَا عَجُوزٌ وَّهٰذَا الْبَعْلُ شَيْخًا۔ کہ ہائے افسوس! میں بچہ کیسے جنم لگی میں بڑھیا ہو گئی اور میرا شوہر پیر فرزند ہو گیا۔ آوازِ قدرت آئی اَتَعْبِيْبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةً اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ فرمایا بی بی! تعجب نہ کر، عالم امر کے بیٹے اور ہوتے ہیں اور عالم خلق کے بیٹے اور ہوتے ہیں۔

حضرت موسیٰ کا زمانہ یاد کرو وَ اذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسٰى۔ کہ ستر ہزار بچہ نبی اسرائیل کا قتل ہو گیا۔ لیکن جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو موسیٰ کی ماں ڈر گئی کہ یا اللہ! اب میں کیا کروں، اب فرعون کے سپاہی آئیں گے اور اس کو

سے جا کر قتل کر دیں گے یا زندہ درگور کر دیں گے۔ فرمایا بی فکر نہ کر اس بچے کو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دے، تو بچے کو دریا میں ڈال دیا خود گھر میں بیٹھ گئی، مگر مہنوں کا دل بڑا نازک ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی بہن تھی ام کلثوم وہ برداشت نہ کر سکی وہ صندوق کے ساتھ ساتھ چلی گئی۔ جب صندوق فرعون کے محل کے پاس سے گذرا تو فرعون کے سپاہیوں نے پکڑ لیا۔ فرعون کے سامنے صندوق کو کھولا گیا، اس میں بچہ تھا تو درباری مختلف باتیں کرنے لگے کوئی کہتا تھا یہ وہی بچہ ہے جس کی ہمیں تلاش تھی، کوئی کہتا تھا اس کو قتل کر دو، کوئی کہتا تھا اس کو زندہ درگور کر دو۔ جب موسیٰ کی بہن نے یہ سنا تو دوڑ کر اپنی ماں کے پاس آئی اور بولی اماں! غضب ہو گیا، جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا۔ صندوق پکڑا گیا ہے، اب وہ فرعون کے دربار میں ہے، اب میرے بھائی کے قتل کی تیاریاں ہو رہی ہیں، تو خالق کی آواز آئی لَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي اِنَّا سَاعِدُوْكَ اَيُّدِيْكَ وَجَاعِلُوْكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ فرمایا اے موسیٰ کی ماں! خوف نہ کر، حزن نہ کر، اگر گھر بھی فرعون کا ہو، دودھ بھی موسیٰ تیرا پیتا رہے، تو وہ قہقہہ بھی فرعون سے لیتی رہے، اگر میں فرعون کی داڑھی چولہے کے موسیٰ کو نبی نہ بنا دوں تو مجھے خدا نہ کہتا۔

حضرت عیسیٰ کی پیدائش دیکھو فرمایا وَ اذْ كُرْنَا فِي الْكِتَابِ مَوْجِبًا اِذَا اُنْبَدَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرِيًّا۔ حضرت مریم کا واقعہ یاد کرو جب فرشتے نے آکر خوشخبری دی کہ یا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يَبْشُرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُ الْمَسِيْحِ عِيسَى بِنِ مَرْيَمَ کہ اے مریم! اللہ تجھے ایک بچے کی بشارت دیتا ہے جس کا نام عیسیٰ ہوگا۔ جب یہ سنا تو جناب مریم نے کہا يَا اللّٰهُ مَجِّئِيْ بِسَخِرٍ كَيْسِيْ هُوَ كَا وَ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ مِّمَّنْ شَرٌّ لِّمَنْ كُنْتُ بِمَرْيَمَ

لگایا اور نہ ہی میں نے کوئی گناہ کیا ہے۔ تو خدا نے فرمایا مریم! تعجب نہ کرو میں اگر چاہوں تو بغیر باپ کے بچہ دے سکتا ہوں۔

اب ذرا غور فرماؤ! ادنیٰ کو اپنے جیسا کہنے والو! حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہو گئے۔ آج اگر کوئی یہ کہہ دے کہ خدا کا بڑا فضل ہے کہ میں نے ابھی اپنی بچی کی شادی نہیں کی لیکن خدا نے بچہ عطا فرما دیا ہے تو اگر سارے خاندان کا جنازہ نہ حرام ہو جائے تو مجھے مولوی نہ کہتا۔

اب بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ نبی اور مہوتے ہیں اور ہم اور مہوتے ہیں۔

نبی اور امام کی پیدائش ہم جیسی نہیں وہ پیدا ہی پاک ہوتے ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضور نے فرمایا اُمّ الفضل صبیحہ کو میرے پاس آؤ تو اُمّ الفضل کہتی ہیں یا رسول اللہ! میں نے ابھی اس کو غسل نہیں دیا اس کو پاک نہیں کیا، تو حضور نے فرمایا اُمّ الفضل! تو اسے کیا پاک کرے گی جسے خود خدا نے پاک کیا ہو۔ رسول نے حسین کو گود میں لیا کیا دیکھا کہ حضور کی ایک ایک آنکھ اور ہزار ہزار آنسو ہیں۔ کہا یا رسول اللہ! خدا نے آپ کو نواسہ عطا فرمایا ہے رونے کا کیا سبب ہے۔ تو رسول فرماتے ہیں اُمّ الفضل تو حسین کو لیکر آئی ادھر جبرائیل کر بلا کی مٹی لیکر آ گیا، کہا کہ محمد! اس بچے کو جی بھر کر پیار کرے، کسی دن تیری امت کا خنجر ہوگا اور اس حسین کا حلقوم ہوگا مختصر عرض کروں۔ رسالتاً بننے وصال فرمایا، جناب زہراء دنیا سے رحلت فرما گئیں ابراہیم بن اور امام حسن علیہم السلام امت کے ظلم سے شہید ہو گئے۔

ہائے وہ وقت بھی آ گیا کہ امت نے حسین کو مدینہ چھوڑنے پر مجبور کیا، اگر امت کو رسول کا کچھ پاس ہوتا تو حسین کبھی مدینہ نہ چھوڑتے۔ مدینہ چھوڑتے وقت میرے مولانا نے کہا، نانا! تیری امت مجھے مدینے میں نہیں رہنے دیتی۔ کبھی

میرے مولانا تاکا کے مزار پر جاتے ہیں کبھی بھائی حسن کے مزار پر جاتے ہیں کبھی ماں کے مزار پر جاتے ہیں۔ جب ماں کی قبر پر گئے تو قبر پر بیٹھ کر اتنا روئے (تاروئے) کہ قبر آسٹوؤں سے تر ہو گئی۔ قبر فاطمہ سے آواز آئی بیٹا! فکر نہ کر تو کیلا نہیں جائے گا تو کہ بلا میں بعد میں پہنچے گا میں تیری قتل گاہ کو صاف کرنے کے لئے کہ بلا میں پہلے پہنچوں گی۔ جگر برداشت نہیں کرتا کیسے پڑھوں۔ لکھا ہے کہ حسین مدینے سے چلنے لگے محمد حنفیہ آئے کہنے لگے بھتیجا! آپ کہ بلا نہ جائیں۔ تو حضرت امام حسین نے فرمایا ٹھیک ہے میں تجھے کل جواب دوں گا۔ جب صبح ہوئی تو کیا دیکھا کہ بیسیاں اونٹوں پر سوار ہو رہی ہیں۔ محمد حنفیہ نے کہا بھتیجا! آپ نے فرمایا تھا میں جواب دوں گا اور آپ تیار کر رہے ہیں۔ میں قربان جاؤں! حسین رو کے فرماتے ہیں حنفیہ تو تو کہتا ہے نہ جانہ جا، لیکن نانا خواب میں کہتا ہے کہ اگر تو نہ جلتے تو میرا دین نہیں بچتا۔ تو عرض کی کوئی بات نہیں آپ چلے جائیں لیکن زینب جیسے آپ کی بہن ہے ویسے ہی میری بہن ہے۔ آپ زینب کو نہ لے جائیں میں اس کی خدمت کرتا رہوں گا۔ تو حسین رو کے فرماتے ہیں محمد حنفیہ! تو کہتا ہے نہ جا لیکن نانا کہتا ہے حسین! اگر تو نہ جلتے تو میرا دین نہیں بچتا اور اگر زینب نہ جلتے تو تیری شہادت نہیں بچتی۔

صغریٰ نے بڑے چارے کئے لیکن حسین نے فرمایا کہ میں اس کو نہیں لے جاؤں گا کیونکہ صغریٰ کی شکل میری ماں نہ لڑکی کی شکل ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری ماں کی شکل کو فرو و شام کے بازاروں میں لڑتی پھرے۔ جناب صغریٰ دروازے پر آکر بیٹھ گئی، حسین نے فرمایا تمام بیسیاں صغریٰ کے سر پر ہاتھ رکھ کر گذرتی جائیں۔ جب آخر میں صغریٰ کی ماں اُم رباب پاس سے گذری تو ماں کا دامن پکڑ لیا کہا اماں! مجھے ساتھ نہ لے جاؤ مگر میرے ساتھ باتیں تو کرتی جاؤ۔ کہا اماں! مجھے پتہ ہے میں ساتھ نہیں جا رہی، لیکن مجھ پر ایک احسان تو کرتی جاؤ۔ ذرا ہاتھ لگاؤ۔ کہا بھتیجا! صغریٰ کو مجھے دیدو۔ میں اس کو

پیارا تو کروں شاید پھر ملاقات ہو یا نہ ہو۔ صغریٰ نے علی اصغر کو گود میں لیا، بیسیاں سوار ہو رہی تھیں۔ رباب نے کہا صغریٰ جلدی کرو تمام بیسیاں سوار ہو گئی ہیں دیر ہو رہی ہے، لیکن اصغر صغریٰ کی گود نہیں چھوڑتا۔ علی اکبر آئے اصغر نے صغریٰ کی گود نہیں چھوڑی زینب آئیں گود نہیں چھوڑی، حسین نے فرمایا کیا بات ہے، زینب نے کہا بھتیجا! اصغر صغریٰ کی گود میں ہے وہ ہمارے پاس آنا نہیں ہے، تو حسین آئے اور کہا صغریٰ! مجھے اصغر کے کان میں ایک بات کرنے دے اگر پھر بھی اصغر تیری گود میں رہ جلتے تو رکھ لینا ہم نہیں لے جائیں گے۔ او میں قربان جاؤں! حسین نے علی اصغر کے کان کے ساتھ منہ لگایا، منہ لگانے کی دیر تھی کہ علی اصغر نے صغریٰ کی گود کو چھوڑ دیا۔ صغریٰ رو کر کہتی ہے بابا! لے جاؤ اصغر کو میں نہیں روکتی لیکن یہ بتانے جاؤ کہ آپ نے اصغر کے کان میں کیا بات کی ہے۔ تو حسین فرماتے ہیں بیٹی! میں نے اصغر کو ازل کا وعدہ یاد دلایا ہے کہ اصغر! اگر تو میدانِ کربلا میں نہ جلتے تو بہتر کی قربانی پوری نہیں ہوتی۔

الللعنة الله على الظالمين

مجلس چہارم

امامت



وَ إِذْ ابْتَلَىٰ رَبُّوَاهِم رُبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ
لِنَبِيِّنَ إِمامًا قَالَ وَمِنْ ذُنُوبِي قَالَ لَا يَبَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ
حضرت ان! یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے قرآن مجید کے
پہلے پارے آخری رکوع سورۃ بقرہ کی آیت ہے، اس آیت میں اللہ نے مسلمانوں کو مسئلہ
امامت بیان فرمایا ہے۔

لہذا آج کی محفل میں میں آپ کے سامنے بیان کر دوں گا کہ امام کون ہوتا ہے کن صفتوں
کا مالک ہوتا ہے، امتی ہوتا ہے یا اہل بیت ہوتا ہے، نقص کے ساتھ ہوتا ہے
کہ اجماع کے ساتھ ہوتا ہے، خالی ہوتا ہے یا معصوم ہوتا ہے، ظالم ہوتا ہے یا
مظلوم ہوتا ہے۔

حضرت ان! ہم تمام مسلمانوں کا خدا ایک ہے، رسول ایک ہے، کعبہ ایک
ہے، دین ایک ہے۔ لیکن یہ تمام چیزیں ایک ہونے کے باوجود ہم مسلمان کیوں ایک
نہیں ہیں؟ وہ اس لئے کہ ہمارا امام ایک نہیں۔ اگر امام آج ہی ایک مان لیا جائے تو تمام
مسلمان ایک ہو جائیں گے۔ کہتے ہیں کہ امام کیسے ایک ہو سکتا ہے تو میں بتا دیتا ہوں

کہ ہوا امام خدا کے بنائے ہوئے ہیں وہ مان لو جو ہمارے بنائے ہوئے ہیں ان کو چھوڑ دو
تو خود بخود ایک ہو جائیں گے۔

امامت کا مسئلہ بہت ضروری مسئلہ ہے اس لئے رسول خدا نے فرمایا ہے
کہ۔ مَنْ قَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَهُ زَمَانِهِ فَقَدْ قَاتَ مَيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔
کہ جس نے اپنے زمانے کا امام نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ معلوم ہوا کہ ہمارا کام
امام کو نمانا نہیں بلکہ بننے بنائے کو پہچاننے کا حکم ہے۔

امام اصطلاح میں پیشوا کو کہتے ہیں جو آگے ہو۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ مسجدوں یا
جو محراب بنائے جاتے ہیں ان کا کیا مطلب ہے خواہ مخواہ دیوار کیوں بیٹھی کی
جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے یہاں امام کھڑا ہو کر
نماز پڑھائے گا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ خواہ مخواہ دیوار کو بیٹھی کرنے کا مطلب؟
امام کو اپنے ساتھ صف میں ہی کھڑا کر لو۔ تو کہتے ہیں کہ اگر امام نمازیوں کے ساتھ
کھڑا ہو جائے تو نشان نہیں رہتی اور پتہ نہیں چلتا کہ امام کون ہے اور مقتدی کون ہیں
تو خدا کے بندے! جب تیرا روٹیاں اکٹھی کر کے کھانے والا امام عام نمازیوں
کے ساتھ نہیں کھڑا ہو سکتا تو میرا حق کا امام غیروں کے ساتھ کیسے مل سکتا ہے۔

اور امام لغت میں اس رسی اور ساحل کو کہتے ہیں جو مستریوں، راجوں اور
معماروں کے ہاتھ میں ہوتی ہے، وہ دیوار بناتے رہتے ہیں اور ٹھکانہ دیکھتے رہتے
ہیں کہ دیوار سیدھی بن رہی ہے یا بیٹھی بن رہی ہے۔ اگر اس کے پاس ساحل نہ
ہو اور سارا دن دیوار بناتا رہے، شام کو دیکھے تو دیوار بیٹھی ہو تو نا! اس کو
ساری دیوار گروانی پڑے گی یا نہیں۔ میرے عزیز! اگر مستری کے پاس ساحل
نہ ہو تو پتہ نہیں چلتا کہ دیوار سیدھی بن رہی ہے یا بیٹھی بن رہی ہے اور اگر تیرے
پاس امامت والی رسی ہی نہیں ہے تو تجھے کیا پتہ ہے کہ تو نماز سیدھی پڑھ رہا ہے

یا ٹیڑھی پڑھ رہا ہے۔

وہ امامت کی رسی کونسی ہے حضور فرماتے ہیں مقتل خوارزمی جلد دوم ص ۷۱

سے پڑھتا ہوں۔ دیکھو فرمایا۔

أَنَا مِيزَانُ الْعِلْمِ وَعَلِيُّ عَمُودُكَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ كِفَاةُ
وَالْإِئْتِمَانِ مِنْ أُمَّتِي حَيْوُطُهُ وَقَاطِمَةُ عِلَاقَتُهُ يُؤَدُّ فِيهِ أَعْمَالُ
الْمُحِبِّينَ -

حضور نے فرمایا کہ میں علم کی میزان ہوں اور علی اس کا عمود ہے جس پر وہ ترازو قائم ہے۔ حسن اور حسین اس کے پلڑے ہیں اور باقی امام اس ترازو کی رسیاں ہیں جن سے پلڑے باندھے گئے ہیں اور فاطمہ وہ علاقہ ہے جو سارے ترازو کو آپس میں جوڑ رہی ہے۔ یونہی فیہ اعمال المحبتین فرمایا قیامت کے دن میرے مجتوں کے اعمال اس ترازو میں تو لے جائیں گے غیر میں نہیں تو لے جا سکتے۔

جب وہاں ترازو ہی پانچ بارہ کا ہوگا تو تین پاؤ والا ترازو تجھے کیا فائدہ دے گا۔

اب پتہ کر کہ وہ رسول والی نماز کون سی ہے۔ بخاری شریف میرے ہاتھ میں ہے اس کی پہلی جلد ص ۱۰ پر لکھا ہے :-

عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَا وَعُمَرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَخَذَ بِيَدِي عُمَرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتَنِي هَذَا الرَّجُلُ صَلَاةَ مُحَمَّدٍ - راوی کہتا ہے جب جنگ جمل فتح ہوئی اور واپسی پر

حضرت علی نے بصرہ کی مسجد میں نماز پڑھائی تو میں اور عمران بن حصین صحابی رسول بھی پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ علی جب سجدہ کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے۔ جب سر کو اٹھاتے تھے تو بھی تکبیر کہتے تھے اور جب اٹھتے تھے پھر بھی تکبیر کہتے تھے۔ جب نماز ختم ہو گئی تو اس صحابی رسول نے ہونا بیٹا بھی تھا میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا من هذا الرجل کہ یہ آدمی کون ہے جس نے آج نماز پڑھائی ہے۔ کہا یہ علی ابن طالب ہے۔ تو اس نے کہا قد ذکرني هذا الرجل صلوة محمد کہ آج اس مرد نے ہمیں محمد والی نماز یاد کرادی ہے۔

تفصیل میں نہیں جانا چاہتا، اس نے یہ بات اس لئے کہی تھی کہ رسول کے بعد بڑے بڑے لوگوں نے تکبیریں پڑھنا چھوڑ دی تھیں لیکن آج جب علی نے نماز پڑھائی تو اس کو مجبوراً بولنا پڑا کہ یہ محمد والی نماز ہے۔ علی کا زمانہ رسول کے چوبیس سال بعد آیا ہے۔ جب رسول کے چوبیس سال بعد نماز کی یہ حالت ہو گئی تھی تو خدا جانے آج چودہ سو سال کے بعد کیا ہو گئی ہوگی۔

آ! اگر رسول والی نماز پوچھنی ہے تو غیروں سے نہ پوچھ بلکہ علی سے پوچھ علی والی نماز حسن سے پوچھ، حسن والی حسین سے پوچھ، حسین والی زین العابدین سے پوچھ، زین العابدین والی محمد باقر سے پوچھ، محمد باقر والی جعفر صادق سے پوچھ جعفر صادق والی موسیٰ کاظم سے، موسیٰ کاظم والی علی رضا سے، علی رضا والی محمد تقی سے محمد تقی والی علی نقی سے، علی نقی والی حسن عسکری سے اور حسن عسکری والی امام مہدی سے ہم تو ادھر سے پوچھتے آرہے ہیں خدا جلنے تو کہہ دے پوچھ رہا ہے۔ نعرہ حیدری جتنے بیٹھے ہو سارے کس کی ملت ہو، حضرت ابراہیم کی نال، ہمارے شیعہ بڑے پڑھے لکھے ہوتے ہیں، مجلسیں سنتے ہیں عالم ہوتے ہیں اس لئے بنا سکتے ہیں کہ ہم حضرت ابراہیم کی ملت ہیں۔ میں نے ایک آدمی سے پوچھا وہ دوسری طرف کا تھا

کہ تم کس کی ملت ہو، کہنے لگا میں مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی ملت ہوں۔

کیوں میرے بھائیو! کس کی ملت ہو، ابراہیم کی، کون کس نے بنایا؟
ابراہیم نے، ساتوں سنتیں کہاں سے چلیں ابراہیم سے۔ اوتیرا دن ابراہیم ہی ہے
تیرا کعبہ بھی ابراہیم ہی ہے، موسیٰ بھی ابراہیم ہی ہے، عیسیٰ بھی ابراہیم ہی ہے، تیری سنت
بھی ابراہیم ہی ہے، تیری ملت بھی ابراہیم ہی ہے، تیرا حج بھی ابراہیم ہی ہے، صفا و
مروہ کی پہاڑیاں بھی ابراہیم ہی ہیں، سنگِ اسود کا بوسہ بھی ابراہیم ہی ہے، تیری
ساری ملت ابراہیم ہی ہے، تیری ہر چیز ابراہیم ہی ہے تو مہربانی کر کے کوئی امام بھی
ابراہیم بنا، میں کیسے مان لوں کہ ملت تو ساری ابراہیم ہی ہو لیکن امام
صلوٰۃ دی پھل آوے میں عرض کراں۔

آواز آئی میرے خالق کی واذا بتلی ابراہیم ربہ بعلمات الخ
یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے حضرت ابراہیم کا امتحان لیا چند کلمات کے ساتھ
تو اس امتحان کو حضرت ابراہیم نے پورا کر دیا تو فرمایا۔

اے ابراہیم! میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ جب حضرت ابراہیم
نے دیکھا کہ مجھے امامت مل گئی ہے تو جلدی سے ہاتھ اٹھا کے عرض کی قال وہن
ذرتیتی، یا اللہ! امامت میری اولاد سے بھی کر دینا۔ حضرت ابراہیم نے یہ کیوں
نہ فرمایا قال ومن امتی کہ میری امت سے کر دینا، یہ کیوں نہ کہا قال وہن
أصحابی یا اللہ! میرے صحابہ سے کر دینا۔ حضرت ابراہیم نے مکہ کی پہاڑیوں
پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بتا دیا کہ اے میری ملت پر چلنے والو! امام امت
سے ہوتا ہے اور نہ ہی صحابہ سے بلکہ امام جب بھی ہوتا ہے نبی کی آل سے ہوتا ہے
غیر سے نہیں ہوتا۔

آج تک کوئی نبی بھی امت سے نہیں ہوا بلکہ نبی کی آل سے ہوا ہے۔

خدا فرماتا ہے۔

رَأَى اللَّهُ اصْطَفَى آدَمَ وَ نُوحًا وَ آلَ إِبْرَاهِيمَ وَ آلَ عِمْرَانَ
عَلَى الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔

خدا نے آل ابراہیم اور آل عمران کو چن لیا۔ آل داؤد شکرًا وَ قَلِيلًا مِنْ
عِبَادِي الشَّاكِرِينَ۔ میں نے آل داؤد کو چن لیا۔ اُولِي الْأَسْرَارِ
بَعْضُهُمْ اُولَى بَعْضٍ۔ رحمی رشتہ دار ہی وارث ہو سکتے ہیں۔ اگر
اب بھی سمجھ میں نہیں آتا تو قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى
میرے قریبی ہی زیادہ مقدار ہیں۔ یہ تو علیحدہ علیحدہ آیتیں تھیں اب میری
روایاں سن قرآن خوانیاں سن۔ ساتویں پارے سے پڑھنا ہوں سورۃ النعام سے
پڑھتا ہوں۔ بوشلی صلوٰۃ پڑھو میں عرض کرتا ہوں۔ میرا خالق فرماتا ہے۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ
مَنْ نَشَاءُ إِنَّ ذَٰلِكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ط وَ هَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَسْحَاقَ
كُلًّا هَدَيْنَا وَ نُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ
وَ يُوسُفَ وَ مُوسَى وَ هَارُونَ وَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ
وَ ذِكْرًا وَ يُجْنِي وَ عِيسَى وَ الْيَسَّى كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ وَ إِسْمَاعِيلَ
وَ الْيَسَعَ وَ يُونسَ وَ لُوطًا كُلًّا فَضَلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ وَمِنْ آبَائِهِمْ
وَ ذُرِّيَّتِهِمْ وَ أَخْوَانِهِمْ أَجْنِبْنَاهُمْ وَ هَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ط

آج تک جتنے بھی نبی ہوئے ہیں یا وہ کسی نبی کا باپ تھا یا کسی نبی کی اولاد تھی یا کسی
نبی کا بھائی تھا۔ قرآن میں باپ میں دکھا دیتا ہوں، اولاد میں دکھا دیتا ہوں،
بھائی میں دکھا دیتا ہوں۔ کوئی قرآن میں مجھے یہ دکھا دے کہاں لکھا ہوا ہے وَ ذُرِّيَّةً
سُورِهِمْ وَ مِنْ سَائِرِهِمْ۔ نعرۂ حیدری

جب حضرت ابراہیم نے کہا قال و من ذمّتی یا اللہ! امامت میری اولاد سے بھی کر دینا، تو میرے خالق کی آواز آئی لا ینال عہدی الظالمین کہ اے ابراہیم! یہ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ خدا نے یہ فرما کر قیامت تک ظالموں کی نفی فرمادی ہے کہ ظالم امام نہیں بن سکتا۔

میرے عزیزو اور بھائیو! ظلم دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ظلم عظیم اور دوسرا

ظلم صغیر۔
ظلم عظیم کیا ہے۔ ظلم عظیم وہ ہے جو خدا کے ساتھ کیا جائے۔ میرا اللہ فرماتا ہے
لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔ کہ تو شرک نہ کر شرک بڑا ظلم ہے
حضرت ابراہیم نے عرض کی وَاجْتَنِبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ۔ کہ مجھے
اور میرے بیٹوں کو بتوں پرستش سے بچا لے۔ تو آج پتہ چلا کہ جس نے شرک کیا وہ
ظالم ہے اور جو ظالم ہوگا وہ امام نہیں ہو سکتا۔ جس نے بھی بت پرستی کی وہ ہم اس
کو امام نہیں مانتے بلکہ ہم امام اس کو مانتے ہیں جو بت شکن ہو۔

ساری دنیا جب صحابہ کرام کا نام لبتی ہے تو کہتے ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ
لیکن جب حضرت علی کا نام آتا ہے تو کہتے ہیں کرم اللہ وجہہ بناؤ! تمام صحابہ کو
رضی اللہ کیوں کہتے ہیں اور علی کو کرم اللہ وجہہ کیوں کہتے ہیں۔ صواعق محرقہ کے
صفحہ ۱۱۸ پر لکھا ہے کہ لَمْ يَعْصِ الْأَوْثَانَ قَطُّ لَتَمَامِ لُؤُوكُنِ كَے چہرے
بتوں کے سامنے ٹھہک گئے ہیں لیکن حیدر کا وہ مکرم چہرہ ہے جو آج تک بتوں
کے سامنے ٹھہکا نہیں ہے۔

مدارج النبوۃ میں ہے کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو حضورؐ نے کعبہ میں کھڑے
ہو کر فرمایا کہ اے علی! میرے کندھوں پر سوار ہو کر بتوں کو کعبہ سے گرا دے
علی نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے کندھوں پر سوار ہوں، تو حضورؐ نے

فرمایا کہ تم بڑا ہے یا ادب؟ عرض کیا حکم، تو فرمایا میں حکم دیتا ہوں کہ سوار ہو جا
جب حضرت علیؓ حضورؐ کے کندھوں پر سوار ہو کر بتوں کو کعبہ سے گرا رہے تھے تو
حضورؐ نے پوچھا اے علی! تو بہ کجا رسیدی؟ کہ اے علی! تو میرے
کندھوں پر سوار ہو کر کہاں تک پہنچ گیا، عرض کی یا رسول اللہ! اگر خواہم عرش را
مسن کنم، اگر چاہوں تو عرش عظیم کو ہاتھ لگا سکتا ہوں۔

اب دیکھو! اوپر ہیں توحید کے جلوے نیچے ہیں نبوت کے جلوے، تو بابا!
ہم امام اس کو مانتے ہیں جو ادھر توحید سے مل رہا ہو اور ادھر نبوت سے مل رہا
ہو تو امام ہے۔

اب دیکھو ظلم صغیر کیا ہے۔ ظلم صغیر وہ ہوتا ہے جو بندوں کے ساتھ ظلم کیا
جائے۔ بار ہواں پارہ کھول سورۃ یوسف کھول، میرا خالق فرماتا ہے۔ اذ قال
يُوسُفُ لَا يَبِيهُ يَا بِنْتِ رَاقِي رَأَيْتُ أَحَدًا عَشَرَ كُوكِبًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرَ
سَرَّائِيْتُهُمْ نِي سَاجِدِينَ قَالَ يَا بِنْتِي لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَي إِخْوَتِكَ
فَيَكِيدُنَّكَ وَاللَّكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ صَدُوقٌ

یاد کر دو اس وقت کو جب حضرت یوسفؑ نے کہا بابا! آج رات میں نے خواب
میں گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں جو مجھے سجدہ کر رہے ہیں حضرت
یعقوبؑ نے فرمایا بیٹا! یہ خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا، وہ تیرے ساتھ
مکرم کریں گے اور تجھے مارنے کی کوشش کریں گے۔ یوسفؑ نے کہا بابا! وہ میرے
بھائی ہیں، میرے سگے ہیں وہ میرے مارنے کی کوشش کریں گے؟ فرمایا ہاں
بیٹا! یہ نبوت اور امامت کا عہدہ ہی ایسا ہے کہ بیگانے تو بیگانے رہ گئے اپنے
بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔

اب فرماؤ! یوسفؑ کے بھائی یوسفؑ کو مکرم و فریب سے جنگل میں لے گئے کہ نہیں؟

بے بی باقی ہائی کل مال مال

وہاں جا کر کتوتیں میں ڈالا کہ نہیں؟ رستی کاٹی کہ نہیں؟ چالیس کھوٹے دسہوں سے بیجا کہ نہیں؟ اگر صحیح ہے تو یوسف چالیس سال تک کافروں کی قید میں رہا، کافروں کی صحبت میں رہا، وہاں کوئی مسلمان نہ تھا، دین سکھانے والا کوئی نہ تھا، نماز پڑھانے والا کوئی نہ تھا، یوسف ساری عمر کافروں کے ماحول میں رہا، لیکن ادھر یوسف کے گیارہ بھائی چالیس سال تک نبی کے پاس بیٹھے رہے، نبی کی صحبت میں رہے، نبی کی خدمت کرتے رہے، نمازیں پڑھتے رہے، لوٹے بھر بھر کر دیتے رہے، لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ جب نبوت کا عہدہ ملا ہے حقدار کو ملا ہے یا صحبت والوں کو ملا ہے۔

ارشاد نبوی میرے اللہ کا و اذابتلی ابراہیم ربہ بکلمات یاد کرو اُس وقت کو جب اللہ نے حضرت ابراہیم کا امتحان لیا۔ وہ امتحان کونسا تھا جس سے حضرت ابراہیم کو آزما یا گیا۔ ایک مولوی کہنے لگا کوئی اتنا بڑا سخت امتحان نہیں تھا صرف یہی تھا خدا نے فرمایا کہ اے ابراہیم! ڈارھی بڑھالو، مونجھیں کٹوالو بگلوں کے بال اتروالو، نانخن کٹوالو میں تمہیں امام کر دوں گا۔ میں نے کہا سبحان اللہ! اتنی سستی امامت کہ جہامت بھی ہوگئی اور امامت بھی ملی گئی۔

غلطی نہ کر! میں بتاتا ہوں کہ وہ امتحان کیا تھا، تفسیر ابن کثیر جلد اول ۱۶۵ سے پڑھنا ہوں:-

”خدا نے فرمایا اے ابراہیم! تجھے ساری قوم چھوڑنی پڑے گی، کہا چھوڑ دوں گا، وقت کا بادشاہ نمرد ہے، اس کے سامنے کھڑا ہو کر کلمہ حق بلند کرنا ہوگا، کہا کر دوں گا۔ جب نمرد غضب میں آئے گا۔ تجھ کو آگ میں ڈالے گا، کہا چلا جاؤں گا۔ جب آگ گلزار ہو جائے تو وطن چھوڑ کر بے وطن ہونا پڑے گا، کہا ہو جاؤں گا۔ جب بے وطنی میں جاؤ اپنی بیوی اور بچے کو جنگل میں چھوڑنا پڑے گا۔“

کہا چھوڑ دوں گا۔ جب تیرا بیٹا اٹھاراں سال کا جوان ہو جائے تو چھری لے کر میری راہ میں ذبح کرنا پڑے گا، کہا کر دوں گا۔ جب کہا کر دوں گا تو عرش اعظم سے آواز آئی اِنِّی جاعلک للناس اماماً۔ اگر تُو یہ تمام کام کر دے گا تو میں تجھے امام کر دوں گا۔“

جب حضرت ابراہیم اپنی بیوی اور بچے کو جنگل میں چھوڑ کے جا رہے تھے تو جناب ساڑھ نے ابراہیم کا دامن پکڑ لیا تھا اور کہا تھا کہ میرے سرتاج! تُو نہیں ہے میں تیری بیوی ہوں تو مجھے جنگل میں چھوڑ کے جا رہا ہے۔ تو حضرت ابراہیم نے اپنا دامن چھڑا لیا تھا اور فرمایا تھا آرام سے بیٹھ جا! آج مجھے امامت مل رہی ہے۔ آج اگر میں اپنی بیوی اور بچے کو جنگل میں چھوڑ کر نہ جاؤں تو اگلی امامت پر اعتراض آئے گا کہ حسین زینب کو کیوں ساتھ لے گیا تھا۔

خدا فرماتا ہے کہ میں نے حضرت ابراہیم کا امتحان بھی لیا تھا تمہارا امتحان بھی لوں گا۔ فرمایا:-

وَلْتَبْلُوْا نَفْسِيْ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْدِ وَ لَقَدْ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالتَّصَوَاتِ وَبَشِرِ الصَّابِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مِّصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّيْهِمْ وَرَحْمَةٌ وَّاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔

فرمایا پہلا پرچہ خوف کا ہوگا، خوف آئے گا۔ دوسرا پرچہ مجھوک آئے گی پیاس آئے گی صبر کرنا ہوگا۔ تیسرا پرچہ و لقص من الاموال مالوں کا نقصان ہوگا، بیٹیوں کے در جائیں گے، بہنوں کی چادریں جاٹیں گی۔ چوتھا پرچہ والا نفس جانوں کا نقصان ہوگا، عباس کے بازو کٹیں گے، علی اکبر کے سینے میں نیزہ لگے گا۔ پانچواں پرچہ جگر کے پھیل جائیں گے، علی اصغر کے گلے پر تیر لگیں گے۔ فرمایا:-

و بشر القباہین اے محمد! ان کو خوشخبری دے دے کہ جو اس امتحان کے باوجود بھی نہ ڈریں گے نہ پہاڑوں پر چڑھیں گے، نہ لاقحون کے مصداق ہوں گے بلکہ کہیں گے انا للہ وانا الیہ راجعون، اولئذ علیہم صلوات من ربہم ورحمة ان پر برے گی میری صلوات۔

میدان جنگ بھی امتحان ہوتا ہے۔ تو آپھر جنگ بدر تیرے سامنے، احد تیرے سامنے، خندق تیرے سامنے، خیبر سامنے، علم تیرے سامنے، حلم تیرے سامنے، شجاعت تیرے سامنے، سخاوت تیرے سامنے۔ اگر ان تمام صفات میں علیؑ سے کوئی بڑھ جائے تو اس کو امام مان اور اگر سب سے علیؑ بڑھ جائے تو علیؑ کو امام مان، تجھے کسی حکیم نے بتایا ہے کہ علیؑ کو چھوڑ کے غیروں کو امام مان۔

میرا مولا پاس ہوتا گیا سندیں ملتی گئیں۔ جب میرا مولا جنگ احد میں پاس ہوا تو سند ملی لَا فِتْنَىٰ إِلَّا عَلٰی لَاسِیْفٍ إِلَّا ذُو الْفِقَاسِ۔ جب میرا مولا خیبر میں پاس ہوا تو سند ملی کتو اسل غید فراس۔ جب میرا مولا خندق میں پاس ہوا تو سند ملی ضحرت علیؑ یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین جب میرا مولا علم میں پاس ہوا تو سند ملی انا مدینة العلم وعلیؑ بابہا۔ جب میرا مولا سخاوت میں پاس ہوا تو سند ملی ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیمًا و اسیرا۔ علیؑ وہ ہے جو ہر امتحان میں پاس ہو۔ جن کا ناخن بھی نہیں اترتا وہ علیؑ کے ساتھ کیسے مل سکتے ہیں۔

میرے خالق کی آواز آئی وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلٰی عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَّصُرَ لِلّٰهِ شَيْئًا وَّسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِينَ

اشرف علی تھا نوحی کا حاشیہ میرے سامنے ہے لکھا ہے کہ جب جنگ احد میں حضورؐ کی موت کی خبر مشہور ہو گئی تو بعض مسلمان بوسے محمدؐ قتل ہو گئے ہیں، بعض اٹھ کھڑے ہوئے، بعض نے ہمت ہار دی، بعض بھاگ کھڑے ہوئے اور بعض نے کہا کہ اگر محمدؐ ہی نہیں رہے تو ہمیں پرانا دین ہی اچھا ہے تو مجھے یہ بتا! کہ دین والا زمین پر گرا ہوا تھا، کافر تلواریں لیکر آ رہے تھے اور اپنے پھوڑ کر بھاگ رہے تھے، اس وقت کون تھا جس نے گرتے ہوئے محمدؐ کو اٹھایا تھا جس نے آتے ہوئے کافروں کو پیچھے ہٹایا تھا اور تیرے جلتے ہوئے مسلمانوں کو واپس بلایا تھا۔

وہ میرا مولا علیؑ تھا جس نے فرمایا لوگو! واپس آ جاؤ محمدؐ شہید نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں۔ حضرت علیؑ نے میدان میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ اگر محمدؐ قتل بھی ہو جائے اور ساری دنیا بدل جائے تو میں علیؑ بن ابی طالب نہیں بدلوں گا یا میدان میں مرجاؤں گا یا دین محمدؐ کو قائم کر جاؤں گا۔

تفسیر ابن کثیر کی پہلی جلد ص ۴۱ میں ہے، فرمایا میں کیوں نہیں بدلوں گا اس لئے کہ وَاللّٰهِ اِنِّي لَأَخُوهُ وَوَلِيَّتُهُ وَابْنُ عَمِّهِ وَوَارِثُهُ فَمَنْ أَحَقُّ بِهَا مِنِّي۔ خدا کی قسم! میں محمدؐ کا بھائی ہوں، اس کا ولی ہوں، اس کا چچا زاد ہوں اور میں اس کا وارث ہوں۔

جب حضورؐ کے دانت مبارک شہید ہوئے اور مدینہ میں حضورؐ کی موت کی خبر پہنچی تو جناب فاطمہؑ کو پتہ چلا تو چادر بھی نہ سنھلی کہ جنگ احد میں سر پیٹتی ہوئی آگئی، کہنتی تھی بابا! میں آ رہی ہوں۔ بخاری شریف کی پہلی جلد ص ۳۴ پر لکھا ہے کہ كَانَ عَلِيٌّ يَنْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمَجْنِ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُهُ، کہ علیؑ پانی لا رہے تھے اور فاطمہؑ نون دسور ہی تھی۔ فَكَمَا سَلَّتِ الدَّمَ يَتَرَدُّ

عَلَى الْمَاءِ كَشْرَةً - جب جناب فاطمہ نے دیکھا کہ خون پانی سے بند نہیں ہو رہا عَمَدَاتِ اِلَى حَصِيْرٍ فَاحْرَقَتْهَا فَانصَقَتْهَا عَلَيَّ جُرْحِهِ - تو اپنا دودھ پیرا کر اس کے پلے کو آگ لگائی۔ جب راکھ بن گئی تو اس راکھ کو حضور کے زخموں پر لگایا تو خون بند ہو گیا۔ جب خون بند ہو گیا تو حضور کی آنکھ کھلی، کیا دیکھا کہ فاطمہ سانسے میٹھی ہے۔ فرمایا بیٹی! تو یہاں کیوں آگئی؟ کہا بابا! میری لاکھ چادریں قربان ہو جائیں، او میں قربان جاؤں! دین پر جب بھی مصیبت آتی ہے یا چادر فاطمہ کی ہوتی ہے یا چادر زینب کی جنگ احد میں چادر فاطمہ کی اور جنگ کربلا میں چادر زینب کی۔

مقتل کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب جناب زینب اپنے بھائی کی لاش پر آئے تو کیا دکھتی ہے کہ لاش کے ٹکڑے کئی مقامات پر بکھرے پڑے ہیں۔ لاش کو دیکھ کر مدینے کی طرف رُخ کیا اور کہا اماں! جنگ احد میں تو نے اپنے بلبے کا خون دھویا تیرے بلبے کا ایک زخم تھا، میرے بھائی کے ہزار زخم ہیں میں کہاں کہاں سے خون دھوؤں اور کہاں کہاں مریم پی کر دوں۔

جب حضور کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ تمام لوگ چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں، تو فرمایا اے علی! تو بہرادران خود ملحق ہو گشتی۔ کہ جہاں تیرے دوسرے بھائی گئے ہیں تو ان کے ساتھ کیوں نہیں گیا۔ علی نے عرض کی یا رسول اللہ! اَلْكَوْبُ بَعْدَ الْاَيْمَانِ - کیا میں ایمان لانے کے بعد کافر ہو جاؤں۔ تو حضور نے فرمایا کہ علی! میری مدد کر کہ مدد کا وقت ہے۔ علی نے حضور کی مدد کی تو جبرائیل فرشتہ نازل ہوا عرض کی یا رسول اللہ! مواسات این است کہ علی سجای آورد کہ مدد اس کو کہتے ہیں جو علی کر رہے ہے۔ تو حضور نے فرمایا کہ عَلِيٌّ مِثِّيْ وَ اَنَا مِثُّهُ - کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ علی کوئی بیگانہ ہے جو

مجھے چھوڑ کر چلا جائے۔

کہتے ہیں یا علی مدد کہنا بدعت ہے۔ یہ جھگڑا تو حضور نے جنگ احد کے دن ہی ختم کر دیا تھا کہ اے علی! تو میری مدد کر۔ کیا حضور کو علی کی مدد کی ضرورت تھی، کیا حضور علی کی مدد کے محتاج تھے، اگر نہیں تو حضور نے علی سے مدد کیوں مانگی۔ اس لئے حضور نے فرمایا کہ کئی لوگ یا علی مدد کو بدعت کہیں گے کہ آج میں احد کے دن علی سے مدد مانگ کے یا علی مدد کہنا سنت کیوں نہ بنا دوں۔

جب حضور زین پر گرے ہوئے تھے اور علی کافروں کے ساتھ جنگ کر رہے تھے تو ساری دنیا علی کی تعریف کر رہی تھی۔ سوروں کو علم ہوا کہ آسمان کے دروازے کھول کر میرے شیر کی جنگ کا نظارہ تو کر دو۔ سحریں اپنی زبان میں تعریف کرنے لگیں۔ فرشتے اپنی زبان میں تعریف کرنے لگے۔ خدا نے فرمایا کہ جب میری ساری مخلوق میرے شیر کی تعریف کر رہی ہے تو ایک ققرہ مدح کا میں کیوں نہ کہہ دوں، تو اس وقت عرش سے آواز آئی لَا فَتَى اِلَّا عَلِيٌّ لَا سَيْفٌ اِلَّا ذُو الْفِقَاسِ -

میں نے کئی مرتبہ سوچا کہ یا رسول اللہ! جب آپ کو تیرے بھائی خیر علی کے ہاتھ بڑی فتح ہو گا تو پہلے دن ہی علی کو علم دیتے، فتح کو اتنے گھر جلتے خواہ خواہ دو جہینے راشن ختم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

حضور نے فرمایا کہ اگر میں پہلے دن ہی علی کو علم دے دیتا اور خیر علی کے ہاتھوں فتح ہو جاتا تو ساری زندگی ان کے مُرید تمہاری جان کھا جاتے کہ ہمارے بزرگوں کو وقت نہیں ملا تھا۔ اگر ان کو وقت مل جاتا۔ علی نے تو ایک قلعہ فتح کیا تھا وہ خیر کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے۔ فرمایا اسی لئے سب کو

وقت دیا موقعہ دیا تاکہ بعد میں اعتراض نہ کر سکیں۔ ریاض النضرہ میرے ہاتھ میں ہے اس کے صفحہ ۲۴۶ میں لکھا ہے کہ کس طرح ان کو وقت ملا اخذًا اَلِلْوَاءِ اَبُو بَكْرٍ۔ سب سے پہلے حضرت ابو بکر نے علم لیا، حضور نے دیا نہیں وہ خود لے گئے تھے لیکن واپس تشریف لے آئے۔ دوسرے دن دوسرے بزرگ نے علم لیا اور وہ بھی پہلے کی طرح واپس۔ جب تمام لوگوں سے خیبر فتح نہ ہو سکا تو سارے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ! یہ قلعہ ہمارے بس کا نہیں ہے، جھنڈا اگھاڑو گھر چلو، ہم نے کوئی ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ سارے قلعے ہم نے ہی فتح کرنے ہیں کوئی ہوا کوئی نہ ہوا۔

جب حضور نے دیکھا کہ میرے فوجی بد دل ہو رہے ہیں تو فرمایا آرام سے بیٹھ جاؤ بخاری شریف جلد دوسری صفحہ ۶۰۵ پر ہے کہ لَا تُعْطِبَنَّ الرَّايَةَ عَدَا رَجُلًا عَيْبَ اللَّهُ دَرَسُو لَهُ وَيَحْتَبِئْهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ لِيَقْبَضَ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ۔ میں کل اس کو علم دوں گا جو مرد ہوگا، اللہ ورسول اس سے محبت کرتے ہونگے اور وہ اللہ ورسول سے محبت کرنا ہوگا اور اس کے ہاتھ پر اللہ فتح کرے گا۔ تو تمہیں پتہ نہ چل گیا کہ فتح خدا کرتا ہے ہاتھ علی کا ہوتا ہے۔ مدد خدا کرتا ہے ہاتھ علی کا ہوتا ہے اور رزق خدا دیتا ہے تقسیم کیلئے ہاتھ جیدر کرار کا ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میں علم اس کو دوں گا جو مرد ہوگا۔ میں نے بڑا سوچا کہ حضور نے علی کو مرد کیوں فرمایا تھا، کیا پہلے مرد نہ تھے؟ بخاری شریف پڑھی پتہ نہ چلا مشکوٰۃ پڑھی پتہ نہ چلا، ساری کتابیں پڑھیں لیکن پتہ نہ چلا کہ مرد کیوں، فرمایا۔ لیکن جب ۱۹۶۵ء کی جنگ ہوئی ہر آدمی نے فوجیوں کو خراج عقیدت پیش کیا لیکن جس دن ریڈیو پر پیر ترانہ آیا کہ جنگ کھینڈ نہیں ہوندی زانیان دی۔ اس دن پتہ چلا کہ رسول نے علی کو مرد کیوں فرمایا تھا۔

علی کو علم دیا اور فرمایا علی! اجا اور خیبر کو فتح کر۔ جیدر کر ارجب میدان میں نکلے تو نعرے مار کر نکلے، مرحب کو پکار کر نکلے، سامنے مرحب آکر کہتا ہے میں مرحب ہوں۔ جب جیدر نے سنا تو فرمایا عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنَا السَّيِّدِي سَمَّيْتِي اَرْحَى حَيْدَرًا سہ کہ خیبر کی زمین کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ میں وہ ہوں جس کی ماں نے میرا نام جیدر رکھا ہے۔

ایک دفعہ تو نسہ شریف میں عبدالستار کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ ابھی مناظرہ شروع نہیں ہوا تھا۔ مومن بڑے جو شیلے ہوتے ہیں۔ انہوں نے نعرہ جیدری لگانا شروع کر دیا تو ملان نے کتا بین سینٹنا شروع کر دیں اور کہا کہ مناظرہ ختم میں نے کہا کہ مولوی صاحب کیا بات ہے ابھی تو مناظرہ شروع بھی نہیں ہوا تو ختم کیسے ہو گیا۔ کہا جی لبس ختم سمجھو، میں نے کہا حضرت! کچھ تو بتاؤ بات کیا ہے! کہتے لگا پتھر جیدری نہیں سنا یہ کیوں لگاتے ہو۔ میں نے کہا مولوی صاحب! علی کا نام بڑا بابرکت ہے علی کا نام لینے سے تو جن بھوت چلے جاتے ہیں تمہیں کیوں تکلیف ہو رہی ہے۔ کہتے لگا تکلیف کی بات نہیں کیا تمہیں نعرہ تکبیر نہیں آتا، میں نے کہا آتا ہے، میں نے کہا آتا ہے، تو اس نے کہا کہ اللہ کا نام چھوڑ کے، رسول کا نام چھوڑ کے تم علی کا نام کیوں کہتے ہو؟ میں نے کہا کہ تمہاری عزت کے لئے، کہنے لگا کیسی عزت ہے، میں نے کہا مولوی صاحب! غلطی نہ کر، نعرہ تکبیر و ملان لگایا جاتا ہے جہاں اللہ کو ماننے والا کوئی نہ ہو۔ نعرہ رسالت دیاں لگایا جاتا ہے جہاں محمد کو ماننے والا کوئی نہ ہو۔ تم تو ہمارے سبائی ہو، خدا کو ماننے ہو، رسول کو ماننے ہو، بات تو ساری امامت کی ہے تم اپنے امام کا نعرہ لگاؤ ہم اپنے امام کا نعرہ لگاتے ہیں۔

کہتے لگا یہی تو مصیبت ہے ہم نعرے لگا لگا کے تمہاری جان کھا جاتے

لیکن کیا کریں ابھی تک ہمارے بزرگوں کا نعرہ بنا ہی نہیں ہے۔ تو میں نے کہا جب تک نہیں بنتا علیؑ کو تے جاؤ جب بن جائے گا اُن کا لگا لینا۔ پھر کہنے لگا مولوی اسماعیل! یہ بتا تم تو علیؑ کے نعرے لگاتے ہو کبھی علیؑ نے بھی اپنا نعرہ لگایا تھا میں نے کہا بالکل لگایا۔ جب مرحب کے سامنے علیؑ آئے تو فرمایا میں وہ ہوں جس کی ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

جب جنگِ خیبر فتح ہو گیا تو میرے مولا فرماتے ہیں میرا حیدر نام میری ماں نے اُس وقت رکھا تھا جب میں تین دن کا بچہ تھا اور چھوڑے میں اژدر کے دو ٹکڑے کو پیئے تھے۔ لیکن میری ماں نے اُحد نہیں دیکھا، خندق نہیں دیکھا، آج خیبر نہیں دیکھا۔ اگر میری ماں آج جنگِ خیبر دیکھ لیتی تو خدا جانے میرا کیا نام رکھ دیتی۔

جب جنگِ خیبر فتح ہو گئی، لوگ قیدی ہو گئے ان قیدیوں میں مرحب کی بہن صفیہ بھی تھی۔ جب اس نے اپنے بھائی کی لاش دیکھی تو رونامپینا شروع کر دیا وہ کافرو تھی لیکن اُسے کسی نے اپنے بھائی کی لاش پر رونے سے روکا نہیں۔

قرآن جاؤں حسینؑ تیری غربت پر تیری بہنوں کو تیری لاش پر لیکن کسی نے رونے نہیں دیا۔ جب بیبیاں لاشِ حسینؑ پر آئیں تو ہاتھ رستیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ جب زینبؑ نے اپنے بھائی کی لاش کو دیکھا تو اُوتٹ سے اس طرح اُتری جس طرح عباسؑ گھوڑے سے اُترتا تھا۔

زینبؑ نے اپنے بھائی کی لاش پر بین کیا، سب بیبیوں نے بین کیا لیکن ایک نبی بی بی ہے جو حسینؑ کی لاش کے قریب نہیں آئی چند قدم دور کھڑی ہو گئی۔ عزا دار و پتہ ہے وہ کون بی بی ہے، وہ بی بی علیؑ اصغرؑ کی ماں اُمّ رباب ہے، لاش سے دور کھڑے ہو کر کہتی ہے میرے سرتاج! میں تیری لاش کو دُھوپ میں دیکھ کر جا رہی ہوں

لیکن میرے سر پر چادر نہیں ہے جو تجھ پر سایہ کر دوں، لیکن میرے سرتاج! میں تیری لاش پر کھڑے ہو کر وعدہ کرتی ہوں کہ جب تک رباب زندہ رہے گی نہ ٹھنڈا پانی پئے گی نہ سائے میں بیٹھے گی۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ رباب نے جو حسینؑ کی لاش پر وعدہ کیا تھا وہ پورا بھی کیا تھا یا نہیں؟ رباب ایک سال تک دُھوپ میں بیٹھ کر حسینؑ کو تیرتی رہی۔ جب جب بیبیاں رہا ہو کر مدینہ میں آئیں، تالے بنی ہاشم کے کھل گئے، تمام بیبیاں اندر چلی گئیں مگر اُمّ رباب صحن میں دُھوپ میں بیٹھ گئی اور کربلا کی طرف مُنہ کر کے کہتی ہے میرے سرتاج! دیکھ لے میں تیرے وعدے یاد کر کے رو رہی ہوں۔

میں مرنے لگا کس مُنہ سے بیان کروں۔ جب ایک سال گزر گیا تو مدینے کی عورتیں اکٹھی ہو کر زینبؑ کے پاس آئیں، کہا زینبؑ! یہ مدینہ سے شام نہیں، اب ہم سے برداشت نہیں ہوتا کہ اُمّ رباب دُھوپ میں بیٹھ بیٹھ کر مرجائے۔ رباب سے کہو کہ سائے میں آکر بیٹھ جائے۔ زینبؑ اُمّ کلثوم کو ساتھ لیا وہاں آئیں جہاں اُمّ رباب دُھوپ میں بیٹھی تھی۔ رباب کا ایک ہاتھ زینبؑ نے پکڑا اور ایک ہاتھ اُمّ کلثوم نے پکڑا۔ زینبؑ نے فرمایا رباب! تُو مجھے کیا سمجھتی ہے میں تجھے حسینؑ کی جگہ حسینؑ سمجھتی ہوں۔ جب زینبؑ نے دیکھا کہ رباب کے دل میں میری بڑی قدر ہے تو فرمایا اگر تُو مجھے حسینؑ کی جگہ پر حسینؑ سمجھتی ہے تو میں زینبؑ کہتی ہوں کہ اگر سائے میں بیٹھ جاؤ۔ یہ سُننا تھا کہ رباب کی نظر آسمان کی طرف اُٹھ گئی۔

عرض کی خالقا! مجبوریاں بن گئیں، ہاتھ زینبؑ کا ہے وعدہ حسینؑ سے کر کے آئی ہوں۔ اگر سائے میں بیٹھ جاؤں تو حسینؑ کی وفا نہیں رہتی،

اگر نہ بیٹیوں تو زینب کی جیسا نہیں رہتی۔ یہ کہنا تھا کہ موت کا پسینہ آگیا۔
فضہ پاس کھڑی تھی کہا زینب کس کا ہاتھ پکڑے کھڑی ہو اُمّ رباب تو مر گئی ہے
شیعو! اُمّ رباب مر گئی لیکن حسین کے دماغے پورے کر گئی۔

الْأَلْعَنَةُ اللَّهُ عَلَى الظَّالِمِينَ ۝



مجلس پنجم

خلافت



وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَيُمَكِّنَ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي
ارْتَضَى لَهُمْ وَلِيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا
يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝
(پ، سورہ نور - آیت ۵۵)

حضرات! یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے، اٹھارہویں
پارے سورہ نور کی آیت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ خلافت بیان
فرمایا ہے۔

حضرات! دیکھئے کہ خلیفہ کے معنی ہیں "بہ جائے کسے کار کردن"
کہ کسی کی جگہ کام کرنے کے۔ مثلاً میں ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں، آپ میری
جگہ وہ کتاب لکھ دیں تو آپ میرے خلیفہ ہوں گے یا میں یہاں تقریر کرنا
چاہتا ہوں اور آپ میری جگہ پر وہی تقریر کر دیں تو آپ میرے خلیفہ ہوں گے
جو میری جگہ پر کام کرے گا وہ میرا خلیفہ اور جو محمد کی جگہ پر کام کرے گا
وہ محمد کا خلیفہ ہوگا۔

اگر میں اس جگہ پر تقریر کرنے کے لئے حاضر نہ ہوتا تو آپ میری جگہ

میری نسبت یہ یاد رکھو! کہ میں اہل بیت کے ہوا نہ
کسی کو جانتا ہوں نہ کسی کو مانتا ہوں۔ جو ان کا ہے وہ میرا
ہے جو ان کا نہیں وہ میرا بھی نہیں۔ جو ان کا ہے اس پر رحمت
جو ان کا نہیں اس پر.....

مستطع عظیم
(۴)

پر ایک لڑکا بھی کھڑا کر سکتے تھے کہ بیٹا اٹھو! مولوی اسماعیل حبیبی تقریر کر دو بابا! آپ اس کو بنا تو لیں گے لیکن میرے والا علم کہاں سے آئے گا۔

دیکھو! کوئی کسی مولوی سے، میں ایک عام دنیا کا مولوی ہوں میری جگہ پر اگر عام آدمی میری نیابت نہیں کر سکتا تو جو عرضِ اعظم سے پڑھ کر آیا ہو اس کا اتنی جلدی خلیفہ کون بن سکتا ہے۔

اس آیت میں وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کو خلیفہ بنائے گا۔ فرمایا وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ کہ اللہ نے وعدہ کیا میں خلیفہ کروں گا۔ خدا کے بندے! میں یہ کیسے مان لوں کہ وعدہ خدا کرے بنا نامہم شروع کر دیں۔ کیسے خلیفہ کروں گا كَمَا اسْتَعْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ جیسے میں نے ان سے پہلے خلیفہ بنائے خدا نے معیار بتا دیا ہے جیسے پہلے بنائے۔ جب اللہ نے تیرے سامنے نمونہ پیش کر دیا ہے تو اس نمونے کے خلیفہ ڈھونڈ، اپنی طرف سے کیوں بناتا ہے۔

دیکھو حضرات! اگر میں کپڑا لیکر کسی درزی کو دوں کہ اس کی قمیض بنانی ہے، وہ ناپ بھی لے لے اور وعدہ کرے کہ فلاں تاریخ کو آکر لے جانا، میں وعدے کے مطابق جاؤں اور درزی قمیض کے بجائے پاجامہ بنا کر بیٹھا ہو میں نہ پوچھوں گا کہ خدا کے بندے! میں نے ناپ کس چیز کا دیا تھا تو نے بنا کیا دیا ہے۔ جب خدا نے خلیفہ کا ناپ دے دیا تو ایسے خلیفے تلاش کر، قمیض کا پاجامہ بنانے کی کیا ضرورت ہے۔

آذرا پہلے ان خلیفوں سے پوچھتے ہیں جن کی مسلمان پوجا کر رہے ہیں کہ تمہیں اللہ نے بنایا ہے یا رسول اللہ نے بنایا ہے۔ اگر وہ خود کہہ دیں کہ ہمیں کسی نے نہیں بنایا تو تمہیں زبردستی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

میرے ہاتھ میں مسلم شریف ہے دوسری جلد ہے منہ ۱۱ ہے۔ کہ جب حضرت خلیفہ ثانی کا وقتِ آخر قریب آیا تو لوگوں نے عرض کیا یا حضرت! آپ تو دنیا سے جا رہے ہیں آپ اپنے بعد کوئی خلیفہ مقرر کر کے جائیں تاکہ ہم گمراہ نہ ہوں تو خلیفہ صاحب نے فرمایا میں نہیں بنا سکتا، جس کو دل چاہے بنا لو۔ تو لوگوں نے عرض کی یا حضرت! اگر آپ کی بھیڑ بکریاں ہوں اور چرواہا جنگل میں چھوڑ کے آجائے تو آپ کو تکلیف ہوگی یا نہیں۔ کہا ہوگی، تو انہوں نے کہا کہ پھر رسول کی امت کو بھیڑ بکریوں سے کم تو نہ سمجھیں، کوئی چرواہا تو مقرر کر کے جائیں۔ جب دیکھا کہ لوگ مجبور کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ مجھے مجبور نہ کرو وعدہ کیستخلف رسول اللہ کہ جب رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تو میں کیسے بنا کر جا سکتا ہوں۔ جن کو تم خلیفہ کہتے ہو وہ خود کہتے ہیں کہ ہمیں پتہ نہیں ہے کہ رسول اللہ نے کس کو خلیفہ بنایا ہے۔

تقسیر ابن کثیر سے پڑھنا ہوں پونہنی جلد سے پڑھنا ہوں آخری صفحہ سے پڑھنا ہوں۔

حضرت خلیفہ ثانی فرماتے ہیں کہ اگر میں رسول خدا سے تین چیزیں پوچھ لیتا تو مجھے وہ سرخ آنتوں سے بہتر ہوتا۔ پہلی چیز کہ یا عین زکوٰۃ سے جہاد جائز ہے یا نہیں۔ دوسری چیز کلاحتہ کا معنی کیا ہے، تیسری چیز حین الخلیفۃ بعدی کہ یا رسول اللہ تمہارے بعد خلیفہ کون ہوگا۔ وہ انکار کر رہے ہیں اور تو ان کو خلیفہ بنائے جا رہا ہے۔ مدعی مست اور گواہ چست والی بات ہو گئی۔

حصہ رانی! دیکھو یہ میری شیر وانی ہے۔ اگر میرا شاگرد کہہ دے کہ یہ شیر وانی مولانا صاحب کی نہیں ہے آج ان کے پاس شیر وانی نہیں تھی میں نے کہا چلو میری ہی پہن لو، کہنے کو تو کہہ سکتا ہے کہ یہ میری ہے مگر اس کو پہنا کر تو دیکھو اس کو فٹ بھی آتی ہے یا نہیں؟ اگر یہ اس میں سارا ہی سما جائے تو تمہیں پتہ نہ چل جائے گا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اور مجھے کیوں فٹ آرہی ہے اس لئے کہ جب درزی نے شیر وانی بنائی تھی تو اس نے میرا پ لیا تھا۔ تو خدا کے بندے! جب درزی بھی کپڑے کا ناپ لیتا ہے یہی اللہ نے خلافت دی تو ناپ ہی نہیں لیا کس کو فٹ آرہی ہے اور کس کو نہیں؟

دیکھو! میں شیعہ ہوں لیکن پھر بھی حضرت علیؑ کو چوتھا خلیفہ ماننا ہوں پہلا نہیں ماننا اب آپ سوچیں گے کہ مولوی اسماعیل کو شیعہ ہوتے چالیس سال ہو گئے نامراد ابھی پورا شیعہ نہیں ہوا رہا بابا! یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ تفسیر برہان میں حضرت علیؑ خود فرما رہے ہیں کہ انا داربع الخلفاء میں چوتھا خلیفہ ہوں منکم لیصل علیہ لعنة الله جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ مانے اس پر خدا کی لعنت ہے۔ خدا کے بندے! علیؑ اجماع اور شوریٰ کا چوتھا نہیں بلکہ قرآن کا چوتھا ہے رحمان کا چوتھا ہے محمد کے فرمان کا چوتھا ہے۔ قرآن کے لحاظ سے پہلا خلیفہ آدم ہے، دوسرا داؤد ہے، تیسرا ہارون ہے اور چوتھا حیدر گوار ہے۔

خدا نے خلیفے کس طرح بنائے۔

جب آدم کو خلیفہ بنایا تو فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً لِّیْنَ فِیْ زَمٰنٍ
میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ داؤد کو بنایا تو فرمایا جَاوَدُّکَ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَةً
فِی الْاَرْضِ۔ اے داؤد! میں نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔ اور ہارون کو بنایا تو فرمایا

یَا هٰدُوْنَ اٰخِلْفٰی فِیْ قَوْمِیْ۔ اے ہارون! تو میری قوم میں میرا خلیفہ ہو جا۔
تو آج پتہ چلا کہ خلیفے بنانے کے دو طریقے ہیں یا خدا خود اعلان کرے یا نبی ہاتھ
بیکار کر کے اعلان کرے کہ من کنت مولاه فهذا علی مولاه۔

خدا نے فرمایا، اللہ نے وعدہ کیا میں خلیفے بناؤں گا، کیسے؟ کما
استخلف الذین من قبلم من جنس طرح پہلے بنائے ہیں۔ اگر علیؑ کی خلافت کو
سمجھنا ہے تو پہلے ذرا پہلی خلافتوں کو دیکھو۔ پہلی خلافت آدم کی۔ حضرت آدم
کس طرح خلیفہ بنا۔ میرے خالق نے فرمایا وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ
جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً لِّیْ اس وقت کو یاد کرو جب اللہ نے فرمایا کہ میں زمین
میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تو اب پتہ چلا کہ خلیفہ وہ ہوتا ہے جس کو خلافت بھی
خدا دے اور اعلان بھی خود کرے۔ لیکن جب خدا نے یہ اعلان فرمایا تو فرشتے
بول پڑے قَالُوْۤا اَنْ یَّجْعَلَ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا وَ یَسْفِکُ الدِّیْمٰۤا وَ
مَنْ یُّسۡبِحُ بِحَمْدِکَ وَ لَقَدْ سَمِعْنَا کَیۡدَکَ یٰۤاَللّٰہُ! کیا اس کو زمین میں خلیفہ
بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گا اور خونریزیاں کرے گا۔ حالانکہ ہم تیری حمد
بھی کرتے ہیں اور تیری تقدیس بھی کرتے ہیں۔ تو خدا نے فرمایا چپ ہو جاؤ۔ اِنِّیْ
اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ آج پتہ چلا کہ اگر اجماع
حجت ہوتا تو خدا فرشتوں کو خاموش نہ کرتا۔ فرشتے ٹوری مخلوق ہیں اور جب فرشتوں کا
اجماع قابل قبول نہیں ہے تو تیرے اجماع کی کیا حقیقت ہے۔

پھر فرمایا عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کَیۡنَ اَدَمٌ کُلِّیْ عِلْمَ سَکَّہَا دِیَا۔
تَمَّ عَرَضَهُمْ عَلٰی الْمَلٰٓئِکَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِمَا جَعَلَ اللّٰہُ فِی الْاَرْضِ
کے سامنے وہ نام پیش کئے کہ ان کے نام بتلاؤ لیکن فرشتے نہ بتلا سکے۔ خالق
نے فرمایا یٰۤاَدَمُ اَنْبِئْہُمْ بِاَسْمَآئِہِمۡ اے آدم! تم نام بتاؤ، تو آدم نے بتائے

اب تبار! قرآن تیرے سامنے ہے۔ آدم نے فرشتوں سے پڑھا ہے یا ان کو پڑھایا ہے۔ تو تیری سمجھ میں نہ آیا کہ خلیفۃ اللہ وہ ہوتا ہے جو فرشتوں کا بھی اُستاد ہو۔ پھر فرمایا: **وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ** یاد کرو اُس وقت کو جب ہم نے کہا فرشتوں کو کہ آدم کو سجدہ کرو۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کر دیا لیکن اِلَّا اِبْلِيسَ ایک جو دھری اڑ گیا۔ **أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ**۔ اس نے انکار کر دیا اور کبر کیا وہ پہلے ہی سے کافر تھا۔ دیکھو حضور والا! **كَانَ** فعل ماضی کا صیغہ ہے یعنی شیطان پہلے ہی کافر تھا۔ اگر وہ کافر تھا تو فرشتوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کیوں رہا۔ آج پتہ چلا کہ جب تک خلیفۃ اللہ کا اعلان نہ ہو جائے پُرانے کافروں کا پتہ نہیں چلتا۔

جب شیطان نے سجدہ سے انکار کر دیا تو خدا نے کیا سزا دی، فرمایا **قَالَ فَاحْرَجْ مِّنْهَا فَإِنَّكَ مِنَ السَّاجِدِينَ** تو یہاں سے نکل جا، تو بُرا ذلیل ہے، تجھ پر میری قیامت تک لعنت ہے۔ آج پتہ چلا کہ خلیفہ کے مُنکر کی دو سزائیں ہیں، پہلی **قَوْمًا عَجَبًا** کہہ کر دوبار سے نکال دینا اور دوسری قیامت تک اس کے پیچھے لعنت کا لیل لگا دینا۔

دیکھو! **نَمُودًا** اور فرعون خدا کی توحید کا انکار کر کے خود خدا بن بیٹھے تھے لیکن اتنی لعنت ان پر بھی نہیں ہوئی۔ شیطان نے صرف آدم کو سجدہ نہ کیا تو قیامت تک لعنت ہوتی رہے گی۔ حالانکہ شیطان توحید کا قائل تھا، بہت بُرا موجد تھا اس کے باوجود لعنت۔۔۔۔۔۔ او بابا! تمہیں پتہ چل گیا کہ توحید کے منکر پر بھی اتنی لعنت نہیں ہوتی، نبوت کے منکر پر بھی اتنی لعنت نہیں ہوتی جتنی خلیفۃ اللہ کے منکر پر ہوتی ہے۔ بلکہ خلیفۃ اللہ کے منکر پر خود اللہ تعالیٰ نے لعنت کی جو چاڑ کر تا ہے۔

ذرا ایمان سے بتاؤ! جب شیطان پر لعنت ہوئی تو وہ کہاں کھڑا تھا؟ جنت میں؟ فرشتوں کی صحبت میں؟ کیا اس پاک محفل، پاک صحبت اور پاک مقام کو دیکھ کر لعنت رک گئی تھی؟ نہیں نا، تو معاف کرنا جب اللہ لعنت کرتا ہے تو تمام چلے ہے کتنا ہی پاک کیوں نہ ہو لعنت رکھتی ہی نہیں۔

شیعوں نے حیدرآباد سے نہ گھبرایا کرو کیونکہ ایک دفعہ نعرہ لگانے سے ختم قرآن کا ثواب ہو جاتا ہے۔

عبداللہ بن عباس کہتا ہے ایک دفعہ حضرت علیؑ بسم اللہ کی تفسیر فرما رہے تھے رات ختم ہو گئی لیکن بسم اللہ کی تفسیر ختم نہیں ہوئی۔ میں نے عرض کیا یا علیؑ! میں رکتِ نما خوش قسمت ہوتا، کتنا خوش نصیب ہوتا کہ رات لمبی ہو جاتی، آپ تفسیر فرماتے رہتے اور میں تفسیر سنتا رہتا۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا اے عبداللہ! رات اگر ستر ستر ارسال کی ہو جائے اور میں علیؑ ابن ابی طالب بسم اللہ کی تفسیر کرنے والا ہوں تو رات ختم ہو سکتی ہے لیکن بسم اللہ کی تفسیر ختم نہیں ہو سکتی۔ میں نے عرض کی یا علیؑ! اتنی لمبی تفسیر پڑھے گا کون؟ تو علیؑ نے فرمایا اگر میں مختصر کرنے پر آ جاؤں تو ایک نکتے میں سمیٹ سکتا ہوں۔ پھر میں نے عرض کیا اتنی مختصر تفسیر کون سمجھے گا۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا بس عبداللہ! خداوند عالم نے قرآن مجید کو سات منزلوں میں اتارا ہے اور خدا نے ان سات منزلوں کا پچوڑ سورۃ الحمد میں رکھ دیا ہے اور الحمد کی سات آیتوں کا پچوڑ اللہ نے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** میں رکھ دیا ہے اور بسم اللہ کا پچوڑ اللہ نے اس "ب" میں رکھ دیا ہے جو بسم اللہ کے شروع میں لگی ہوئی ہے۔ فرمایا اگر اب بھی نہیں سمجھا تو اِنَّا لَنَقُطُّهُ تَحْتَ الْاَبْدَانِ جَوْبِکَ نِجْمَ لَقَطٍ لَّکَاہُوْاہِ وَہِیْ عٰلِیْ اِبْنِ اَبِی طَالِبٍ کِی ذَاتِ کَالْقَطْرِ ہِے۔

جس طرح تمام قرآن کی تنزیل "ب" میں آ کر سما گئی ہے اسی طرح تمام قرآن

کا ثواب میری ذات میں آکر سما گیا ہے۔
 پڑھے لکھے بیٹھے ہوتے اور "ب" کے بیچے کتنے نقطے ہوتے ہیں؟ ایک اور "پ" کے بیچے، تین۔ کیا "پ" قرآن میں آتی ہے؟ نہیں آتی نا۔ تو جھگڑا کس بات کا ہے۔ اگر "ب" کے بیچے ایک نقطہ لگا دو تو قرآن کے اندر اور اگر تین نقطے لگا دو تو فوراً قرآن سے باہر ہو جائے گی۔

میرے مولانا نے فرمایا مجھے "الف" نہ کہنا کیونکہ "الف" مقام توحید ہے اور مجھے "ب" بھی نہ کہنا کہ وہ مقام رسالت ہے بلکہ میں وہ نقطہ ہوں جو "ب" کے بیچے لگا ہوتا ہے۔ فرمایا میں ہوں تو اتنا چھوٹا جتنا "ب" سے نقطہ چھوٹا ہوتا ہے لیکن ضروری اتنا ہوں کہ اگر "ب" کے بیچے نقطہ نہ ہوتا تو یہ نہیں چلتا کہ یہ "ب" ہے یا "ت"۔ اسی طرح اگر مجھ کو محمّد سے علیحدہ کر دو گے تو پتہ نہیں چلے گا کہ محمّد نور ہو کر آیا ہے یا خاک ہو کر آیا ہے۔

سکون میں آکر ذرا جو شبلی صلوات پڑھو تا کہ میں دوسری خلافت بیان کروں۔ دوسری خلافت داؤد کی، میرے خالق نے فرمایا یا داؤد انا جعلناک حلیفۃ فی الارض کہ اے داؤد! ہم نے تجھ کو زمین میں خلیفہ بنا دیا۔ پھر فرمایا آیتنا الکوہنۃ و فصل الخطاب کہ ہم نے داؤد کو حکمت اور فیصلہ کرنے کی طاقت دی، اور رسول کریم نے فرمایا انا داس الحکمۃ و علیٰ یا ایہا کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ دوسری چیز ہے فصل الخطاب کہ فیصلہ کرنے کی طاقت دی۔ اب رسول کے بعد وہ بندہ پیش کر جس کو فیصلہ کرنے کی طاقت دی گئی ہو۔ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ اہل بین حضور کے پاس آئے عرض کی یا رسول اللہ کہ ہمیں اپنے اصحاب سے ایک قاضی دیجئے جو ہمارے فیصلے کرے، تو حضور نے فرمایا افضا کم علی ابن ابی طالب کہ تم میں سب سے بڑا

قاضی علی ہے۔ تم علی کو لے جاؤ۔ تو اس وقت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ابھی کہن ہوں میں ان کے فیصلے کیسے کروں گا۔ تو فرماتے ہیں کہ حضور نے مجھے اپنے پاس بلا کر اپنے ہاتھ کو میرے سینے پر رکھا، اس کے بعد مجھے کوئی ایسا مسئلہ درپیش نہیں ہوا جس کا میں جواب نہ دے سکوں۔

پھر فرمایا الناصۃ الحدید کہ جب ہم نے داؤد کو خلیفہ بنایا تو اس کے لئے لوہا نرم کر دیا، اس کے لئے پہاڑ مسخر کر دیئے، پرندے سر پر جمع ہو گئے۔ اب ذرا وہ بندہ پیش کر جس کے سامنے لوہا نرم ہو جائے اور پہاڑ مسخر ہو جائیں، ورنہ میں پیش کرتا ہوں۔ ریاض النضرہ میں ہے، جب علیؓ خیبر کے دن مرحب کی طرف آئے تو حرکۃ ساریتہ فی جھکۃ کہ علی نے اپنے علم کو پیغمبر میں کاڑ دیا تو کسی نے پوچھا یا علی! آپ کا علم پیغمبر کیسے لڑ گیا تو علی نے فرمایا میں ہوں خلیفہ اللہ اگر میرے سامنے پیغمبر بھی پانی نہ ہو جائیں تو میں خلیفۃ اللہ کیسے ہو سکتا ہوں۔

داؤد کو خلافت کب ملی، خالق کی آواز آئی فَکَمَا فَصَلَطَا لَوْتُ بِالْجَبُودِ جب طاوت اور جاوت کے درمیان جنگ ہونے لگی تو قَانُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْیَوْمَ بِجَاوُوتَ وَجَبُودِ طاوت کی فوجوں نے جواب دیا کہ ہم جاوت اور اس کی فوجوں کے ساتھ نہیں لڑ سکتے۔ تو حضرت طاوت نے فرمایا او خدا کے بندو! مجھے پھوڑ کر نہ جاؤ، جاوت کو قتل کر دو۔ جو آج جاوت کو قتل کرے گا میں اس کو اپنی پگڑی بھی دوں گا اور اپنی بیٹی کا رشتہ بھی دوں گا۔ قرآن تیرے سامنے ہے فرمایا قَتَلَ دَاوُدُ جَاوُوتَ حضرت داؤد نے جاوت کو قتل کر دیا تو حضرت طاوت دُور کر آئے اور کہا کہ میں پگڑی بھی دیتا ہوں اور بیٹی کا رشتہ بھی دیتا ہوں۔ وہ لڑکی حضرت سلیمان کی ماں بنی۔ تو جب میرے مولا حیدر کرار نے جنگ خندق کے دن عمرو بن عبدود کو قتل کیا تو حضور دُور کر آئے، فرمایا پگڑی

اب دیتا ہوں بیٹی کا رشتہ پہلے دے چکا ہوں۔

تیسری خلافت ہارون کی ہے فرمایا اذْ قَالَ مُوسَى لِحَتِّهِ يَا هَادُونَ
اخْلَفْتَنِي فِي قَوْمِي كَمَا اخْلَفْتَنِي فِي قَوْمِي كَمَا اخْلَفْتَنِي فِي قَوْمِي كَمَا اخْلَفْتَنِي فِي قَوْمِي
تھے تو اپنے بھائی ہارون کو کہا اخلفنی فی قومی کہ لے ہارون! تو میری قوم
میں میرا خلیفہ ہو جا۔ حضرت موسیٰ طور پر چلے گئے اور چالیس دن وہاں رہے۔
قوم نے پیچھے بچھڑا بنا لیا اور پھر اپنی شریعت شروع کر دی۔ حضرت ہارون نے قوم کو بہت
سمجھایا بچھڑا مگر وہ نہ ماننے میں آئی وَاَلَمْ نَجْعَلِ اِلٰی قَوْمِهِ عَضْبَانَ جِبِ حَضْرَتِ
موسیٰ والیس تشریف لائے تو بڑے غضبناک ہو کر آئے۔ ہارون سے پوچھا کہ
جب یہ لوگ گمراہ ہو رہے تھے تو تو نے ان پر تلوار کیوں نہیں اٹھائی، تو
حضرت ہارون نے کہا اِنِّي خَشِيتُ اَنْ تَقُولَ فَوَقْتُ بَيْنِي وَاِسْرَائِيلَ
کہا بھئی! میں نے انہیں بہت سمجھایا۔ مگر میں ان سے لڑتا تو مجھے دڑتا کہ آپ
فرماتے تو نے نبی اسرائیل میں تفریق پیدا کر دی ہے۔ تو پھر میں کیوں تنگ
کرنا ہے کہ اگر علی خلافت کا حقدار تھا تو علی نے تلوار کیوں نہیں اٹھائی حضور
فرماتے ہیں يَا عَلِيُّ اَنْتَ مَيِّتٌ بِعَزَاةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى۔ کہ لے علی!
تیری میرے ساتھ وہی منزلت ہے جو ہارون کی موسیٰ کے ساتھ تھی۔ اگر ہارون
نے تلوار اٹھائی تھی تو علی بھی اٹھا لیتے۔ خدا کے بندے! جب ہارون نبی اسرائیل
میں تفریق پسند نہیں کرتا تو علی اُمَّتِ مُحَمَّدٍ میں تفریق کیسے برداشت
کر سکتا ہے۔

میں تین خلافتیں آپ کے سامنے پڑھ چکا ہوں۔ لغزہ جبرری لگا
اب پوچھی خلافت پڑھتا ہوں۔

حضرات! خلیفہ کی ضرورت تین مقام پر ہوتی ہے۔ اِنَّ الْخِلَافَةَ

عَنِ الْغَيْبِ اِنَّمَا يَكُونُ لِغَيْبَتِهِ اَوْ عَجْزِهِ اَوْ مَوْتِهِ۔ پہلا منیب جب غائب
ہو جائے، دوسرا منیب جب لاچار و بیمار ہو جائے اور تیسرا جب منیب مر جائے
یا اس کی موت مشہور ہو جائے۔

پہلی نیابت جب منیب غائب ہو جائے۔ حضور کب غائب ہوئے،
شب ہجرت کا واقعہ دیکھو۔

اب آذرا کوئی بندہ پیش کر جس نے بستر رسول پر حق نیابت
ادا کیا ہو۔

کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ کو حضورؐ ساتھ بھی تو لے گئے تھے اور شب ہجرت
راستے میں حضورؐ کو اپنے کندھوں پر سوار کیا تو میرے عزیز! ٹھیک، علی کو
فتح مکہ کے دن حضورؐ نے اپنے کندھوں پر سوار کیا۔ ایک کو سوار بنا یا ایک
کو سوار بنایا، تو خدا کے بندے! سوار کو سوار رہنے دے اور سوار کی
سوار رہنے دے۔

حضورؐ نے شب ہجرت ہی فیصلہ کر دیا تھا کہ میرا خلیفہ کون ہو سکتا ہے
آدمی ساتھ اپنے لوہوں کو لے جاتا ہے اور پیچھے گھر میں اپنے جیسا چھوڑتا ہے
تو حضورؐ شب ہجرت ایک کو ساتھ لے گئے اور ایک کو اپنے بستر پر سلا کے گئے
خار تھا امن کی جگہ اور بستر تھا خطرے کا مقام۔ ایک کو امن کی جگہ پر ساتھ لیکر گئے
اور دوسرے کو خطرے کے مقام پر سلا کے گئے تاکہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے
کہ خطرے کے مقام پر سوتا کون ہے اور امن کے مقام پر روتا کون ہے۔

کسی نے پوچھا کہ یا علی! شب ہجرت آپ کو نیند آگئی تھی، فرمایا جیسا
اس رات سویا تھا کبھی سویا ہی نہیں۔ تو عرض کی مولیٰ! وہاں تو کافر تلواریں لے
کھڑے تھے آپ کو نیند کیسے آگئی، تو میرے مولیٰ فرماتے ہیں کہ جب رسولؐ خدا گھر

سے نکل رہے تھے تو حضورؐ نے فرما دیا تھا کہ یا علی! آرام سے سو جا، کافر تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر رسولؐ کے کہنے کے باوجود اگر میں رو پڑتا تو خلیفۃ اللہ کیسے ہو سکتا تھا۔

تمام جنگوں میں حضرت علیؑ تشریف لے گئے ہیں لیکن غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہوئے۔ رسول خداؐ نے تبوک جاتے وقت حضرت علیؑ کو پیچھے چھوڑ دیا تھا تو علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو حضورؐ نے فرمایا اَمَا تَرْضَىٰ اَنْ تَكُوْنَ مَعِيَ يَوْمَ تَزَلَّةُ هَارُونَ مِنْ مَوْسَىٰ اِنَّهُ لَا يَبْعِيْ يَعْجُدِيْ۔ کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے ہارون کی موسیٰ سے تھی لیکن فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

حضور تشریف لے گئے جب کافروں کو بتہ چلا کہ آج علیؑ نہیں آئے تو سب کہنے لگے پھر فکر کی کوئی بات نہیں، اب مسلمان جنگ نہیں جیت سکتے، بات ساری علیؑ کی تھی۔ حضورؐ نے بھی سوچا اب کیا ہوگا۔ تو خدا نے چار فرشتوں کو حکم دیا کہ آج تم علیؑ کی شکل اختیار کر کے جاؤ اور مشرق، مغرب، شمال اور جنوب سے کافروں کو اپنی شکلیں دکھاؤ۔ جب جنگ شروع ہوئی تو کافروں نے علیؑ کی شکل دیکھی تو کہنے لگے کہ مسلمانوں نے ہم سے دھوکہ کیا ہے، کہتے تھے کہ علیؑ نہیں آئے۔ مشرق والے کہنے لگے علیؑ تو ادھر سے آ رہے ہیں مغرب والے کہنے لگے علیؑ ادھر آ رہے ہیں۔ سب کافر آپس میں گہرا کر ٹکرانے لگے۔ کچھ آپس میں ٹکر کر مر گئے باقی کافر بھاگ گئے۔ مسلمانوں کو اس جنگ میں بہت مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اب مال غنیمت کو تقسیم کرنے کی باری آئی تو سب کا حصہ رکھ کے علیؑ کا بھی ایک حصہ حضورؐ نے رکھا تو سارے صحابہ ہاتھ جوڑ کر عرض کرتے ہیں

یا رسول اللہ! اگر جہارت نہ ہو تو عرض کریں کہ جس جنگ میں علیؑ جائیں اس میں تو علیؑ کا حق ہے لیکن جس جنگ میں علیؑ نہ ہوں اس میں علیؑ کا حصہ رکھنا زیادتی ہے، یہ ساری ہماری محنت ہے۔ جبرائیل نے کہا کہ اگر علیؑ تمہیں تو علیؑ کے غلام جو ہیں، ہمارا حصہ علیؑ کو دے دیا جائے۔

جب منیب کی خبر مشہور ہو جائے تو خلیفہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جنگ اُمدد دیکھو کہ جب شیطان نے اعلان کر دیا کہ قد قتل محمدؐ کہ محمد قتل ہو گئے تو ساری دنیا بھاگ رہی تھی۔ بتاؤ اس وقت گرتے ہوئے محمدؐ کو اٹھایا کس نے تھا، آتے ہوئے کافروں کو پیچھے ہٹایا کس نے تھا اور بھاگتے ہوئے مسلمانوں کو واپس بلا دیا کس نے تھا۔

میرے مولا جیدر کرار فرماتے ہیں کہ اگر ساری دنیا بھی رسولؐ کو چھوڑ کر بھاگ جائے تو میں علیؑ نہ بھاگوں گا۔ یا میدان میں مرجاؤں گا یا دین محمدؐ کو قائم کر جاؤں گا۔

بس میرے عزیزو! وقت نہیں ہے ورنہ خلافت علیؑ پر آیتوں اور حدیثوں کے دریا بہا دیتا۔ صرف اتنا عرض کرنا ہوں کہ اگر مسلمان خلافت اور وراثت کو سمجھتے تو علیؑ کو جو تھا خلیفہ نہ بناتے اور فاطمہؑ کو دربار سے حنائی واپس نہ کرتے۔ حد ہو گئی مسلمان تیری عقل کی کہ جس کا تو کلمہ پڑھتا ہے اس کی بیٹی روتی ہے۔ دربار سے خالی آ رہی ہے۔ جب رسولؐ کی وفات ہوئی تو فاطمہؑ بڑی روتی۔ رات دن رونا، ہر وقت رونا لیکن کسی مسلمان نے اگر اس کو کہا کہ فاطمہ تیرے بابا کا بڑا افسوس ہے، تسلی تو تسلی رہی۔ ایک دفعہ مسلمانوں کا وفد علیؑ کے پاس آیا، کہا یا علیؑ! فاطمہؑ رات دن روتی ہے نہ ہم رات کو سو سکتے ہیں اور نہ دن کو آرام کر سکتے ہیں۔ کہا فاطمہؑ سے کہو کہ اپنے بابا کو بارات کو

روئے یادن کو روئے۔ اگر رات کو روئے تو ہم دن کو آرام کر لیں اور اگر دن کو روئے تو ہم رات کو آرام کر لیں۔ بی بی رو کر کہتی ہے بابا! مجھے روتے ہی بھی کوئی نہیں دیتا۔ اکثر بی بی فرماتی تھی:-

صَبَّتْ عَلَيَّ مَصَابِيْتُ كَوَاثِمَهَا

صَبَّتْ عَلَيَّ الْاَلْيَامَ حَيْرَانَ لِيَا لِي

جاگیا! مجھ پر تیرے بعد وہ وہ مصیبتیں پڑیں کہ اگر وہ مصیبتیں فلوں پر پڑتیں تو وہ سیاہ رات ہو جاتے۔

لکھا ہے بتولؑ نے گھر میں رونا چھوڑ دیا اور جنت البقیع میں آکر رونا شروع کر دیا۔ کچھ دن گزرے تھے کہ جناب سلمانؑ آئے کہا بی بی! تو یہاں رو رہی ہے زینبؑ اور حسینؑ گھر میں رو رہے ہیں۔ فرمایا کیوں؟ کہا مسلمانوں نے تیرا حق دینے سے انکار کر دیا ہے۔ بی بی روتی ہوئی گھر آئی۔ بنی ہاشم کی عورتوں کو اکٹھا کیا۔

کہا بی بیو! آج میرے گھر سے دربار تک پردہ بناؤ میں اپنے بابا کے دربار میں اپنا حق مانگنے جاؤں گی۔ عورتوں نے پردہ بنایا۔ دائیں پردہ، بائیں پردہ، اوپر پردہ۔ اس پردے میں محمدؐ کی بیٹی چلی۔ جب مسجد کے دروازے پر آئی تو دیوار کے ساتھ سر لگا کر بی بی بہت روتی۔ عورتوں نے پوچھا بتولؑ کیوں رو رہی ہے بتولؑ نے فرمایا مجھے وہ وقت یاد آ رہا ہے جب میں پہلے اپنے بابا کے دربار میں آتی تھی تو میرا باپا خود منبر سے اتر کر مجھے لینے کے لئے آجاتا تھا لیکن آج میں

دیکھ رہی ہوں کہ کوئی مسلمان میری تعظیم کو اٹھتا ہے یا نہیں؟ جب بہت دیر ہو گئی اور کسی نے نہ پوچھا کہ بی بی! تو کون ہے تو روئے ہوئے بتولؑ نے کہا مسلمانو! میں تمہارے نبی کی بیٹی ہوں۔ پوچھا بی بی تو کیوں آئی ہے؟ کہا میں اپنا حق لینے آئی ہوں۔ کہا کونسا حق؟ فرمایا جو میرے بابا نے مجھے دیا ہے۔ کہا بی بی تیرا کوئی حق نہیں

جب سنا کہ تیرا کوئی حق نہیں، میں قربان جاؤں، اُس وقت بی بی نے برقعے سے ایک رُقْعہ نکالا جس میں لکھا تھا، وقف محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف هذه القرية المعلومه بحدودها الابدعة على قاطعة وقفاً محترماً على غيرهما موبداً عليها ومن بعدها على ذمتيها فمن بدله من بعد ما سمحه فانما اثمه على الذين يبدونوه ات الله سميع عليم۔

کہ میں محمدؐ بیٹا عبد اللہ کا بچا ہوں اپنی بیٹی فاطمہؑ کو وقف کر رہا ہوں۔ جو اس کو بدلے گا خدا سُننے اور دیکھنے والا ہے۔ تو ایک مسلمان نے وہ رُقْعہ لے لیا فسقھا شقة۔ اس سند کے پُرزے پُرزے کر دیئے۔ جب سند کے پُرزے پُرزے ہو گئے اور بی بی نے دیکھا کہ مسلمان مجھے حق نہیں دیتے تو روتی روتی اپنے بابا کی قبر پر آگئی، اتاروئی کہ قبر رسولؐ اَسْوَدوں سے تر ہوگئی، کہا بابا! دربار ہے تیرا اور میں خالی واپس جا رہی ہوں۔

کہتے ہیں بی بی نے حق مانگا ہی نہیں۔ تو لویا میرے سر پر قرآن ہے اور سینے پر بخاری شریف ہے، کعبہ کی طرف میرا منہ ہے۔ سر پر قرآن رکھ کر سینے پر بخاری رکھ کر کعبے کی طرف منہ کر کے کہتا ہوں کہ بی بی خالی واپس آگئی۔ شیعو! جب قیامت کا دن آئے تو میری گواہی دینا کہ بی بی! مولوی اسماعیل قرآن اٹھا اٹھا کر تیرے حق کو گواہی دیتا تھا۔

جب بی بی روتی ہوئی واپس آئی تو عورتوں نے پوچھا تیرا حق ملا یا نہیں، تو فرمایا میں خالی واپس جا رہی ہوں۔

او میں قربان جاؤں کس منہ سے پڑھوں، جب بی بی دروازہ پر پہنچی تو دروازے پر زینبؑ کھڑی تھی، کہا اماں روتی کیوں ہے، کیا ہوا جو امت نے حق نہیں دیا۔

تو بتوں نے زینب کا سر جوم کر کہا زینب! میں فدک کو نہیں روتی، جو طور درباروں
کے میں دیکھ کر آ رہی ہوں، تیرے سر پر چادر کسی نے نہیں چھوڑی۔
جناب زینب فرماتی ہیں مجھے اپنی ماں کا کہنا اُس وقت یاد آیا جب تم نے
کہا:-

لَوْ تَوْتِرَكَاتِ عَسَلِي وَ تَبُولِ كُو
قَبْدِي بِنَاكَ لَعَجَلُو آلِ رَسُولِ كُو
اللعنة الله على الظالمين



مجلس ششم

مودت



قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً
نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حَسَنَاتٍ اللَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ۔

میں دنیا کو آلِ محمد کی محبت کی دعوت دے رہا ہوں جیسا کہ
حضرات! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قُلْ کہ میرا حبیب! یہ کہہ دے
اعلان کر دے کہ لَا اسئلکم علیہ اجرا کہ اس دین پر اس قرآن پر، اس
اسلام پر، اس نظام پر، اس تمہاری نجات پر، اس جنت پر، اس توحید پر
اس رسالت پر اور اس شریعت پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا صرف دوستی مانگتا
ہوں مگر تمہارے قریبوں میں نہیں بلکہ اپنے قریبوں میں، ورنہ اپنے قریبوں کی
دوستی تو ہر شخص کرتا ہے۔

میرے عزیزو اور بھائیو! آپ کو معلوم ہے کہ عرب کے اندر
رہتے تھے اور اپنی اپنی رشتہ داریوں پر ایک دوسرے کی حمایت کرتے تھے
جیسا کہ میرے اللہ نے فرمایا:-

وَإِذْ كَرَّمْنَا الْقَوْمَةَ اللَّائِي عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءُ لَهَا فَوَلَّيْنَاكُمْ قُلُوبَكُمْ
فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا۔ (پ)

کہ وہ وقت یاد کرو جب تم آپس میں لڑتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں دین اسلام میں داخل کر کے ایسی اُلفت و محبت عطا فرمادی کہ تم مسلمان ہونے کے بعد ایک دوسرے کے بھائی بن گئے۔

حَضْرَات! وہ اپنے اپنے قبیلوں کی وجہ سے لڑتے تھے۔ لیکن جب دائرہ دین محمد میں آگئے تو بھائی بن گئے۔

وَ اتَّخَذُوا إِخْوَانَ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

کہ سارے مل کر اللہ کی رسی کو پکڑو اور آپس میں تفریق نہ کرو اور وہ وقت یاد کرو جب تم دشمن تھے اور اللہ کی رسی نے تمہیں اکٹھا کر دیا۔

میرے عزیزو! یہ فرماؤ کہ جب عرب لوگ لڑتے تھے تو سالہا سال تک لڑتے تھے۔ بتاؤ ان کی اس لڑائی کو کس نے ختم کر دیا۔ اللہ کی توحید نے، محمد کے کلمے نے مسلمان بن گئے، بھائی بھائی بن گئے، مجھے تسلیم ہے لیکن اب مجھے یہ فرماؤ ارسالتناہ نے یہ فرمایا تھا کہ اب تو تم بھائی بھائی بن گئے ہو مگر سَتَضُرُّكَ اَهْلِي عَلَى ثَلَاثٍ وَ سَبْعِينَ فَوْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مَنَّهُ وَاحِدَةً۔ کہ میرے بعد پھر لڑائیاں شروع ہو جائیں گی، تہتر فرقتے ہو جائیں گے، فرقتے فرقتے سے بندہ لڑے گا۔ اب یہ فرماؤ! کہ پہلے تو لا اِلهَ اِلَّا اللهُ نے جمع کر دیئے تھے، مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ نے جمع کر دیئے تھے، قبائل پرستی دور کر دی تھی، عداوتیں دور کر دی تھیں، اب بتاؤ جب مسلمان کلمہ پڑھ کے لڑنے لگے، تہتر آپس میں لڑنے لگے تو اب مجھے ذرا ان کی وحدت کا کوئی طریقہ بتا کہ یہ کس طرح اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

مسلمان بن کے لڑنے لگے، اس انوخت کے بعد پھر عداوت، مسلمان کو مسلمان برداشت نہیں کرتا۔ بابا! سچ بوجھو تو ایک ایک فرقتے میں سے پندرہ پندرہ فرقتے بن گئے ہیں جو ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے۔

مگر یہ فرماؤ کہ دیوبندیوں اور بریلویوں کا امام ایک ہے، فقہ ایک ہے، حدیث ایک ہے، پیری مریدی ایک، بزرگوں کی بارگاہیں ایک، مزاریں ایک،

لیکن ایک ان کے خیال سے مشرک ہے اور دوسرا کافر۔ اس کی وجہ؟ دیوبندی کہتے ہیں کہ حضور کا علم غیب ماننا شرک ہے، چلو انہوں نے حضور کا علم غیب مانا وہ مشرک ہو گئے، اور بریلوی کہتے ہیں علم غیب نہ ماننا کفر ہے آدھے علم غیب ماننے کی وجہ سے مشرک ہو گئے اور آدھے نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہو گئے میں کہتا ہوں کہ تم تو کافر و مشرک خود بن رہے ہو مگر ہمیں تو کچھ مسلمان بننے کا موقع دو۔

یہ عرض کر رہا تھا کہ عرب آپس میں لڑتے تھے، مگر آؤ ادر محمد آئی کہ **بہا ایسو! سنو!** پہلے تم اپنے اپنے قبیلوں کی حمایت میں لڑتے، اگر کوئی

تمہارا آدمی مشرق یا مغرب میں لڑتا تھا اور جب تمہیں خبر ہوتی تھی کہ اسے قتل کر دیا گیا ہے تو تم فوجیں بنا کر جا کے لڑتے تھے اور تمہاری لڑائیاں شروع ہو جایا کرتی تھیں اب اسلام اور قرآن نے تمہیں متحد کر دیا ہے۔ میرے بعد اگر کچھ بھی فرقہ پرستی آجائے اور لڑائی پھر چلائے تو دیکھنا! اب اپنے اپنے قبیلوں کی محبت میں نہ لڑنا، اپنے اپنے قبیلوں کی دوستی نہ کرنا، کہہ دے قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة فی القربى۔ کہ دین تو میرا ہے، نظام تو میرا ہے۔ لیکن اگر میرے بعد لڑائی شروع ہو جائے تو میرے قبیلوں کی دوستی کرنا خیر کی دوستی نہ کرنا۔

یہ فرما! تاجدارِ مدنی نے، حبیبِ خدا نے، اشرفِ انبیاء نے تمہیں وحدت کا سبق دے دیا ہے یا نہیں؟ اب اگر تم اپنے قبیلوں کی محبت میں لڑنا شروع کر دو تو یہ علاقوں کی ختم ہو سکتی ہیں؟ نہیں ہو سکتیں نا۔ تو پھر ذرا آ! آل محمد کی محبت تو بھی کو اور ہم بھی کرتے ہیں۔ جس کا کلمہ پڑھا ہے اس کی دوستی میں تو بھی آجا اور ہم بھی آتے ہیں، ہم اپنے قبیلوں کو چھوڑتے ہیں تو اپنے قبیلوں کو چھوڑ دے، ہم اپنے یاروں کو چھوڑتے ہیں تو اپنے یاروں کو چھوڑ دے۔

دیکھو! اس مودت کا مفہوم تو خالق نے بیان فرما دیا ہے کہ اپنے قبیلوں کی محبت میں نہ لڑو۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ**۔ (پتا سورہ ممتحنہ) کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے

۱۱ - حدیث رسول - "صیغہ ریخا یا انما ریخا کہ نہ ریخا یا وہ جاہلیت کی روشنی"

دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تَلْفَوْنَ إِلَيْهِمْ يَأْتِيهِمْ يَوْمَ ذَلِكَ آتٍ
 كُوْدُوسْتِي اور محبت کے پیغام نہ بھیجو۔ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ۔
 اس لئے کہ وہ حق کا انکار کر چکے ہیں۔ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ۔ رَسُولُ اللَّهِ كَمَا مَكَّهُ
 سے نکال چکے ہیں۔ آگے فرمایا تَسْرُونَ إِلَيْهِمْ يَأْتِيهِمْ يَوْمَ ذَلِكَ آتٍ كُوْدُوسْتِي
 دوستی اور محبت کے پیغام نہ بھیجو۔

لفظ مودۃ آٹھ دفعہ قرآن مجید میں آیا ہے اور جہاں جہاں آیا ہے انتخاب
 کر لو، چُن لو اور جو معنی وہاں لکھے ہیں ان معنوں کے لحاظ سے آل محمد کی دوستی کر۔
 آل رسول کی ہے نا اور دین کس کا ہے، رسول کا، تو پھر جس کا دین ہے اس کے
 قریبوں سے محبت کر، میں کیسے مان لوں کہ دین محمد کا ہو۔ قریبی تیرے ہوں۔

دیکھو! یہ آیت اُس وقت اُتری جب حضور نے فتح مکہ کی تیاریاں فرمائیں
 تو ایک صحابی جس کا نام حاتم بن ورع تھا، اس نے خفیہ طور پر کافروں کو خط لکھ دیا تھا کہ
 ہوشیار ہو جاؤ، چونکے ہو جاؤ! محمد رسول اللہ مکہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر
 رہے ہیں۔ ایک عورت مکہ معظمہ سے آئی ہوئی تھی اس کو وہ خط دے دیا کہ لے جاؤ
 اور یہ خط کافروں کو دے دو۔ وہ خط لے گئی۔ رسالت مآب کو وحی کے ذریعے
 سے معلوم ہوا کہ وہ عورت خط لے کر جا رہی ہے۔ آپ نے حضرت علیؑ، خالد بن
 ولید اور بہت سارے صحابوں سے کہا کہ جاؤ اور جاکر اس عورت سے خط چھین لو
 دیکھنا یہ خط کافروں تک نہ پہنچنے پائے، یہ فوجی راز ہے، چلے گئے اور اس کو
 راستے میں جا کر پکڑ لیا کہ تیرے پاس خط ہے وہ ہمیں دے دے۔ اس نے کہا
 میرے پاس کوئی خط نہیں میری تلاش میں ہے۔ انہوں نے تلاش میں لیکن کچھ نہ نکلا
 حضرت علیؑ چونکہ امیر و فد تھے اس لئے خالد نے آکر کہا کہ یا علی! دم ہو گیا، غلطی
 ہو گئی اس کے پاس خط نہیں ہے ہم نے بالکل تسلی کر لی ہے، اس کی تلاش میں لے لی ہے۔

آپ نے فرمایا او صحابو! تمہارا یہ ایمان ہے۔ محمد فرماتے ہیں اس کے پاس خط ہے
 اور کیا تھا ہے میرے پاس خط نہیں ہے اور محمد آسمان کی خبریں دیتا ہے۔ اگر محمد کی

یہی خبر سچی نہیں تو دوسری آسمانی خبریں کیسے سچی ہو سکتی ہیں۔

فرمایا خبر رسالت مآب دیں اور ہم اس عورت کے کہنے پر اسے چھوڑ دیں
 خالد نے کہا حضور شاہ صاحب! آپ پہلے بھی زبردست ہیں آپ نے مانی تو کبھی کسی
 کی نہیں آپ خود جا کر دیکھ لیں۔ پس حضرت علیؑ اپنے مقام سے اُٹھے اور میان سے
 تلوار نکال کر فرمایا دیکھو! محمد غلط نہیں کہہ سکتا۔ زمین بدلے، آسمان بدلے، ساری
 کائنات بدلے لیکن قولی محمد نہیں بدل سکتا۔ آپ وانا ہیں جب حضرت علیؑ نے تلوار کو
 نیام سے نکالا۔ پس تلوار کا نکلنا تھا، نہ کسی نے اس کی تلاشی نہ پوچھ کچھ کی اس نے
 اپنے بالوں سے خط نکال کر کہا یا علی! یہ ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا خالد! یہ خط ہے
 یا کوئی اور چیز ہے۔ اس نے کہا ہم نے تو بہت تلاش کیا تھا لیکن ہمیں کیا پتہ تھا کہ اس
 نے خط کو بالوں کے نیچے چھپایا ہوا ہے۔ جن کو بالوں کے نیچے خط نظر نہیں آتا خدا
 جانے ان کو اور کیا نظر آئے گا۔

خط آیا آپ نے حاتم بن ورع کو بلا کر فرمایا کہ تو نے مسلمان ہو کر کافروں کو
 خط لکھ دیا، کہا حضور! سچ یہ ہے کہ سارے صحابہ کے نیچے یہاں ہیں اور میرے
 نیچے مکے میں ہیں۔ میں نے ان کو ممنون کرنا چاہا تاکہ کافر میرے بچوں کی حفاظت کریں
 تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی لَا تَتَّخِذُوا عِدُوِي وَعَدُوِيكُمْ اَوْلِيَاءَ كَتُمُّ
 اپنے دشمنوں کو اور میرے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ اور ان کو دوستی کے پیغام
 نہ بھیجو۔ لیکن تم اپنے اور میرے دشمنوں کو دوستی کے پیغام بھیج رہے ہو۔ کیوں
 میرا عزیز! کیوں میرا دوست! فرما یہ جنگ کی تیاریاں تھیں، اس صحابی کا
 کافروں کو خط لکھ دینا یہ مودت ہے یا نہیں؟ ان سے اللہ نے روکا ہے یا نہیں؟
 اللہ نے فرمایا جنگی کارنامے ہوں، کبھی جہاد ہو تو اب آل محمد کی دوستی کرنا
 غیر کی دوستی نہ کرنا۔

اب میں تو کچھ نہیں کہتا مگر جب دنیا علیؑ سے لڑ رہی تھی تو مسلمان کہاں
 تھے؟ اور جب لوگ حضرت ایام حسینؑ سے لڑ رہے تھے تو مسلمان کہاں تھے؟ ہائے!

جگہ برداشت نہیں کرتا قدرت کی آواز آرہی ہے دوستی آل محمد کی کرو اور دنیا
غیر کی طرف جارہی ہے۔ ابھی مصائب شروع نہیں کیا لیکن ایک فقرہ کہے بغیر رہ
بھی نہیں سکتا کہ جب آستی ہزار کی فوجیں کربلا کے میدان میں جمع ہوئیں تو ایک ایک ہزار
سوار آتے، گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازا آتی، مٹی اڑتی، تلواریں چمکتیں تو حسین کی
پتھیاں دوڑ کے آئیں اور کہتیں بابا! یکس کی فوج آرہی ہے، حسین فرماتے بیٹا!
یہ یزید کی فوج ہے۔ جب کئی مرتبہ حسین نے فرمایا کہ یزید کی فوج ہے تو سکینہ نے
کہا بابا! میں جب بھی پوچھتی یکس کی فوج ہے تو آپ فرماتے ہیں یہ یزید کی فوج ہے
بابا! ساری دنیا یزید کی ہے، تیرا کوئی بھی نہیں، کوئی چار مسلمان تیرے بھی ہیں
جو کسی جگہ سے آکر کہیں کہ ہم حسین کی دوستی میں آرہے ہیں۔

قل لا استلکم علیہ اجرًا الا المودة فی القربی۔ فرمایا
میں صفت نہیں مانگتا۔ میں نے پتھر کھائے، میرے دانت شہید ہوئے،
قرآن میں نے سنا یا، دادا عبدالمطلب کا وطن میں نے چھوڑا، سب کچھ میں نے
چھوڑا، اب میں تم سے اور کچھ نہیں مانگتا صرف میرے قریبیوں کی محبت کرنا، اس
لئے کہ تمہارا دین بچ جائے گا، تمہارا ایمان بچ جائے گا، تمہارا قرآن بچ
جائے گا، محمد کا نام بچ جائے گا، سوائے آل محمد کے دین کا حامی کوئی نہیں
جب ان کے سوا دین کا حامی کوئی نہیں تو تیری دوستی آل محمد سے ہونی چاہیے
صلوٰۃ دی پھیل آوے میں عرض کران۔

سچ پوچھو تو آل محمد کی دوستی دین کی دوستی ہے، آل محمد کی دوستی
قرآن کی دوستی ہے، آل محمد کی دوستی اسلام کی دوستی ہے اور آل محمد
سے دوستی اللہ رسول سے دوستی ہے، اسی لئے یہ سارا دین یہ سارا مذہب منحصر کے
آل محمد میں آگیا ہے۔

کہتے ہیں تم دین دین کہتے ہو اور کہتے ہو کہ سارا دین آل محمد میں آگیا، لیکن
دین تو قرآن میں ہے اور تم میں قرآن کا حافظ کوئی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں ٹھیک ہے
ایمان قرآن میں ہے، مذہب قرآن میں ہے، اسلام قرآن میں ہے، ہر مسئلہ قرآن میں ہے
تو میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ ساری دنیا کی کتابیں جمع کر کے مجھے ایک حدیث
دکھلا دو کہ قرآن اول کے ساتھ ہے یا قرآن ثانی کے ساتھ ہے یا قرآن ثالث
کے ساتھ ہے یا قرآن اعظم کے ساتھ ہے یا قرآن جنیل کے ساتھ ہے یا قرآن شامی
کے ساتھ ہے یا میں دکھاتا ہوں کہ الْقُرْآنُ وَعَلِیَّ وَعَلِیَّ وَعَلِیَّ وَالْقُرْآنُ کَرِیْمٌ
علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہے۔

دین قرآن میں، ایمان قرآن میں اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ صواعق محرقہ
میں یہ حدیث موجود ہے۔ ملا ہے، بی بی اُم سلمہ راوی ہے، نبی کریم کا فرمان
ہے اور میرے مولیٰ کی شان ہے کہ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
الْقُرْآنُ وَعَلِیَّ وَعَلِیَّ وَعَلِیَّ وَالْقُرْآنُ لَا یُفْشِقَانِ حَتّٰی یُرَدَّ عَلٰی الْحَوْضِ
قرآن علی کے ساتھ ہے علی قرآن کے ساتھ ہے۔ حوض کوثر تک قرآن علی سے
علیٰ نہ ہوگا اور علی قرآن سے علیٰ نہ ہوگا۔ جب تک حوض کوثر سے مومنوں کو پانی
پلانا نہیں میں گے اپنے اپنے مقاموں پر نہیں جاتیں گے۔

قرآن کس کے ساتھ ہے؟ علی کے ساتھ۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ
اللّٰهُمَّ اِدْرِ الْحَقَّ حَیْثُ مَا دَارَ عَلِیٌّ کہ یا اللہ! حق کو ادھر پھیر دے جہاں
علی پھر جائے، تو علی جہاں بھی ہوگا حق علی کے ساتھ ہوگا۔ علی اگر بستر رسول پر ہوگا
تو حق علی کے ساتھ۔ علی اگر جنگ صفین میں ہوگا تو حق علی کے ساتھ اور علی اگر جبل میں
ہوگا تو حق علی کے ساتھ۔ اب پتہ چلا کہ علی نہیں پھرتا بلکہ حق علی کے پیچھے
پیچھے پھرتا ہے۔

اب تو حق پہچانا بڑا ہی آسان ہو گیا، اب تو تلاش ہی نہ کرنا پڑا۔ علی کو دیکھو لو کہ علی کہاں کھڑا ہے۔ جنگِ جمل میں، جنگِ صفین میں، نہروان میں، جس طرف علی ہو یا علی کی نسل کا کوئی امام کھڑا ہو حق اسی طرف ہوگا۔ ساری دنیا ایک طرف ہو جائے اور علی ایک طرف تو حق کس کی طرف ہوگا؟ علی کی طرف۔ تو قرآن بھی علی کے ساتھ اور حق بھی علی کے ساتھ۔ اور یہ صحیح بخاری ہے اس کی پہلی جلد میں لکھا ہے کہ جنت بھی علی کے ساتھ ہے ید عوہم الی الجنة و ید عوہہ الی الناس۔ علی کی دعوت جنت کی طرف ہے۔ جس طرف علی ہوگا جنت بھی اسی طرف ہوگی اور جو علی کے مخالف ہوں گے ید عوہم الی الناس۔ نعرہ حیدری قرآن بھی علی کے ساتھ، حق بھی علی کے ساتھ، جنت بھی علی کے ساتھ اور بخاری شریف کی دوسری جلد میں لکھا ہے اللہ بھی علی کے ساتھ ہے ید عوہم الی اللہ محمد بھی علی کے ساتھ۔ تو اب آپ ہی انصاف سے فرمائیں! کہ جب قرآن بھی علی کے ساتھ ہے، حق بھی علی کے ساتھ ہے، اللہ بھی علی کے ساتھ ہے اور محمد بھی علی کے ساتھ تو ہمیں کسی حکیم نے بتایا ہے کہ تم دوسرے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ حق علی کے ساتھ ہے ہمیں حق تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ جہاں علی ہوگا وہاں حق ہوگا۔ کہتے ہیں کہ حق قرآن میں ہے میں کہتا ہوں ٹھیک ہے لیکن قرآن جو علی کے ساتھ ہے۔ ایک مولوی کہنے لگا تم قرآن کا بڑا نام لیتے ہو لیکن تمہارا تو قرآن پر ایمان ہی نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ بڑی مشکل ہو گئی کہ مہارا قرآن پر ایمان نہیں ہے اور تمہارا اس میں نام نہیں ہے۔ وہ کہتے لگا میں سمجھا نہیں، میں نے کہا میں سمجھا دیتا ہوں کہ میں علی کا نام قرآن میں دکھلاتا ہوں تم اپنے بزرگوں کا نام قرآن میں دکھاؤ، میں اپنا وضو قرآن میں دکھلاتا ہوں تم اپنا وضو دکھاؤ۔ میں اپنے مذہب کا نام قرآن میں دکھلاتا ہوں تم اپنے مذہب کا نام قرآن میں دکھاؤ۔ میں تم قرآن میں

دکھاتا ہوں تم منع قرآن میں دکھاؤ۔ میں اپنی نماز قرآن میں دکھاتا ہوں تم اپنی نماز دکھاؤ۔ میں اپنی امامت قرآن میں دکھاتا ہوں تم اپنی امامت دکھاؤ۔ میں اپنی خلافت قرآن میں دکھاتا ہوں تم اپنی خلافت دکھاؤ۔ آخر میں نے کہا میں اسماعیل قرآن میں دکھاتا ہوں تم عبدالتبارک دکھاؤ۔ جیتے میں مناظرہ ہوا تو اس میں مولوی عنایت اللہ ساکنگوی نے کہا کہ۔۔۔

شیعہ کہہ رہے آئے نہیں، اللہ نے فرمائے نہیں، رکھے نہیں لکھائے نہیں

میں نے قرآن کھولا کہا اِنَّ مِنْ شِيعَةِ لَدِيْكَ اَبْرَاهِيْمَ اَيُّك ، هَذَا مِنْ شِيعَتِهِ دُو ، فَاسْتَفَاتَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَةِ تَيْنِ ، ثُمَّ كُنَّا نُوَدِّعُ عَنْ مِنْ كُنْ شِيعَةِ حَارًا ، پھر میں نے صواعقِ محرقہ پکڑی کہا یا علی اَنْتَ وَ شِيعَتُكَ فِي الْجَنَّةِ اَيُّك ، اَنْتَ وَ شِيعَتُكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَاضِيْنَ وَ رَضِيْبِيْنَ دُو ، شِيعَتُنَا عَنْ اِيْمَانِنَا وَ تَمَامِ لِيْنَا تَيْنِ ، اِنَّ هَذَا وَ شِيعَتُكَ لَهُمُ الْفَايُزُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَارًا۔

جب میں نے چار ایمین اور چار حدیثیں پڑھیں تو وہ کھڑے ہو کر سینے پر ہاتھ مار کر کہتا ہے کہ خدا کے فضل سے جو جنت میں جانے والے شیعہ ہیں وہ ہم شیعہ ہیں۔ ایک آدمی اٹھ کر کہنے لگا مولوی صاحب! پھر کتابیں بند کرو اور گھر جاؤ۔ مولوی اسماعیل مسیح سے کہہ رہا ہے میں شیعہ ہوں۔ اب تم بھی کہتے لگ گئے ہو کہ میں بھی شیعہ ہوں تو مناظرہ کرنے کی ضرورت کیل ہے۔

لسن! شیعہ کی شان۔ تفسیر و تفسیر سے پڑھنا ہوں پھٹی جلد سے پڑھتا ہوں صفحہ۔۔۔ سے پڑھتا ہوں، محمد کی زبان سے پڑھتا ہوں، شیعہ ان حیدر کرار کی شان سے پڑھتا ہوں۔ نعرہ حیدری لگائیں شروع کرتا ہوں۔

فرمایا۔۔۔ دربار محمد مصطفیٰ لگا ہوا تھا، شمع نبوت روشن تھی، پروانے قربان ہو رہے تھے۔ فاقبل علی کہ علی دربار میں تشریف لائے، حضور نے اٹھ کر علی کو گلے سے لگایا اور فرمایا:- وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ اِنَّ هَذَا وَ شِيعَتُهُ

لَهُمُ الْقَارِئُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس کے قبضے میں
میں محمد کی جان ہے۔ قیامت کے دن جو بندے جنت کو جانیا لے ہوں گے
نام ان کا شیعہ ہوگا اور امامان کا حیدر کرار ہوگا۔

فرمایا قل لا استلکم علیہ اجرًا الا المودة فی القربیٰ کہ میں تم
سے اور کوئی اجر نہیں مانگتا، صرف میرے قریبیوں کی محبت کرو کیونکہ تمہارا دین
بچ جائیگا، تمہارا ایمان بچ جائے گا، سچ پوچھو تو تمہیں جنت مل جائے گی کیونکہ
جنت کا تقسیم کرنے والا حیدر کرار ہے۔

میں تو سمجھ نہیں سکا، بڑے بڑے علماء کرام کی کتاب میں نے پڑھی ہیں۔
مولانا مودودی کا نام میں بڑے ادب سے لیتا ہوں بہت بڑی شخصیت ہیں اور
بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ وہ اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں کہ شیعوں
سے کوئی پوچھے کہ اگر رسول نے اپنے قریبیوں کی محبت مانگی ہے تو یہ تو کنبہ پروری ہوگی
اب رسول اللہ کیا جواب دیں گے کہ دین لے کے آیا اور آخر میں اپنے قریبیوں کی دوستی
مانگنے لگا۔ میں تو کچھ نہیں کہتا اگر وہ فرمائیں اور اجازت دیں تو میں عرض نہ کر دوں کہ
اگر آپ کو آل محمد کی محبت سے اتنی کنبہ پروری نظر آرہی ہے تو قرآن کی باقی آیتوں کا
کیا جواب دیں گے۔ آپ صلوٰۃ پڑھیں ذرا میں وہ آیتیں پڑھتا ہوں۔

خداوند عالم نے فرمایا:-

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ نُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى
الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ - کہ میں نے
سب سے پہلے آدم کو چنا، پھر نوح کو چنا، پھر آل ابراہیم کو چنا، پھر آل عمران کو
چنا تمام عالمین پر۔

کیوں میرے بھائیو! قرآن میں سورۃ آل عمران ہے یا نہیں؟ سورۃ بقرہ

سے اگلی سورۃ کا نام کیا ہے؟ آل عمران۔ میں تو حافظ نہیں ہوں، یہاں حافظ بھی
پلٹھے ہوں گے خصوصاً حافظ عنایت صاحب تشریف فرما ہیں وہ بہت بڑے
حافظ ہیں وہ جانتے ہیں اور گواہی دیں گے۔

لوگ کہتے ہیں کہ شیعوں میں قرآن کا حافظ ہی کوئی نہیں ہوتا، نہیں شیعوں
میں حافظ بہت ہوتے ہیں، کہتے ہیں نہیں ہوتے۔ میں کہتا ہوں چلو کوئی بات نہیں
آج تک یہی اعتراض ہوتا آیا ہے ناکہ شیعوں کو قرآن نہیں آتا کبھی کسی نے یہ بھی کہا ہے
کہ شیعوں کے اماموں کو قرآن نہیں آتا، حضرت علی کو قرآن نہیں آتا، حسن کو قرآن نہیں آتا
حسین کو قرآن نہیں آتا، نہیں نا، تو پھر دعا کرو کہ خدا کرے کسی گھر کا مرید بے علم ہو
مگر کسی گھر کا پیر بے علم نہ ہو۔ ہمیں قرآن آئے یا نہ آئے مگر ہاتھ اس کے دامن کو ہے
جو ایک رکاب میں قدم رکھ کر قرآن شروع کرتا تھا اور دوسری رکاب میں تب قدم رکھتا
تھا جب سارے قرآن کو ختم کر دیتا تھا۔

مولانا جامی نے شوہد البنوت میں لکھا ہے کہ بروایات صحیح ثابت شدہ
است کہ علی دریک رکاب قدم می نہاد و قرآن را شروع می کرد و در دیگرے
نامی نہاد و قرآن را ختم می کرد۔ کہ علی ایک رکاب میں قدم رکھ کر قرآن شروع کرتا تھا
اور دوسری رکاب میں تب قدم رکھتا تھا جب حیدر سارے قرآن کو ختم کر
دیتا تھا۔

میں نے یہ روایت ایک مولوی صاحب کو سنائی، کہنے لگا غلط، بالکل غلط،
میں نے کہا کیوں؟ کہا کہ اتنی جلدی قرآن ختم ہو ہی نہیں سکتا، میں نے کہا کیوں؟ کہا
کہ ہم سے جو نہیں ہوتا۔ میں نے کہا پھر تو معراج بھی غلط ہے۔ اس نے کہا وہ کیسے؟
میں نے کہا ہمیں جو کوئی نہیں لے جاتا۔ ہم تو تب مانیں جب ایک دو پھیرے ہمیں
بھی پھرا کے لے آئیں۔ اگر یہ صحیح ہے کہ پانی کے قطرے گرتے رہے، بسنت محمد

گرم رہا، حلقہ درہلتا رہا اور آقائے نامدار عرش اعظم سے ہو کر آگیا تو صبر کے بادشاہ کو یہ طاقت ہے کہ آن واحد میں فرش سے عرش تک آجا سکتا ہے تو اس کے وزیر کو یہ طاقت کیوں نہیں کہ الحمد للہ سے والتاس تک کیوں نہیں جا سکتا۔

تو دوسری سورۃ کا نام کیا ہے سورۃ آل عمران، پوچھو مسلمانوں سے کہ اس سورۃ کا نام آل عمران کیوں ہے؟ کہتے ہیں اس میں حضرت مریم کا ذکر ہے اور حضرت عیسیٰ کا ذکر ہے۔ اور مریم بیٹی ہے عمران کی اور عیسیٰ تو اس سے ہے عمران کا۔ عقل کی بات کرو جب عیسیٰ تو اس سے ہے اور مریم کا شوہر کوئی نہیں بغیر شوہر کے پتھر عمران کا نواسہ بن گیا، تو مریم کا ذکر بھی اس میں آگیا، عیسیٰ کا ذکر بھی آگیا اور عمران کا ذکر بھی آگیا، تو تیری عقل میں نہ آیا کہ مریم بیٹی ہے عمران کی، عیسیٰ تو اس سے ہے عمران کا اگر نواسہ کی وجہ سے سورۃ آسکتی ہے تو فاطمہ بیٹی ہے محمد کی، حسنین تو اس سے ہیں محمد کے تو پھر آل محمد کیوں نہیں آسکتے۔

ان الله اصطفى آدم ونوحا و آل ابراهيم و آل عمران الخ
ایک دوسرے کی اولاد چلے آتے ہیں۔ فرماؤ! لفظ اولاد آیا ہے یا نہیں؟ تو پھر اللہ کے بندے! جب بی بی مریم کا ذکر آیا اور حضرت عیسیٰ کا ذکر آیا تو آل عمران سمجھیں آگئی تو میری ادب سے گزارش ہے کہ یہ مباہلہ والی آیت سورۃ آل عمران میں ہے یا کسی اور سورۃ میں۔ خدا نے اسی سورۃ میں فرمایا۔ انہیں انسانوں سے فرمایا جو مریم پر بڑا ناز کرتے تھے ان کو فرمایا فَضَّلْنَا نُوَادُّعِ
اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَاَنْسَاءَنَا وَاَنْسَاءَكُمْ وَاَلْفَسْنَا وَاَلْفَسْنَاكُمْ
فَبَشِّرْهُنَّ بِمَا كُنَّ يَفْعَلْنَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ یہ آیت آل عمران میں ہے یا نہیں؟ اگر موجود ہے تو جب اسی آیت میں ابناء موجود ہے نساء موجود ہے
الفسنا موجود ہے تو تجھے آل محمد ہی سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ فاطمہ بیٹی ہے محمد

کی، حسنین تو اس سے ہیں محمد کے اور علی تو نفس رسول ہے۔

ان الله اصطفى آدم ونوحا و آل ابراهيم و آل عمران۔ فرما!
آدم کے بعد کس کی آل ہے؟ آدم کی، نوح کے بعد نوح کی، ابراہیم کے بعد ابراہیم کی
عمران کے بعد عمران کی، فرمایا الحمد للہ الذی وهب لی الکبیر اسماعیل واسحق
کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے بڑھاپے میں بخش دیئے اسماعیل اور اسحاق، یہ کس نے کہا؟
حضرت ابراہیم نے۔ تو یہ تمہاری بخاری شریف پہلی جلد ص ۴۴ میں کیا ہے؟ نبی کریم فرماتے ہیں کہ کان الذی
يَعُوذُ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَيَقُولُ اِنَّ اَبَاكُمْ اَنَّ يَعْوِذُ بِهَا اسْمَاعِيلُ وَاسْحٰقُ۔
کہ حضور حسنین ہما میں سجدین شریفین کو بلا کر فرماتے تھے کہ اے بیٹا حسن
اور حسنین میں تمہارے لئے وہی دعا پڑھتا ہوں جو میرا بابا ابراہیم پڑھتا تھا اسماعیل
اور اسحاق کے لئے۔ کیونکہ وہ دونوں اس کے بیٹے تھے تم دونوں میرے بیٹے ہو
ابراہیم کی آل اسماعیل اور اسحاق سے چلتی ہے اور محمد کی آل حسنین ہما میں
سے چلتی ہے۔

دروہیں بڑے اضافے ہو گئے ہیں مگر میں کچھ نہیں کہتا۔ مسلمان جب تک
کعبہ کی طرف رہتا ہے۔ تشہد پڑھا، التعمات پڑھا، سارا پڑھ پڑھا کہ کتنا ہے
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَيِيْدٌ مَّجِيْدٌ مَرْمُوْدٌ لِّكُلِّ لٰمٍ۔

روزِ محشر کہ جاں گداز بود

اولیں پرستش نسا ز بود

سب سے پہلے نماز کی پرستش ہوگی، ٹھیک ہے مگر اس کی بھی پرستش

ہوگی یا نہیں کہ درود نماز میں پڑھا ہے یا نہیں؟ اگر پڑھا ہے تو قبول اگر نہیں
پڑھا۔ تو ایسی منہ پر ماری کہ منہ پھر گیا۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ:

يَا أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ حُبُّكُمْ
قَدْ ضُفِّقَ مِنَ اللَّهِ فِي الْقُرْآنِ اشْرَاكُهُ
لَفَنَّاكُمْ مِنْ عَظِيمِ الْفَضْلِ أَنْتُمْ
مَنْ تَمَّ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلَاةَ لَهُ

کہ اے اہل بیت رسول! اللہ نے تمہاری دوستی فرض کر دی ہے۔
فرمایا اور کیا عزت ہو ادا کیا عظمت ہو۔ میں آپ کی اور کیا شان بیان کر دوں کہ بغیر
دُود کے نماز نہیں اور بغیر نماز کے نجات نہیں۔ جو تم پر دُود نہ پڑھے گا اس کی
نماز نہیں ہے۔

آل محمد کی دوستی میں تو کوئی کلام نہیں ہے مگر ذرا پتہ تو کر کہ جو کچھ اللہ
نے چاہا تھا وہ دوستی ہو گئی ہے۔ دوستی کسے کہتے ہیں۔ شیخ سعدی نے فرمایا کہ:

دوست آں باشد کہ گیر دست دوست

در پریشاں حالی و در ماندگی

کہ دوست وہ ہے جو دوست کا ہاتھ پریشانی میں پکڑے۔

دوست مسماہ آں کہ در نعمت زند

لاف یاری و برادر خواندگی

جو دسترخوان پر یار بنے وہ یار نہیں ہے۔ دوست وہ نہیں ہے

جو مشکل کے وقت چھوڑ کر چلا جائے۔ میں آپ کو اس وقت اُحد، بدر یا
خیبر یاد نہیں کرانا چاہتا۔ اگر ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ کسی وقت عرض

کر دوں گا۔ آج صرف یہی پوچھتا ہوں کہ فرماؤ! آل محمد کی یہی موت ہے یہی
دوستی ہے کہ محمد کا بیٹا کربلا کے میدان میں پیاسا کھڑا ہے اور بچیاں رو رہی

ہیں۔ کھڑا ہو کے کیا کہہ رہا ہے ہلکے من کا حصہ یا یزید کے بڑے دوکار
مگر میری کوئی مدد کرو۔ لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ پھر فرمایا ہلکے من مَغِيثِ اَيْتِنَا۔
میری کوئی نصرت نہ کرو میں مظلوم ہوں مظلوم سمجھ کر میری مدد کرو۔ تیسرا فقرہ سید
نیٹھے ہو برداشت نہ کر سکو گے۔ ہلکے من ذاب تَدَابُّبٍ عَنْ حَكِيمِ رَسُولِ اللَّهِ
میری کوئی مدد نہ کرو، میری کوئی فریاد نہ سنو مگر محمد کی بیٹیوں کے پرورے بچاؤ
بتاؤ مومنو! کیا نبی زادوں کے پرورے ننگ گئے۔ میں قربان جاؤں خیمے جل
گئے، لاشیں پامال ہو گئیں، زینب خیمے سے باہر آگئی ایسی باہر آئی کہ کربلا سے
لیکھ یزید کے دربار تک ننگے سر چلی گئی۔

محمد کی بیٹیاں جب قید ہوئیں، شام میں قید ہیں، آدھی رات کا وقت
ہے، داروغہ نے آواز دی قبیلہ! باہر آؤ۔ فرمایا کیوں؟ کہا کہ کون بی بی ہے
جو قید خانے کی دیواروں کے پاس بیٹھ کر روتی ہے۔ امام باہر آئے دیکھا کہ
ایک کالے برفے والی بی بی ہے جو رو رہی ہے۔ فرمایا بھئی باہر آ کر بیٹھ کر کہ
یہ کون بی بی ہے جو رو رہی ہے۔ تمام بیٹیاں گئیں کہا من آنت بی بی! تو کون
ہے غریب حسین کو رونے والی۔ میں مرجاؤں، اس وقت منہ سے نقاب ہٹا کے
کہتی ہے اَنَا فَاطِمَةُ دُتُّ مُحَمَّدٍ۔ زینب میں تیری ماں فاطمہ ہوں۔ کہا
تال! یہاں کیوں رو رہی ہو۔ فرمایا زینب! تو صرف شام میں روتی ہے،
میں کسی کو بلا میں روتی ہوں، کبھی خولی کے تئو پر روتی ہوں، کبھی شام کی دیواروں
کے پاس روتی ہوں، مجھے مسلمانوں نے بہت رلا لیا ہے۔

اب تو میرا دل نہیں چاہتا کہ میں تفریریں کروں یا مناظرے کروں، دل
پر چاہتا ہے کہ جنگ میں شہادت کی کتاب لیکر بیٹھ جاؤں، اس کو پڑھ پڑھ کے
روتا رہوں، بی بی! تو کہاں کہاں رلتی رہی۔

جب محمد کی بیٹیاں شام سے واپس آئیں، مقتل ابی مخنف میں لکھا ہے کہ ایک ماتیوں کا لمبا جلوس تھا، جو بی بی کو مدینہ سے باہر ملا۔ مدینہ کے لوگ ہاشمی محلہ یا حسین کرتا ہوا آیا، ایک جگہ پر ماتم کا جلوس رگ گیا، زینب کہتی ہیں بیٹا سجاد! پتہ کرو یہ ماتی کیوں رگ گئے ہیں چلتے کیوں نہیں، وہ روکے کہتے ہیں بی بی! محلہ بنی ہاشم آگیا ہے، تیرا گھر آگیا ہے، دروازے کھل گئے ہیں۔ زینب روکے فرماتی ہیں کہ میں اجر گئی ہوں میرا کونسا گھر ہے، میرا کوئی گھر نہیں ہے، مجھے سیدھا نانا کے روضے پرے چلو، کہتے ہیں ماتم ہوتا ہوا قبر رسول پر گیا، زینب نے فرمایا اب سارے پیچھے ہٹ جاؤ۔ جب سارے پیچھے ہٹ گئے تو روکے کہتی ہے مَدِينَةٌ جَدِّ نَا لَا تَقْبَلِينَا نَنَا كے مدینے! مجھے قبول نہ کر، نانا! میں تیرے مدینے کے قابل نہیں رہ گئی یہ کہہ کر بی بی نے اپنے برفے سے ایک کونہ باہر نکالا، کہتے ہیں اس کونے میں ایک ہزار نو سو پچاس سوراخ تھے جب قبر کے سامنے کیا تو قبر رسول کانپ گیا گئی، روضہ رسول اہل گیا، کہا نانا! تیری قبر پر کونہ دیکھ کر کانپ گئی ہے، میں وہ زینب ہوں جو لاشیں دیکھ کر آ رہی ہوں۔ آخری فقرہ ہے برداشت نہیں کر سکو گے۔

کہا نانا! یہ دن کا وقت ہے، یہ کونہ حسین کا ہے۔ رات کو آؤں گی، جب کوئی دوسرا نہیں ہوگا، یا تو ہوگا یا میں ہوں گی۔ تمہیں اپنا کونہ اٹھانے کے دکھاؤں گی کہ مسلمانوں نے کیا ظلم کیا ہے اور لاش حسین سے کیسے اٹھی تھی۔

اللعنة الله على الظالمين

مجلس ہفتم

مبلغ اعظم کی آخری تقریر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ۝ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ۝ وَمَنْ یَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّوْدَلْهُ فِیْهَا حُسْنًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝

رسالت! جو کسی چیز کو بناتا ہے جتنا اسے پتہ ہوتا ہے اتنا حضور! کسی اور کو پتہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ چیز اس کے ہاتھوں سے جو بنی ہے اگر ساری کائنات بھی معرفت علی کی کوشش کرے تو نہ کر سکے گی کیونکہ اللہ علی کا بھی خالق ہے، اس لئے جتنا اللہ علی کو جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔

لہذا میں آل محمد کا وہ قصیدہ پڑھتا ہوں جو اللہ نے فرمایا ہے باقی آپ کو پتہ ہے کہ میں ذاکروں کا خیر خواہ ہوں اور ان کا بھی ایک مقام سمجھتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پاس یہ مکان بھی ہوں، آپ کے پاس دولت بھی ہے، آپ کے پاس دنیاوی سہولتیں بھی ہوں لیکن اگر یہ ہوا نہ ہوتو آپ کی موت واقع ہو جائے، نہ مکان کام آئیں گے اور نہ یہ دولت کام آئے گی۔ آپ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ ہوا کو حالانکہ ہم کسی گنتی میں نہیں سمجھتے لیکن اس کے بغیر زندگی محال ہے۔

خدا کے بندے! تیرے دل میں اگر نماز بھی ہو، روزہ بھی ہو، حج بھی ہو لیکن آل محمد کی محبت کی ہوا نہ ہو تو ہر چیز برباد ہو جائے گی۔ جب آپ آگ جلاتے ہیں تو اس کو پھونکیں مارتے ہیں تاکہ آگ تیز ہو جائے، لیکن جو تیرے دل کے اندر آل محمد کی آگ ہے یہ ذاکر کی آواز اس کیلئے پھونک ہے تاکہ وہ تیز ہو جائے۔

ہم مولانا کی فوج کے تین ملازم ہیں مولوی، ذاکر اور ملنگ سب نل کر اپنی اپنی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ آپ لوگ مولانا کے ملازم نہیں ہیں آپ مولانا کی رعایا ہیں۔ رعیت کے اندر نواب بھی ہوتے ہیں۔ زمین دار بھی ہوتے ہیں اور غریب بھی ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں لیکن ہم لوگ ملازم ہیں کوئی تھانے کا، کوئی تحصیل کا، کوئی ضلع کا اور کوئی پورے ملک کا۔

ذاکر کیا کرتے ہیں مولانا کے درد کی حکایت کرتے ہیں **مَعَاذِ كَرْنَا!** مولوی کیا کرتے ہیں، مذہب آل محمد کی حمایت کرنے ہیں اور ملنگ کیا کرتے ہیں، دشمنان آل محمد کی شکایت کرتے ہیں۔ لہذا ہر شخص اپنے اپنے مقام پر ڈیوٹی دے رہا ہے ذاکر اپنے مقام پر، ملنگ اپنے مقام پر اور یہ گلاں اپنے مقام پر۔ ان ذاکروں کو سنا کرو اور تھوڑا سا ہم مولویوں کو بھی سن لیا کرو۔ جہاں شادی ہوتی ہے وہاں بہت انتظام ہوتا ہے۔ دیکھیں کپتی ہیں، ڈھول، باجے، توایاں اور جو بھی رنگ رنگ ہے وہ سب کچھ ہوتا ہے۔ اب ایمان کی بات کرو کہ دیکھیں بھی ہوں، ڈھول باجے بھی ہوں، خورد و نوش بھی ہو، اگر ان میں ایک مولوی نکاح پڑھنے والا نہ ہو تو بتائیے! شادی بنتی ہے، جو حرام کو حلال کرتا ہے۔ اگر مولوی نہ ہو اور ایسے ہی لے آئے تو پھر نکاح نہیں بنتا کچھ اور بنتا ہے اس لئے ہم مولویوں کو بھی سن لیا کرو۔

مجھے اپنی قوم کا پتہ ہے اگر ذاکر ایک قصیدہ پڑھے تو سارے مومن فرمائش شروع کر دیتے ہیں کہ ذاکر صاحب ایک قصیدہ اور پڑھو! لیکن اگر کوئی مولوی دو چار آیتیں زیادہ پڑھ دے تو مومن حاضری ماننا شروع کر دیتے ہیں کہ یا غازی عباس! بٹھا اس مولوی کو ہم تیری حاضری دیں گے۔

آل محمد کے ملنے کے تین رکن ہیں۔ پہلا اہل بیت کی امامت پر ایمان لانا، دوسرا اہل بیت کی محبت کو واجب سمجھنا اور تیسرا اہل بیت کے دشمنوں سے بیزار ہو جانا۔ جو آل محمد کی امامت پر ایمان نہیں لایا، جس نے آل محمد کی محبت کو واجب نہیں سمجھا اور جو اہل بیت کے دشمنوں سے بیزار نہ ہوا یا تو وہ آل محمد کو ماننا نہیں یا پھر ماننا جانتا نہیں۔

میں آل محمد کی محبت کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ آواز آئی قل میرا حبیب! کہہ دے، اعلان کر دے کہ دین میرا ہے، قرآن میرا ہے، اسلام میرا ہے، نظام میرا ہے، پروگرام میرا ہے، شریعت میری ہے محنت میری ہے، رسالت میری ہے تمہارا حصہ نہیں ہے۔ **قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا** کہ اس شریعت کا، اس قرآن کا، اس اسلام کا، اس نظام کا اس پروگرام کا میں کوئی اجر نہیں مانگتا۔ **اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰنِ** آل محمد کی محبت مانگتا ہوں۔ نعرہ جیدری

میں ماننا ہوں قرآن بڑی دولت ہے، اسلام بڑی دولت ہے، محمد کی شفاعت بڑی دولت ہے، اللہ کی توجید بڑی دولت ہے، رسالت بڑی دولت ہے۔ اب قرآن سے فیصلہ کریں کہ یہ ساری چیزیں ایک طرف اور آل محمد کی محبت ایک طرف۔

اگر ایک آدمی لاہور سے قرآن مجید لے آئے اور گلیوں میں بیچتا

پھرے ، بیچتے رہتے ہیں نا اور کہتے ہیں کہ ”قرآن شریف ، قاعدے ، سپارے کتابیں لے لو۔“ جب وہ قرآن کھول کر بیچ رہا ہو اور ایک آدمی وہاں سے ایک قرآن چوری کر کے گھر لے جائے اور اپنی ماں کو کہے کہ اتنا! پڑھو! میں آپ کے لئے قرآن لایا ہوں۔ ایمان سے کہو کہ ان کا سارا خاندان اس قرآن کو پڑھے جس کی قیمت نہیں دی ، اجر نہیں دیا ، ساری زندگی یہ پڑھتے رہیں تو کیا جائز ہے ؟ کوئی اس کا فائدہ ہوگا ؟ نہیں نا۔ تو خدا کے بندے ! جو لاہور سے قرآن لیکر آئے اگر اس کی قیمت نہ دے تو اس کی تلاوت جائز نہیں ہے تو جو عرش سے قرآن لایا ہو ، اس کی اجرت نہ دے تو اس کی تلاوت کیسے جائز ہو سکتی ہے۔ نعرہ جیدری

أَدْرَأَى قُلٌّ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا مِثْلَ حَبِيبٍ !

ان لوگوں سے کہہ دے ، میری طرف سے اعلان کر دے کہ میں اور کچھ نہیں مانگتا سب کچھ میرا ہے ، مسلمان تمہیں میں نے کیا ، تم بے دین تھے دیندار میں نے کیا ، میں اب دُنیا سے جا رہا ہوں صرف اپنے قریبیوں کی محبت مانگتا ہوں۔

کیوں دوستو! سارے بیٹھے ہو بھی کسی کی سمجھ میں بات آتی ہے کہ اصل جھگڑا کیا ہے۔ میں تمہیں سمجھا دیتا ہوں۔ میں تو ان باتوں کا وکیل ہوں۔ جھگڑا زیادہ نہیں ہے ، نمازیں سارے پڑھتے ہیں ، روزے سارے رکھتے ہیں ، لیکن جھگڑا صرف اجرت کا ہے۔ اگر ایک راج مسجد بنائے جب تک وہ بناتا رہے تم اس کی تعریف کرتے رہو ، واہ واہ ، سبحان اللہ ! کیسا اچھا کام کرتا ہے۔ کتنی صفائی سے کام کرتا ہے اور جب وہ مسجد بنا کے فارغ ہو جائے اور آپ کو کہے کہ چوہدری صاحب ! ملک صاحب ! شاہ صاحب ! تشریف لائیں ذرا

مختور! اس حساب کتاب کر لیں میری اجرت دیں ، اور آپ کہیں کہ جاؤ جا ، ہم تمہیں کتنا اچھا سمجھتے تھے ، آخر میں پیسے مانگنا شروع کر دیئے ہیں ، آخر کینہ نکلا تاں اور تم اس کو فٹھے دیکر باہر نکال دو ، ایمان سے بتاؤ! سارا شہر اس مسجد میں نماز پڑھے بتاؤ نماز جائز ہوتی ہے۔ جب ایک مسجد کی اجرت نہ دیں تو نماز نہیں ہوتی اور یہ شریعت جو ہے اس کی اجرت نہ دو تو تمہاری نمازیں کیسی ، روزے کیسے ، حج کیسا ، زکوٰۃ کیسی۔

اب تمہاری سمجھ میں بات آگئی ہوگی۔ میں جتنا مولوی ہوں ، جتنی کتابیں ہیں نے پڑھی ہیں اگر میں اس قسم کا وعظ کرتا کہ پڑھو نمازاں نے رکھو روزے تو سارے مولوی میرے ساتھ بہتے۔

اب بتاؤ! یہ مولوی میرے ساتھ عداوت کیوں کرتے ہیں اور ملنگ محبت کیوں کرتے ہیں ، میں بتاؤں ؟ اس لئے کہ میرا اور ملنگ کی محبت کا مرکز ایک ہے۔ اے بھی عٹلی سے محبت ہے مجھے بھی جیدر گزار سے محبت ہے۔

ہماری محبت آل محمد سے ہے ، بات ہی ختم ہو جاتی ہے۔ دُنیا میں دو مذہب ہیں ایک ہمارے بھائیوں کا اور ایک ہمارا۔ ہمارا مذہب اہل بیت کا مذہب ہے اور ہمارے بھائیوں کا مذہب صحابہ کرام کا مذہب ہے۔ اصحاب بنتا ہے صحبت کے ساتھ اور آل بنتی ہے قرابت کے ساتھ۔ اب آؤ! ذرا قرآن سے پوچھ لیں کہ وہ صحبت کی محبت مانگ رہا ہے یا قرابت کی محبت مانگ رہا ہے۔ یہ میری کہنا میں ہیں جب میں قرآن اُٹھانا ہوں تو تمہیں پتہ چل جاتا ہے کہ میں نے قرآن اُٹھا یا ہے عام کتاب نہیں اُٹھائی۔ جب ایک طرف اصحاب بیٹھے ہیں اور ایک طرف اہل بیت بیٹھے ہیں اور جب خالق نے قرابت کی آواز دی ہے تو تمہیں پتہ نہ چل گیا کہ صحبت کسے کہتے ہیں۔ نہیں سمجھ آئی ، اور سنو!

ہمارا اور ان کا آل اور اصحاب کا فرق ہے۔ اصحاب صحبت سے نکلا ہے صحبت کے معنی ہیں ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ لگ جانا، جیسے پگڑی میرے سر پر ہے لیکن مصائب پڑتے وقت اس کو اتار دیتا ہوں، گرتے بھی اتر سکتا ہے، جوتا بھی اتر سکتا ہے مگر یہ بتائیں کہ ہاتھ کیوں نہیں اترتے کان، ناک اور سر کیوں نہیں اترتے، اس لئے کہ ہم شکم مادر سے لیکر آئے ہیں۔ لیکن یہ کپڑے کیوں اترتے ہیں؟ گرمیوں میں کپڑے اور سردیوں میں کپڑے اور۔ معاف کرنا! بچپن میں اور جوانی میں اور، کپڑے بدلتے رہتے ہیں لیکن یہ اعضاء نہیں بدلتے اس لئے کہ کپڑے بن کے ساتھ لگتے ہیں اور آنکھ، کان، ناک جسم کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں، تو بابا! اصحاب وہ ہوتے ہیں جو کلمہ پڑھ کے ساتھ ملتے ہیں اور اہل بیت نہ ہوتے ہیں جو محمد سے پیدا ہوتے ہیں۔

صحبت والے اور قرابت والے۔ اور ہیں۔

آواز آئی قل لا اسئلكم عليه اجرا۔ اس اسلام کا، اس قرآن کا میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا صرف اپنے قریبیوں کی محبت مانگتا ہوں مولوی کہتا ہے کہ مولوی اسماعیل مولوی ہو کر ملتگوں سے محبت کرتا ہے، حالانکہ وہ شراب پیتے ہیں، مہنگ پیتے ہیں نشے کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں مولوی صاحب! تم بھی سچے ہو تمہاری نظر شریعت پر ہے لیکن میری نظر محبت پر بھی ہے، شریعت ظاہر میں ہے محبت دل میں ہے۔ اگر دل کی حرکت صحیح ہے تو سارا بدن صحیح ہے، اگر یہ حرکت ختم ہوگئی تو مردہ سمجھو۔ جب کوئی ایک آدمی مر گیا تو اس کی لاش آئی۔ عورتیں بیٹھ کر اس کو کہتی ہیں کہ خدا کا شکر ادا کر کہ اس کی آنکھ بچ گئی ہے، کان بچ گئے ہیں۔ بھٹی جب مڑھی گیا تو کان آنکھ

کے بچنے کا کیا فائدہ؟ اور خدا کے بندے! جب تیرے دل سے آل محمد کی محبت ہی نکل گئی جو روح ہے تو نماز پڑھنے کا کیا فائدہ اور تیرے روزوں کا کیا فائدہ۔

میری بہت خدمات ہیں۔ میں نے ہر جگہ خدمت کی ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ میں نہ قصیدہ پڑھ سکتا ہوں نہ دوپٹہ۔ میری صرف یہ ڈیوٹی ہے کہ قرآن سے آل محمد کا مذہب ثابت کروں۔ ان مولویوں کو کہو کہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میری زندگی میں جتنے مسئلے پوچھنے ہیں پوچھ لو۔ ماتم پوچھ لو کہاں لکھا ہوا ہے، زنجیر فی کہاں لکھی ہوئی ہے میری زندگی میں مجھ سے پوچھ لو میں اجازت دیتا ہوں۔ یہ دعویٰ بہت بڑا ہے۔ یہ میرا حق نہیں تھا کیونکہ یہ دعویٰ میرے مولا کا ہے کہ سَمَوْتِي قَبْلَ اَنْ تَقْعُدَ رُفِي۔ لیکن میرے مولا کا دعویٰ نبیوں کے سامنے تھا، ولیوں کے سامنے تھا، فرشتوں کے سامنے تھا، غوث کے سامنے تھا، قطب کے سامنے تھا۔ مگر میرا دعویٰ ان کے سامنے نہیں ہے میرا دعویٰ ان ملاؤں کے سامنے ہے کہ مولوی جی! جو چاہو پوچھ لو۔

خدا تمہیں آباد و شاد رکھے، اب تمہیں تصور اس محبت کا ثواب بتا دوں تاکہ آپ کو اجازت دوں اور زیادہ تنگ نہ کروں اور ذاکروں کو بھی وقت دوں۔ خدا اس محبت کا ثواب بیان فرماتا ہے وَ مَنْ يَخْتَرِفْ حَسَنَةً خَيْرُ دُنْيَا فِيهَا حَسَنًا۔ جو آل محمد کی محبت کریں گے اگر ان کی نیکیاں کم ہوں گی تو نیکیاں زیادہ کر دوں گا۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ گناہ معاف ہو گئے، مومن جانے لگے، عرش سے آواز آئی مومن! تیرا شکر یہ، میری طرف سے شکر یہ، ملائکہ کی طرف سے شکر یہ، تو نے ان سے محبت کی جن سے کسی نے محبت نہ کی۔

قیامت کا دن آئے گا تو تمہیں آل محمد کی محبت کا پتہ چل جائے گا۔ قیامت کا دن جب آئے گا تو میزان لگے گی، نیکیوں کا وزن ہوگا۔ جتنی نمازیں، روزے

جج ، زکوٰۃ میں ہوں گی ، ان کو سر پر اٹھا کر لوگ اس ترازو کے ارد گرد پھریں گے کہ شاید ہمیں بھی بلا لیں لیکن قرآن مجید فرماتا ہے فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا۔ کہ جن لوگوں نے آل محمد سے محبت نہیں کی ہم نے ان کی نیکیاں تولنی ہی نہیں ہیں کیونکہ جب خریدنی ہی نہیں تو تولنی کیوں ہیں۔

(یہاں پر ماتم کے متعلق سوال ہوا) میں تو تمہارا خادم ہوں ، ایک مولوی نے کہا کہ یہ جو تم آگ پر ماتم کرتے ہو یہ روز نیوں کا کام ہے۔ میں نے کہا یہ امتحان ہو رہا ہے ، اختلاف فرماتا ہے يَا نَاسُ كُفُوِيْ بَرِّدَا وَسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ جب حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تو عرش سے آواز آئی کہ اے آگ ! ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا۔ بس ہم یہی بتاتے ہیں کہ آگ مومنوں پر ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور منافقوں پر گرم ہو جاتی ہے۔

یہ قرآن کی آیت ہے یا نہیں ؟ حضرت ابراہیم پر آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی یا نہیں ؟ کیا اس پر پانی ڈالا گیا تھا ؟ خود بخود ٹھنڈی ہو گئی تھی نا۔ تو آپ کو پتہ نہ چل گیا کہ خدا کا قانون ہے کہ مومنوں پر آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور منافقوں پر گرم ہو جاتی ہے۔ با و اصد احسبن نے ماتم کر لیا ، چالیس من لکڑیاں جلا کر ماتم کر لیا ، سیال شریف والا پیرا گیا کہ یہ چرسی ہیں بھنگ نوش ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ صاحب ! انہوں نے چالیس من لکڑیاں جلا کر ماتم کیا ہے تم پانچ سیر جلا کر داخل ہو جاؤ میں مان جاؤں گا۔

میں عرض کر رہا تھا جب قیامت کا دن آئے گا تو ساری دنیا اپنی اپنی نیکیاں لے کر جائیگی تو جبرائیل کہے گا یا اللہ ! یہ لوگ مجبور کرتے ہیں کہ ہماری نمازوں کا وزن کرو۔ فرمایا بیشک وزن کرو لیکن وَ قِصْوَهُمْ اَتَمُّهُمْ مَسُوْهُنَّ نُوْنِ کہ ان کو کھڑے کر دو ، نمازیں ان کے سر پر رکھو ، ان سے سوال کرو ، اگر سوال کا جواب

آجائے تو قول لوورنہ واپس کر دو۔ عرش سے آواز آئی اَتَمُّهُمْ مَسُوْهُنَّ نُوْنِ وَلَا يٰۤاٰتِيْ عِلِّيُّنَ ابْنِ اٰبِيْ حَلٰبٍ (صواعق محرقہ ص) ان سے علی کی ولایت پوچھو جو علیؑ دُنِيَ اللّٰهِ کے قائل ہیں ان کی نیکیاں تول لو باقی جب یعنی ہی نہیں ہیں تو تولنی کیوں ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ میں نے بغیر اس کے نماز لینی ہی نہیں اور یہ علیؑ دُنِيَ اللّٰهِ کا انکار کر کے نمازیں اٹھاتے پھرتے ہیں۔

پھر پوچھا جائے گا يَوْمَ خُذُوا كُلَّ اَنْفَسٍ بِمَا كَسَبَتْ کہ تمہارا امام کون ہے۔ جب امام کا نام لیا تو آواز آئے گی کہ اس کی تو اپنی کسی نے نہیں تولیں تمہاری کون تولے گا۔ ہمارے شیعہ علیؑ کے ملنگ ، حیدر گڑا کے نعرے لگانے والے ، محبت کے مظاہرے کرنے والے ، جب قیامت کے دن میزان کے پاس جائیں گے تو میزان کے ایک طرف امام ہوگا اور دوسری طرف شیطان ہوگا۔ نیکیاں تول جائیں گی۔ اگر نیکیاں کم ہوں گی تو شیطان کہے گا کہ یہ میرا ہے ، تو انا کہے گا مٹھہر جاؤ ! یہ علیؑ کا محب ہے ، حسن بن کا در سینے میں ہے میں کیسے جہنم میں جانے دوں۔ وہ کہے گا اس کی نیکیاں کم ہیں ، آواز آئے گی میری نیکیاں لے کر اس کی نیکیاں پوری کر دو اور داخل بہشت کر دو آواز آئے گی یا علیؑ ! آپ کی نیکیوں کے لاکھوں انبار ہیں کون سے انبار کو ہاتھ لگائیں۔ فرمایا باقی میرے سارے انبار بند رکھو صرف ایک انبار کھولو صَوَّبَتْ عَلٰى يَوْمَ الْحُجَّةِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ۔

میں ان ملاؤں کو نہیں مانتا مقام محبت اور ہے۔ لو دیکھو یہ قرآن ہے حضرت یوسفؑ مصر کا بادشاہ ہے ، مصر میں خشک سالی ہو گئی ، دنیا زویرات اور سونے کے گندم لینے جاتی تھی اور حضرت یعقوبؑ کے بیٹے نہ ان کے پاس سونا اور نہ چاندی ، صرف اون وغیرہ لے گئے ، جیسے چونگی والے پوچھتے ہیں کہ تم کہاں

سے آتے ہو، تمہارے پاس کیا سامان ہے۔ اسی طرح ان سے بھی پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اتنی اون ہے، یہ یہ چیز لے کر آتے ہیں۔ کہا تم کون ہو؟ کہا میں یہود اہوں، یہود ابن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم۔ میں قربان جاؤں لکھا ہے کہ جب حضرت یوسفؑ کے سامنے وہ تحریر پیش ہوئی اور پڑھی گئی۔ پڑھنے والے نے جب یہود ابن یعقوب کا نام لیا تو آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ کہا اس کو ایک مرتبہ پھر پڑھو، اس نے پھر پڑھا، فوراً کھڑے ہو گئے، فرمایا ان کے لئے اچھے انتظامات کرو، ان کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ کیوں مسلمان! لوگ سونے کر گئے، تاج پہن کر گئے، کسی کو گندم بلیتی ہے کسی کو نہیں لیکن ان کی عزت ہو رہی ہے۔ گندم مل رہی ہے۔ اب ذرا بتاؤ یہاں دولت کی قدر ہو رہی ہے یا محبت کی قدر ہو رہی ہے۔ قیامت کے دن علیؑ کا تخت لگا ہوا ہوگا جب مثل پیش ہوگی کہ یہ فلاں ہے بھدار حمید رہے، سو گوارا صبیح ہے تو اگر انا خود اٹھ کے جنت کی پرچی نہ دے تو مجھے مبلغ نہ کہنا۔

فضائل علیؑ کے آخری فقرے ہیں، یہ تو آل محمدؑ کی محبت کا ثواب ہے۔ یہ جو دوسرے بزرگوں کی محبت کر کے دنیا سے گئے ہیں اگر کہو تو ان کی محبت کا ثواب بھی عرض کر دوں۔ قرآن سے پڑھنا ہے اپنی طرف سے تو بنا نا نہیں۔ دیکھو سُوْرَةُ عَلِيٍّ هِيَ رَاحًا أَخَذَتْهُ مِنْ دُونَ اللَّهِ أَدْتَانَا - جنہوں نے باطل سے محبت کی، تجارتیں بنا لیں، سو داگری بنالی۔ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ - عزیزوں سے محبت کرنے والے سو داگری کر کے گئے، عزت کر کے گئے تو قیامت کے دن ایک دوسرے کو کہیں گے کہ تم نے مجھے کافر بنایا تھا، تم نے ہم سے غیروں کی محبت کرائی تھی۔ خدا فرماتا ہے دوسرا ثواب يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ - وہ ایک دوسرے پر لعنت کریں گے کہ

او لعنتی! میں تو تیرے پیچھے جاتا ہی نہیں تھا تو زبردستی مجھے لے گیا تھا تیسرا ثواب وَمَا وَالِكُمُ النَّاسَ - تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ وَمَا لَكُمْ مِنْ خَاصِيْنٍ اور مددگار کوئی نہیں ہوگا۔

ہم علیؑ سے اس لئے محبت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ حُبِّ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ - علیؑ کی محبت عبادت ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ذابا کہ اَلنَّظْرُ الرَّائِي وَجْهَ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ - کہ علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔ پھر حضور کو خیال آیا کہ ہر آدمی علیؑ کی زیارت نہیں کر سکے گا۔ جو علیؑ سے زلمے میں نہیں ہوں گے وہ تو اس عبادت سے محروم رہ جائیں گے۔ تو حضور نے ہماری سہولت کے لئے فرمایا کہ جو علیؑ کا چہرہ نہ دیکھ سکے ذَكَرْتُ عَلِيًّا عِبَادَةٌ کہ عَسَىٰ كَاذِرًا عِبَادَتٍ هِيَ - ایک دفعہ نعرہ حیدری لگالینا بھی اللہ کی عبادت ہے۔

پھر حضور نے سوچا کہ ہر جگہ علیؑ کا نام بھی کوئی نہیں لینے دے گا۔ اس وقت فرمایا جو علیؑ کا نام نہ لے سکیں حُبِّ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ کہ علیؑ کی دل میں محبت رکھ لینا بھی اللہ کی عبادت ہے۔ حضور کا مقصد یہ تھا کہ نہ کسی مومن کی آنکھ نور علیؑ سے خالی رہے نہ کسی مومن کی زبان ذکر علیؑ سے خالی رہے اور نہ کسی مومن کا دل حُبِّ عَلِيٍّ سے خالی رہے۔

اب ذرا مجھے ایمان سے بتاؤ! کہ جس آنکھ میں نور علیؑ ہو، جس زبان پر ذکر علیؑ ہو اور جس دل میں حُبِّ عَلِيٍّ ہو کیا ایسا بندہ جہنم میں جاسکتا ہے؟ نہیں نا تو جب ایسا مومن جس کی آنکھ میں نور علیؑ ہوگا، جس کی زبان پر ذکر علیؑ ہوگا جس کے دل میں حُبِّ عَلِيٍّ ہوگی وہ جہنم کی پل سے گزرے گا تو جہنم کی آواز آئے گی کہ جَزَاءُ مَوْمِنٍ جَانًا تَوَسَّاتِكَ اَطْفَىٰ خَائِسِيٍّ کہ اے مومن!

جلدی سے گذر جا کہ تیرے نور نے میری آگ بجھا رکھی ہے۔

ریاض النضرہ میں لکھا ہے بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ میرے بابا جب بھی میرے گھر تشریف لاتے تو علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھتے رہتے۔ میں نے پوچھا بابا! آپ جب بھی میرے گھر آتے ہیں تو علیؑ کی طرف دیکھتے رہتے ہیں کیا بات ہے؟ تو فرمایا بیٹی! تمہیں پتہ نہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ۔ کہ علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔ فرمایا جب میں اپنے گھر ہوتا ہوں تو قرآن صامت کی تلاوت کرتا ہوں اور جب تیرے گھر آتا ہوں تو قرآن ناطق کی تلاوت کرتا ہوں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنی تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ تین چیزوں کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔

اَلنَّظَرُ اِلٰی الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ۔ اَلنَّظَرُ اِلٰی الْمُصْحَفِ عِبَادَةٌ۔ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ۔ کہ کعبہ کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے، قرآن کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے اور حیدر گرا کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔

اگر آدمی کعبہ کا طواف نہ بھی کرے صرف کعبے کی طرف دیکھتا رہے تو عبادت ہوتی رہے گی، قرآن کو اگر نہ بھی پڑھے صرف سطروں کو دیکھتا رہے عبادت ہوتی رہے گی اور علیؑ سے کوئی مسئلہ پوچھے یا نہ پوچھے صرف علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھتا رہے تو عبادت ہوتی رہے گی۔

فرمایا کیوں عبادت ہے؟ اس لئے کہ ان تینوں چیزوں پر اللہ کا نور برستا ہے۔ کعبہ کی چھت پر اللہ کا نور برستا ہے، قرآن کی سطروں پر اللہ کا نور برستا ہے اور حیدر گرا کے چہرے پر اللہ کا نور برستا ہے۔ جب کعبہ کی چھت

پر اللہ کا نور برسا تو وہ بیت اللہ ہو گیا اور جب قرآن کی سطروں پر اللہ کا نور برسا تو وہ کلام اللہ ہو گیا۔ پھر یوں کیوں نہ کہہ دوں کہ جب حیدر گرا کے چہرے پر اللہ کا نور برسا تو وہ وجہ اللہ ہو گیا۔

آپ کو پتہ ہے کہ ایک مرتبہ پاکستان میں کعبہ کا غلاف تیار ہوا تھا اور اس کو تمام پاکستان میں پھرایا گیا تھا کہ دیکھو! اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت ہے کعبہ کے غلاف کو دیکھنے کے لئے لوگ آئے، کئی آدمی پاؤں کے نیچے آکر گر گئے کہ کیا ہو رہا ہے؟ کعبہ کے غلاف کی زیارت ہو رہی ہے۔ تمام مولویوں نے فتوے دے دیئے تھے کہ یہ کعبہ کا غلاف ہے اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ کپڑا پاکستان کا ہے، دھاگہ پاکستان کا کارخانہ پاکستان کا، کاریگر پاکستان کے۔ ابھی یہ سمندر سے پار ہوا نہیں، ابھی یہ کعبے سے لمس ہوا نہیں تو اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت کیسے ہو گئی؟ کہتے ہیں سچی نیت جو ہو گئی کہ یہ کعبے کا غلاف ہے۔ جب نیت ہو گئی کہ یہ کعبے کا غلاف ہے تو اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت ہو گئی۔ تو میں کہتا ہوں کہ جب ایک معمولی سے کپڑے پر یہ نیت ہو جائے کہ یہ کعبے کا غلاف ہے اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت ہو جاتی ہے تو جس گھوڑے پر نیت کر لی جائے کہ یہ گھوڑا حسین کا ہے تو اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت کیوں نہیں ہوتی؟

بس عزیز و ختم کردوں دو فقرے مصائب کے پڑھوں۔ ساری زندگی گذر گئی، رقعے آتے رہے اور سارے ہی پو پھتے رہے کہ مولوی صاحب! اپنیٹا کہاں لکھا ہے لیکن آج تک کسی نے یہ نہ پوچھا کہ زینب کو ٹوٹنا کہاں لکھا ہے، بعد شہادت حسینؑ کے پانچ سال تک سادات کے گھروں میں آگ نہیں جلی، پانچ سال تک علم نبی ہاشم سے کسی نے دھواں نکلتے نہیں دیکھا، پانچ سال تک سیدانیاں ماتم

کرتی رہیں۔

سادات کے گھر میں چار عزا خانے تھے۔ پہلا حضرت عباس کی ماں کا، دوسرا حضرت مسلم کی بہنوں کا، تیسرا سکینہ کی ماں کا اور چوتھا اُبڑی زینب کا، کہتے ہیں جب زینب نے صفِ ماتم بچپانی تو مستورات رونے لگیں۔ زینب نے ایک ہاتھی عورت سے کہا کہ جا کر صفری کو کہو کہ بھو بھی زینب کہتی ہے اور مل کر صلیوں کا ماتم کر لیں۔ وہ عورت کہتی ہے کہ جب میں گئی تو کیا دیکھا کہ چھوٹی چھوٹی سنہلیوں کو اکٹھا کر کے صفری ماتم کر رہی ہے۔ میں نے کان میں جا کر کہا صفری! تیری بھو بھی کہتی ہے کہ میرے ساتھ آکر ماتم کرو۔ صفری نے کہا بھو بھی سے کہو کہ پہلے میں کوئی تمہارے ساتھ ماتم کرتی تھی، پہلے بھی بابا کو اکیلے روٹی تھی اب بھی اکیلے رو لیا کرو گی۔

عزادارو! صفری کب سے ماتم کر رہی ہے، جب حسین کا قافلہ مدینہ سے چلنے لگا تو حسین صفری کو ساتھ نہیں لے جانا چاہتے تھے۔ عورتوں کو کہا گیا کہ صفری کے ساتھ کوئی بات نہ کرنا صرف اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی چلی جاؤ۔ جب سب بیبیاں چلی گئیں تو آخر میں صفری نے زینب کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ بھو بھی اماں! تم بتاؤ یا نہ بتاؤ لیکن مجھے پتہ ہے کہ میرے بابا کا گھر اُجڑ رہا ہے۔ فرمایا صفری! مجھے کیسے پتہ ہے کہ تیرے بابا کا گھر اُجڑ رہا ہے۔ کہا بھو بھی اماں! میں بیمار ہوں، ساری ساری رات مجھے نیند نہیں آتی۔ میں ہر روز دیکھتی ہوں کہ جب رات کا پھیلا پہر ہوتا ہے تو آسمان کی طرف سے ایک کالے برفے والی بی بی آتی ہے اگر مکان کی چھت پر بیٹھ کر روتی ہے۔

طور بربادی کا معلوم مجھے ہوتا ہے

روز کوئی اس گھر میں پھیلے پہر روتا ہے

زینب اپنے مہائی کے پاس آئی، کہا بھیا! سب نے سفارش کی ہے لیکن میں نے سفارش نہیں کی آج سفارش کرتی ہوں کہ صفری بیمار ہے ہمارے بعد یہ اکیلے مر جائے گی اس کو ساتھ کیوں نہیں لے چلتے۔ میں آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہونے دوں گی۔ میں اس کی دیکھ بھال کرتی جاؤں گی۔ فرمایا زینب! مجھے مجبور نہ کریں مجبور ہوں۔ کیونکہ باقی میری بیٹیاں کوئی تیری شکل کی ہے کوئی میری شکل کی ہے اور کوئی بابا کی شکل کی ہے لیکن صفری کی شکل ماں نہ ہر کی شکل ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری ماں کی شکل شام کے بازاروں اور درباروں میں ملتی پھرے۔

بس عزیزو! آخری فقرہ۔ میں تمہاری قوم کا مشہور مبلغ ہوں۔ جب میں مرحاؤں تو میری کتابیں یاد نہ رکھتا، میرے مناظرے یاد نہ رکھتا مگر میری دو وصیتیں یاد رکھنا "ایک نوحہ حسین نہ بھولنا دوسری چادر زینب نہ بھولنا جب دسویں محرم آئے تو گھر میں آرام سے نہ بیٹھنا۔ سر سے پگڑی اتارو، پاؤں سے جوتے اتارو جہاں تعزیر جا رہا ہو کندھا دیکر کہنا محمد کے بیٹے! تیرا جنازہ اٹھانے آیا ہوں کیونکہ تو تین دن تک کہ بلا کی گرم ریت پر پڑا رہا۔ بیسیو! سارا سال زینت کرو لیکن جب محرم کا چاند نکل آئے تو کوئی زینت نہ کرو، سردی میں تیل نہ ڈالو کیونکہ زینب رُل گئی ہے۔ بلکہ سر میں ہٹی ڈال کر کہو کہ زینب! تیرے کھلے بالوں کا بڑا ارمان ہے کہ تو محمد کی بیٹی ہو کر درباروں اور بازاروں میں ملتی رہی

اللعنة الله على الظالمين

ولایت



يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ه

حضرات! یہ جو آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے قرآن مجید کے چھٹے پارے سورۃ المائدہ کی آیت ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ ولایت کو بیان فرمایا ہے۔ اسی لئے میں آج کی محفل میں آپ کے سامنے ولایت جناب امیر پڑھتا ہوں، اعلانِ خلافت کی تشہیر پڑھتا ہوں، واقعہ خم غدیر پڑھتا ہوں، مستانِ ولا کے لئے جامِ مٹے غدیر کی تاثیر پڑھتا ہوں یعنی آج کی محفل میں یا ایہا الرسول بلیغ کی تفسیر پڑھتا ہوں۔ نعرہ حیدری لگائیں شروع کرتا ہوں۔

میرا خالق فرماتا ہے یا ایہا الرسول بلیغ ما انزل الیک من ربک اے میرے رسول خاص! وہ چیز پہنچا جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف نازل کی گئی۔ وان لم تفعل فما بلیغت رسالته اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو

تو نے رسالت ہی نہیں پہنچائی واللہ یعصمک من الناس۔ اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا۔ ان الله لا يهدي القوم الكافرين۔ تحقیق اللہ قوم کافر کو ہدایت نہیں کرتا۔ تیرہ سال قرآن مکے میں اترا، دس سال قرآن مدینے میں اترا، نماز اتر چکی، روزہ اتر چکا، حج اتر چکا، تمام احکام اتر چکے۔ اب وہ مسئلہ کونسا ہے جس کیلئے محمدؐ کو کہا جا رہا ہے کہ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو تو نے میری رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا۔

اس آیت کے چار جملے ہیں پہلا جملہ۔ کہ اے میرے رسول! وہ چیز پہنچا جو تیری طرف نازل کی گئی ہے۔ دوسرا جملہ۔ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو سمجھ لینا کہ تو نے میرا کوئی کام ہی نہیں کیا تیسرا جملہ۔ اور اللہ تجھ کو لوگوں سے بچالیکا۔ اور پچوٹھا جملہ۔ تحقیق اللہ قوم کافر کو ہدایت نہیں کرتا۔ اب پتہ یہ کونسا ہے کہ وہ رسول کون ہے جس کو اس مسئلہ کے پہنچانے کا حکم ہو رہا ہے اور وہ مسئلہ کیا ہے جس کے نہ پہنچنے سے اتنا بڑا نقصان ہوگا، وہ بندے کون ہیں جن سے اللہ بچانے کا وعدہ کر رہا ہے اور وہ کافر کون ہیں جن کو ہدایت نہیں ہوگی۔

خدا کے بندے! جنگ بدر ہو چکی، احد ہو چکی، خندق ہو چکی، خیبر ہو چکی، مرتبہ سرچکا، عنتر کی مٹی پلید ہو گئی، ابو جہل واصل جہنم ہو گیا، ابو لہب کی خاک اڑ گئی، عبداللہ بن ابی ریحان المنافقین تباہ و برباد ہو گیا، اس کے وقت تباہ و برباد ہو گئے وہ نامراد بندے کون ہیں جن سے بچانے کا وعدہ ہو رہا ہے واللہ یعصمک من الناس وہ ناس کون ہیں جو وہ ان کا۔ ستیا ناس۔ خدا فرماتا ہے میرے حبیب! تو تبلیغ کر لیکن اللہ نے ان کو ہدایت نہیں کرنی۔ میں کہتا ہوں یا اللہ! جب تو نے لوگوں کو ہدایت ہی نہیں کرنی تو خواہ مخواہ رسول کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔

اگر آپ کہیں کہ مولوی صاحب! آپ مجلس پڑھیں لیکن ہم نے ماننا نہیں تو

میں نہ پوچھوں گا کہ جب تم نے میری بات مانتی ہی نہیں ہے تو مجھے مجلس پڑھانے کی کیا ضرورت ہے آپ گھر تشریف لے جائیں۔

میں مجلس پڑھنے کے لئے گھڑا ہوں تو آپ کہیں کہ مولوی صاحب! آپ بے فکر ہو کر مجلس پڑھیں ان لوگوں کا فکر نہ کریں، تو میں نہ سمجھ جاؤں گا کہ اس مجلس میں سارے مومن نہیں ہیں کچھ دوسرے بھی ہیں۔ تو جب اللہ نے فرمایا کہ میرے رسول! تو تبلیغ کر لیکن ان لوگوں کا خیال نہ کرنا، تو رسول کو پتہ نہ چل گیا ہو گا کہ ابھی سارے مومن نہیں ہوئے ابھی نامراد کچھ باقی رہتے ہیں۔ میرے خالق نے فرمایا وہ بندے کیسے ہیں جن کو ہدایت نہیں کرنی۔ فرمایا کَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔ کہ اللہ کیسے ہدایت کرے اس قوم کو جو کافر ہو گئی ایمان لانے کے بعد، رسول کا کلمہ پڑھ کے مکرے رسول کے معجزے دیکھ کے مکرے، فرمایا یہ کافر نہیں یہ ظالم ہیں جو غیروں کا حق لینا چاہتے ہیں۔

ایک آدمی حکیم اجمل خان کے پاس علاج کے لئے گیا کہ حکیم صاحب! مجھے یہ بیماری ہے تو حکیم صاحب نے دوا لکھ دی۔ جب اس نے دیکھا تو کہا کہ یہ دوا تو میں بہت استعمال کر چکا ہوں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کہا اچھا اور عہ دیتا ہوں۔ جب وہ نسخہ دیکھا تو کہا کہ یہ دوا تو میں نے پچھلے سال ہی تھی تو حکیم صاحب نے کہا جلد کوئی بات نہیں اور لکھ دیتا ہوں۔ جب بیسرا نسخہ لکھا تو پھر اس نے دیکھ کر کہا کہ یہ دوا تو میں ابھی راستے میں استعمال کرنا آیا ہوں مجھے تو کوئی فائدہ نظر نہیں آیا۔ تو حکیم صاحب نے کہا کہ نامراد! پھر تو اپنے گھر جا تو میری ساری دکان پی بیٹھا ہے میں تیرا کیا علاج کروں۔ خدا فرماتا ہے میرے پاس بھی تین چیزیں

تھیں، ایک ایمان لانا، دوسرا رسول کا کلمہ پڑھوانا، تیسرا رسول کے معجزے دکھلانا۔ جب یہ تینوں چیزیں مفہم کر گئے ہیں تو اب میں ان کو ہدایت کیسے کروں۔

پہلے مقولہ یہ پتہ کر لیں کہ وہ بندے کون ہیں جن سے بچانے کا وعدہ ہو رہا ہے۔ ان بندوں کے نام تو مجھے بھی معلوم نہیں کیونکہ اللہ نے جو نہیں بتائے لیکن اللہ نشاندہی کرتا ہے پہچان تو لے۔ پہلا پارہ کھول، دوسرا رکوع کھول میرا خالق فرماتا ہے:-

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ
وَمَا يَدْعُونَ اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ

کئی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور قیامت کے دن پر۔ لیکن خدا فرماتا ہے وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ کہ وہ مومن نہیں ہیں، وہ سچارے تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں لیکن اللہ فرماتا ہے یہ نامراد ابھی مومن نہیں ہوئے۔

يَخْدَعُونَ اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ آمَنُوا۔ یہ بات کہہ کر وہ اللہ اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ لیکن اللہ فرماتا ہے یہ ان کی غلطی ہے وہ ہمیں دھوکہ نہیں دیتے وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں لیکن اس بات کا شعور نہیں رکھتے۔ وہ ایسا

کیوں کرتے ہیں اس لئے کہ فی قلوبہم مَرَضٌ کہ ان کے دلوں میں بیماریاں ہیں فَرَادَاهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَهَذَا قُرْآنٌ سُنْتَهُ هِيَ ان کی بیماریاں بڑھتی جاتی ہیں اللہ نے ان کو کیا فرمایا ہے؟ مَرِيضٌ۔ رسول کے لئے فرمایا لَيْسَ وَالْقُرْآنِ

الحکمین کہ میرا حبیب حکیم ہے۔ بندے ہو گئے مریض اور حضور ہو گئے حکیم۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب حضور کو علم تھا کہ ان میں کئی لوگ اچھے نہیں ہیں تو ان کو اپنے پاس کیوں بیٹھنے دیا۔ میں پوچھتا ہوں کہ نبی تو ہو گیا حکیم اور لوگ ہو گئے مریض، آج تک

کبھی کسی نے سنا ہے کہ کوئی ڈاکٹر یا حکیم ہسپتال کے دروازے پر ڈنڈاے کر کھڑا ہو کہ میں نے مریض کی چارپائی اندر نہیں آنے دینی۔ خدا کے بندے! وہ تو دعائیں مانگتا ہے کہ کوئی نہ کوئی مریض آجائے اس میں اعتراض کی کون سی بات ہے وہ لوگ بھی اسی طرح بیٹھ گئے۔ حضور نے فرمایا کہ میں انہیں ابھی نہیں نکالوں گا۔ یہ لوگ میرا وعظ سنتے رہیں، قرآن پڑھتے رہیں، حج کرتے رہیں، نمازیں پڑھتے رہیں، من کنت مولا سنتے رہیں، علی کا ہاتھ پکڑنا دیکھتے رہیں، بیچ بیچ بھی کریں اگر پھر بھی مگر جائیں تو قوموا عتی کہہ کر دربار سے نکال دوں گا ایسے نہیں نکالوں گا۔

کئی مریض لا علاج ہوتے ہیں اور کئی مریض ہسپتال میں مر بھی جاتے ہیں، جب کوئی مریض ہسپتال میں مر جاتا ہے تو ڈاکٹر اعلان کرتا ہے کہ اگر اس کا کوئی وارث ہو تو لے جا کر دفن کر دو۔ اگر کسی کا وارث ہوا تو لے جاتے ہیں باعزت کفن دفن کرتے ہیں اور اگر کوئی بے وارث ہو تو اس کو ہسپتال کے کسی کونے میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ فدا ل شخص ہسپتال میں دفن ہے تو کیا یہ کوئی فضیلت اور فخر کی بات ہے۔ نہیں بابا! یہ فخر کی بات نہیں ہے بلکہ ہسپتال میں بے وارث دفن ہوتے ہیں وارثوں والا دفن نہیں ہوتا۔ صلوٰۃ دی چھل آوے میں عرض کرواں۔

میں عرض کر رہا تھا کہ خدا فرماتا ہے وہ ہمیں نہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ آگے ارشاد ہوتا ہے وَ إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم زمین میں فساد نہ کرو، لڑائی نہ کرو، جنگ و جدل نہ کرو تو وہ کہتے ہیں ہم تو بڑے مصلح ہیں، ہم تو بڑے نیک ہیں، ہم تو بڑے مؤدب ہیں۔ وَ إِذَا لَقِبُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنُوا وَإِنَّا لَنَجِلُوا

وَالَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَجِدُونَ جب وہ مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ان کے ساتھ ٹھٹھہ مٹھل کر رہے تھے۔

میرا خالق فرماتا ہے پتہ ہے ان کی مثال کیسی ہے۔ میری روایاں سن قرآن خوانیاں سن۔ فرمایا۔ مَثَلَهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ان کی مثال ایسی ہے جیسے آگ روشن ہوئی اس کے ارد گرد روشنی ہو گئی آگ بجھ گئی تو اندھیرا چھا گیا۔ اسی طرح وہ رسول کا وعظ سنتے ہیں، رسول کے معجزے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں سبحان اللہ اور جب گھر جاتے ہیں تو صفائیاں۔

ان کی دوسری مثال کیا ہے فرمایا۔ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَسَاعُدٌ وَقُبُقٌ يَّجْعَلُونَ اصْلَاحَهُمْ فِي اِذَا نَجَّاهُم مِّنَ الضَّلَالَةِ حَدَّثَنَا الْمُؤْتَبِرُ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ۔

ان کی دوسری مثال ایسی ہے جیسے اندھیرا ہوتا ہے آسمان سے بجلی چمکتی ہے، روشنی بھجاتی ہے تو ایک دو قدم اٹھاتے ہیں، جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو پھر رک جاتے ہیں۔ فرمایا کبھی کبھی ان کے دلوں میں چمکیں پڑتی ہیں لیکن اکثر اندھیرا ہی رہتا ہے۔

اللہ فرماتا ہے، مثالیں تو ان کی بہت ہیں لیکن قسمیں ان کی تین ہیں صُمٌّ بُكْمٌ عُمًى فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ فرمایا صُمٌّ کانوں سے بہرے ہیں، میرا محبوب! چاہے جتنے مرضی اُوپے خطبے پڑھا انہوں نے سنا نہیں۔ بِكُمْ مِنْهُ سے گونگے ہیں خواہ لاکھ دفعہ من کنت مولا کہہ، انہوں نے سنی کی گواہی دینی نہیں

عُمِّيْ اَنْكُهول سے اندھے ہیں، میرا محبوب! خواہ بازو پکڑ کر دیکھا
انہوں نے دیکھنا نہیں۔

اب صرف دو مسئلے آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ رسول کون
ہے جس کو حکم ہو رہا ہے اور وہ مسئلہ کیا ہے جس کے پہچانے کا حکم ہو رہا ہے۔
دنیا کہتی ہے ہمارا نبی چالیس سال کے بعد نبی ہوا ہے، یاد رکھو! میں
اس نبی کو نبی نہیں مانتا جو چالیس سال کے بعد نبی بنے۔ ہمارا نبی عالم ازل سے
نبی ہے۔ آ! میری روایاں سن قرآن خوانیاں سن!

میرا خالق فرماتا ہے:-

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنٰكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ
تَسْمَعُوْنَ كَلِمَةَ رَسُوْلٍ مِّنْكُمْ ثُمَّ يَصُدُّوْنَ عَنْهَا قَالُوْا اِنْ كُنْتُمْ
رَاٰوْنَ اٰيَاتِنَا فَاصْبِرُوْا اِنَّ كُنْتُمْ لَبٰرِئِيْنَ
وَ اَخَذْتُكُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اٰصْرِيْ قَالُوْا اَتَوْسِرًا نَّا قَالِ فَاَسْمَعُوْا
وَ اِنَّا مَعَكُمْ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ فَمَنْ كُوْنِيْ لِبَعْدِ ذٰلِكَ فَاُوْلٰئِكَ
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

فرمایا اس وقت کو یاد کرو جب زمین و آسمان بنے نہ تھے، تمس و قمر کے چراغ جلے نہ تھے
دنیا آباد نہ تھی، شاد نہ تھی۔ میں وعدے لے رہا تھا نبی وعدے لے رہے تھے کہ تمہارے
بعد ایک نبی آئے گا اس پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا۔ اگر تم پھر گئے تو
یاد رکھنا مومنوں سے نام کاٹ کر فاسقوں میں لکھ دوں گا۔ اس آیت نے ثابت
کر دیا کہ باقی نبی امتوں کے نبی تھے اور محمد نبیوں کا نبی ہے۔

جب حضرت ابراہیم کا زمانہ آیا تو کعبہ بنا کر مکان سجا کر اللہ سے دعا کی۔
سَرِيْنَا وَ اَبْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

میں کعبہ بنا بیٹھا، مکان سجا بیٹھا، وہ رسول جس نے میرے بعد آئے ہیں گروہ میرے
اس نے ہوئے کعبے میں آجائے تو تیری بڑی مہربانی ہوگی۔

جب حضرت موسیٰ کا زمانہ آیا تو اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ الَّذِيْ اٰتٰى
الَّذِيْ يَجِدُوْا وَ ذٰلِكَ مَكْتُوْبًا عَلَيْهِمْ فِيْ التَّوْرٰةِ وَ الْاِنْجِيْلِ يٰۤاٰمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ
وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لِقَوْمِ الطَّيِّبٰتِ وَ يَحْرِمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰىثٰتِ
کہ میرے رسول کا نام تورات بھی تھا اور انجیل بھی تھا۔

جب حضرت عیسیٰ کا زمانہ آیا، وَ اِذْ قَالَ عِيْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ لِبَنِيْ اِسْرٰٓئِيْلَ
اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَ مُبَشِّرًا
بِرَسُوْلٍ يَّآتِيْ مِنْ بَعْدِيْ اَسْمٰءُ اَحْمَدُ حضرت عیسیٰ نے بشارت دی کہ اے
بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں اور میں تورات کی تصدیق
کرنے والا ہوں اور میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام ہوگا "احمد" علامہ احمد
نہیں ہوگا۔

میرے اللہ نے فرمایا۔ اے وہ میرے رسول! جس کو میں نے عالم ازل
میں رسول کہا، اے وہ میرے رسول! جس کو ابراہیم کی دعائیں میں نے رسول کہا
اے وہ میرے رسول! جس کو موسیٰ کی تورات میں میں نے رسول کہا، اے وہ
میرے رسول! جس کو عیسیٰ کی بشارت میں میں نے رسول کہا، اے وہ میرے رسول!
جس کو کلمہ طیبہ میں میں نے رسول کہا، اب وہ چیز پہنچا جو تیری طرف نازل
کی گئی ہے۔

اَلَيْسُوْا بِاَرِهَ كَهُوْلِ سُوْرَةِ اٰتْرَابِ كَهُوْلِ اٰخِرًا فَرَمٰتَا هٗ۔ وَ اِذْ
اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوحٍ وَ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى
عِيْسٰى ابْنِ مَرْيَمَ وَ اَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا عَلِيْظًا لِّيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ

عَنْ صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا

فرمایا اے میرے محبوب! اس وقت کو یا کہ جب میں نے نبیوں سے تیرے لئے وعدہ لیا تھا اور تجھ سے بھی وعدہ لیا تھا۔ اب ذرا بتا کہ نبیوں سے تو محمد کی رسالت کا وعدہ لیا گیا تھا لیکن محمد سے کس کا وعدہ لیا جا رہا ہے۔

تو تفسیر فتح القدیر سے پڑھتا ہوں ۵۶۵ سے پڑھتا ہوں، دوسری جلد سے پڑھتا ہوں۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا لَقِيَ عَلِيٌّ عَهْدَ رَسُولِ اللَّهِ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ إِنَّ عَلِيًّا مَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ۔

عبداللہ بن مسعود کہتا ہے کہ ہم رسول خدا کے گانے میں اس آیت کے ساتھ یہ بھی پڑھتے تھے اِنَّ عَلِيًّا مَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ کہ علیؑ مومنوں کا سردار ہے۔ تو آج پتہ چلا کہ تمام نبیوں سے محمد کا وعدہ لیا گیا تھا اور محمد سے حیدر کرار کا وعدہ لیا گیا تھا کہ تم حیدر کی منادی کرو۔

جب آخری حج کر کے حضور واپس آ رہے تھے تو مقام غدیر خم پر جو لوگ ساتھ تھے ان کو روک لیا گیا جو آگے نکل گئے تھے ان کو واپس بلایا اور جو پیچھے رہ گئے تھے ان کا انتظار فرمایا، جب تمام جمع ہو گئے تو پلانوں کا منبر بنایا، کیا فرمایا۔

مشکوٰۃ شریف سے پڑھتا ہوں، ۵۶۵ سے پڑھتا ہوں، پانچویں سطر سے پڑھتا ہوں، بائیں جانب سے پڑھتا ہوں، باب مناقب علی سے پڑھتا ہوں، نبی کریم کے فرمان سے پڑھتا ہوں، خم غدیر کے میدان سے پڑھتا ہوں، مولا علی کی شان سے پڑھتا ہوں، نعرہ حیدری گا میں شروع کرتا ہوں آپ کے سلسلے

فرمایا۔

عَنِ الْبَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ لَمَّا نَزَلَ بَعْدَ رِحْمٍ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ الْمَسْمُومُ لَعَلَّمُونَ أَيْ اَوْلَى بِلِكُلِّ مُؤْمِنٍ

مِنْ نَفْسِهِ قَالُوا بَلَى قَالَ اللَّهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاكَ فَعَلَيْتُ مَوْلَاكَ۔ فرمایا جس کا میں مولا ہوں اُس کا حیدر کرار مولا ہے۔

جب علی کا ہاتھ پکڑے مَن كُنْتُ مَوْلَاكَ کہا تو آواز قدرت الٰہی میرے محبوب! ایسے نہیں کچھ ہاتھوں سے بھی کر کے دکھا۔ مسند ابو طیبہ اسی سے پڑھتا ہوں، ۲۳۳ سے پڑھتا ہوں، حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے تبرکات کا مندرجہ منگایا کھول کر اس سے ایک پگڑی نکالی عَنِ عَلِيٍّ عَمَّ مَنِ رَسُولُ اللَّهِ يَوْمَ غَدِيرِ خُمْرٍ مَوْلَى عَلِيٍّ فرماتے ہیں کہ غدیر خم پر رسول خدا میرے سر پر پگڑی کے بیچ آپ باندھ رہے تھے جب آخری بیچ باندھ رہے تھے تو عرشِ اعظم سے آواز آئی اَيُّوْمَ اكْتَلَمْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِيْنًا کہ میں نے آج دین مکمل کر دیا اور نعمت پوری کر دی۔ تو خدا کے بندے! اِنَّ اِلَهَ اللّٰهِ وَاِلَهَ دِيْنِي هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَ فِيَّ مِنْ نَفْسِي وَرَزَقَنِي مِنْ عَشْرَةِ سَمَوَاتٍ وَهُوَ عَلِيٌّ ابْنُ اَبِي طَالِبٍ۔ جب علیؑ دِلِّي اللّٰهُ اَجَلْتُمْ ورنہ کامل نہیں ہوتا۔

کہتے ہیں مولا کے معنی وہ نہیں ہیں جو تم کہتے ہو، میں کہتا ہوں جھگڑا کیسا پتہ کرو کہ حضور کس معنی میں مولا ہیں جس معنی میں حضور مولا ہوئے اسی معنی میں علی بھی مولا ہوں گے۔ بخاری شریف ص۔ پہلی جلد صفحہ نمبر ۳۲۳

حضرت ابو ہریرہ راوی۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَوْلَى فِيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اِقْرَبُ وَاِنَّ شَتْمَ النَّبِيِّ اَوْ لِيْ يَأْتِي الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَاتِيْمًا مِّمَّنْ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْيَبْرَثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوْا وَ مَنْ تَرَكَ دِيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَلْيَا رَبِّيْ فَاَنَا مَوْلَاكَ۔ جب کوئی آدمی فوت ہو جانا، لوگ آتے کہ یہ رسول اللہ! آپ اس کا جنازہ

پڑھادیں، تو رسولِ کریمؐ پوچھتے کہ مرنے والے کے ذمہ کوئی قرضہ ہے؟ اگر کوئی کہتا کہ ہاں ہے تو حضورؐ فرماتے کہ اس کا جنازہ تم خود پڑھ لو۔ جب کہتے کہ اس کے ذمہ قرضہ نہیں ہے تو اس کا جنازہ پڑھ دیتے۔ لیکن جب تنگی فسخ ہو گئیں اور مال حج ہو گیا تو حضورؐ نے اعلان فرمادیا کہ اب اگر کوئی آدمی فوت ہو جائے تو اس کا جنازہ میں پڑھ دوں گا، اس کا قرضہ میں ادا کر دوں گا۔ فانا مولانا کیونکہ میں اس کا مولا ہوں ساری زندگی فرماتے رہے میں مولا ہوں لیکن جب اس دنیا سے تشریف لے جانے لگے تو فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوا کرتا تھا آج کے بعد اس کا علیؑ مولا ہوگا۔

نعت میں مولا کے معنی دیکھو۔ دیکھو! مولوی اسماعیل پڑھ رہا ہے۔ میری تحقیق کی داد دینا۔ بخاری شریف جلد دوم ص ۶۴۳ کتاب التفسیر سے پڑھتا ہوں کہ الْوَالِيَّةُ مَفْتُوحَةٌ مَصْدُوقٌ الْوَالِيَّةُ بِرُوحِهِ الرَّبُّوَالِيَّةُ وَ اِذَا كُنْتُمْ الْوَالِيَّةُ الْوَالِيَّةُ الْوَالِيَّةُ۔ ولایت کے دو معنی ہیں یا واؤ کی زبر سے ہے یا واؤ کی زیر سے ہے۔ اگر ولایت واؤ کی زبر سے ہو تو اس کے معنی ہیں رب ہونے کے اور اگر واؤ کی زیر سے ہو تو اس کے معنی امیر المؤمنین ہونے کے ہیں۔ ایک رب معنی ہیں، ایک امیر المؤمنین معنی ہیں۔ علیؑ کو یارب مان کے نصیری سو جا یا علیؑ کو امیر المؤمنین مان کر شیعہ ہو جا تیسرا تو کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔

کہتے ہیں جی! تم کلمہ میں علیؑ و علیؑ اللہ کیوں پڑھتے ہو، قرآن میں دکھاؤ کہاں لکھا ہے۔ میں کہتا ہوں چشم مارو شن دل ناشار۔ پہلے ذرا تم بتاؤ آپ جو ہر روز پانچ مرتبہ اذان پڑھتے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر یہ کہاں لکھی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں رسولِ کریمؐ نے فرمائی۔ چھ کلمے پڑھتے ہو کس پارے میں ہیں کہ رسولِ کریمؐ نے فرمائے۔ سبحانک اللہم و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جَدُّک و لا اللہ غیرک۔ کس پارے میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا، میں

کہتا ہوں کہ اتنا کچھ جو تمہیں رسول خداؐ فرمائے اگر میں حضور اسماعیؑ و علیؑ بتائے گئے تو تمہیں کیا تکلیف ہو رہی ہے۔

تو یاد رکھو! اگر قرآن میں انما وليکم اللہ کی آیت نہ ہوتی اور محمدؐ کی زبان پر من کنت مولا کی روایت نہ ہوتی تو میں علیؑ و علیؑ اللہ پڑھنے کی ضرورت نہ ہوتی، انما وليکم اللہ کی آیت نے اور من کنت مولا کی روایت نے ہمیں علیؑ و علیؑ اللہ پڑھا دیا۔ بابا! صرف ہمیں ہی نہیں بڑے بڑے بزرگوں سے سچے سچے کہوا دیا۔

کہتے ہیں نبوت دکھاؤ کہاں لکھا ہے۔ اچھا سن شفاء قاضی عیاض کے ص ۱۳۸ سے پڑھتا ہوں۔ عَنِ ابْنِ الْحَمْرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لَنَا أُسْرِي فِي رَأِي السَّمَاءِ إِذَا عَلَى الْعَرْشِ مَكْتُوبٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ آيَةٌ لِيَعْلَمَ بَيْنَ أَهْلِ طَابِئٍ - حضورؐ فرماتے ہیں جب میں معراج کی رات عرشِ اعظم پر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عرش پر لکھا ہوا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الخ میں نے عرض کی یا اللہ! لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تیری توحید ہے مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ میری رسالت ہے یہ میرے بھائی علیؑ کا نام کیوں لکھا ہوا ہے۔ آواز آئی اے میرے محبوب! ٹھیک ہے توحید میری ہے، رسالت تیری ہے لیکن جب تک یہ مدد دے لے نہ آئے نہ توحید رہتی ہے نہ رسالت رہتی ہے۔

پھر کہتے ہیں علیؑ کا نام تو آگیا ہے لیکن علیؑ و علیؑ اللہ تو نہیں آیا، تو پھر سن! مقتل نوازمی جلد دوم ص ۱۸۱ سے پڑھتا ہوں۔ عَنِ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلِيٌّ بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوبٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَ عَلِيٌّ وَ عَلِيٌّ اللہ حضورؐ فرماتے ہیں جب میں معراج کی رات عرش پر گیا تو جنت کے دروازے پر کیا دیکھتا ہوں کہ تین سطریں لکھی ہوئی ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَلِيٌّ

ولی اللہ - نعرہ جیدری -

بابا! تو توہمتا تھا کہ جس مکان پر عتیٰ ولی اللہ لکھا ہو وہ شیعوں کا مکان ہوتا ہے، جس مسجد پر لکھا ہو وہ شیعوں کی مسجد تو اب جنت کے دروازے پر بھی عتیٰ ولی اللہ لکھا ہے۔ اب بتا! جنت شیعوں کا ہے یا غیروں کا ہے۔
لوگوں کو عتیٰ ولی اللہ سے بڑی ضد ہے۔ ایک مرتبہ میں منگمری گیا وہاں امام بارگاہ کے اوپر مسجد ہے۔ نماز کا وقت ہوا میں بھی نماز کے لئے مسجد میں چلا گیا تو ایک مولوی صاحب بھی اذان سن کر تشریف لے آئے، وضو کرنا شروع کیا، مؤذن نے کہا اللہ اکبر، ہاتھوں پر پانی ڈالا، وضو کرتا رہا، ابھی وہ منہ پر پانی ڈال رہا تھا کہ مؤذن نے کہا اَشْهَدُ اَنْ عَلِيًّا وَوَلِيَّ اللّٰهِ تُوْمُوْلُوْیْ کہتا ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ جوتے بغل میں دباتے اور باہر جانے لگا میں نے کہا مولوی صاحب! آپ آئے بھی اور جا بھی رہے ہیں نماز کیوں نہیں پڑھی، کہتے لگا یہ مسجد کوئی نماز کے قابل ہے؟ میں نے کہا اگر مرمت کی ضرورت ہو تو بتا دو کرا دیں گے۔ کہتے لگا نہیں مسجد تو اچھی ہے لیکن یہ اذان میں عتیٰ ولی اللہ کیوں پڑھتے ہو۔ میں نے کہا صرف تمہیں نکالنے کے لئے کہ عتیٰ والا آئے اور دوسرا ————— جلے۔

جب سے میں نے کتابوں میں پڑھ لے نا۔ کہ جنت کے دروازے پر عتیٰ ولی اللہ لکھا ہو گا تو مجھے ان مولویوں کی بڑی فکر ہے جو عتیٰ ولی اللہ کو اچھا نہیں سمجھتے۔ جب ایسے ہی مولوی غلطی سے جنت کے دروازے پر جائیں گے اور جنت کے دروازے پر دیکھیں گے عتیٰ ولی اللہ لکھا ہوا تو ایک دوسرے کو کہیں گے مولوی نظام دین صاحب! مولوی نور دین صاحب! ادائیں چلو یہ جنت نہیں یہ تو کوئی شیعوں کا امام بارگاہ معلوم ہوتا ہے۔

ایک مولوی کہنے لگا تم ولی ولی بڑا کہتے ہو لیکن آج تک شیعوں میں تو کوئی ولی ہوا ہی نہیں۔ میں نے کہا چلو بات ہی ختم ہو گئی آج تک دنیا میں جتنے ولی ہوئے ہیں اگر علیؑ کو لے کر لے ہوئے ہیں تو ہمیں دے دو اگر اور کسی کا نام لیکر ہوئے ہیں تو تم لے لو۔

کسی نے خواجہ نظام الدین اولیاء سے پوچھا کہ خواجہ صاحب! آپ کو بھی دنیا ولی کہتی ہے اور علیؑ کو بھی ولی کہتی ہے، آپ کے اور علیؑ کے ولی ہونے میں کیا فرق ہے؟ تو خواجہ صاحب نے فرمایا تو مجھے ہے یا زمیندار؟ کہنے لگا حضور! میں تو مٹی ہوں۔ کہا تو دلنے گندم کے کھاتے ہیں یا اور کسی چیز کے؟ کہا گندم کے، تو فرمایا یہ بتا! کہ تیرے گندم کھانے اور سرداروں کے گندم کھانے میں کیا فرق ہے۔ کہا خواجہ صاحب! سرداروں کی اپنی گندم ہوتی ہے ہم ان سے لے کر کھاتے ہیں، تو خواجہ صاحب نے فرمایا او عقل کے اندھے! تمہیں اب بھی پتہ نہیں چلا کہ علیؑ خود مالک ولایت ہے میں گدا کر رہا ہوں جیدر کے دروازے سے۔

میں ایک دفعہ شہباز قلندر کے دربار سیوں شریف گیا۔ دروازے پر گیا دیکھا لکھا تھا۔

سرگروہے تمام رندانم
ہادی سا لکای عرفانم

کہیں تمام رندانوں کا سربراہ ہوں اور تمام سالکوں کا رہنما ہوں۔

میں نے پوچھا قلندر صاحب! یہ مرتباً پوچھا کہاں سے مل گیا۔ فرمایا۔

کہ سب کوئے شیر بزدانم

کہیں علیؑ کے دروازے کا کتا جو ہو گیا ہوں۔

پھر میں نے پوچھا قلندر صاحب! مجھے یہ پتہ تو چل گیا ہے کہ آپ کو تمام مرتبہ علی کے دروازے سے ملے ہیں لیکن یہ بتائیں! کہ آپ کا مذہب کیا ہے کیا آپ شیعہ ہیں، سنی ہیں، شافعی ہیں، حنبلی ہیں، دیوبندی ہیں، چکرالوی ہیں، نقشبندی ہیں آپ کا مذہب کیا ہے۔ فرمایا نہ میں شیعہ ہوں نہ سنی ہوں بلکہ

حیدریم قلندر مہتمم
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

مولانا شفاء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری کی دوسری جلد میں فرماتے ہیں
مَا يَبْلَغُ أَحَدٌ مِنَ الْأَمْحَةِ السَّابِقَةِ بِدَسْمَا حِجَةِ الْأَوْلِيَاءِ إِلَّا يَبْتَسِطُ
رُوحَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَمَا أَنَّ الْأَمْتُونَ كَوَجْهُ رُوحِ - آج تک پہلی اُمتوں میں
بھی کوئی ولی نہیں بن سکا۔ جب تک حیدر کرار کی رُوح نے مدد نہیں کی کوئی
ولی نہیں بن سکا۔

حضرت علی نے اپنی زندگی میں بڑے ولی بنائے ہیں لیکن حسین نے میدان
کر بلا میں صرف شب عاشور بہتر ولی بنا دیئے۔ رسول کے بھی ولی تھے حسین کے بھی ولی
تھے۔ لیکن رسول اور حسین کے ولیوں میں بڑا فرق ہے۔ رسول کہتے تھے مجھے چھوڑ کر جاؤ
لیکن حسین شب عاشور فرماتے ہیں کہ ان کو تم سے دشمنی نہیں ہے مجھ سے ہے لہذا تم
چلے جاؤ لیکن نہیں جاتے بلکہ کہتے تھے کہ ہم آپ کے قدموں میں اپنی جانیں قربان کر
دیں گے۔ ہر آدمی چاہتا تھا کہ میں پہلے میدان میں جاؤں لیکن ایک سستی ایسی ہے جس کو
حسین میدان میں جانے کی اجازت نہیں دیتے وہ مولانا غازی عباسؑ ہے۔

لیکن جب سکینہ بیالہ لیکر حضرت عباسؑ کے پاس آئی کہ بچھا! اب پیاس
برداشت نہیں ہوتی ایک گھونٹ پانی لاکے دے دو تو عباسؑ کا دل بے چین ہو گیا
زہیر ابن قین نے کہا کہ عباسؑ! آج میں نہیں ایک حدیث سناؤں، تو جناب عباسؑ

نے فرمایا کہ زہیر! یہ حدیثیں سننے کا وقت نہیں ہے۔ نہ میرے کہا کہ میں اس وقت
کا واقف ہوں جب حضرت امیر المؤمنینؑ نے جناب ام البنین سے شادی کی خواہش
کی تو عقیل سے کہا کہ میری شادی ایسی جگہ کرو جو بہادر و خاندان ہو۔ بہادر خاندان کی
لڑکی تلاش کرو، تاکہ اللہ مجھے ایک بچہ عطا فرمائے جو حسین کی مصیبت کے وقت
اس کی مدد کرے۔ جب جناب عباسؑ نے یہ سنا تو روگئے کھڑے ہو گئے اور فرمایا
زہیر! تو نے ایسے وقت جوش دلا دیا، اسی حالت میں عباسؑ حسین کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور عرض کی مولاً! اب مجھ سے برداشت نہیں ہونا کہ عباسؑ زندہ ہوا اور سکینہ
پیالہ لئے کھڑی ہو۔ مجھے اب اجازت دیجئے تاکہ سکینہ کے لئے پانی لے آؤں۔ تو
حسینؑ نے فرمایا عباسؑ! تم نہ جاؤ تم تو میری فوج کے علمدار ہو۔ کہا مولاً! جب فوج ہی نہ
رہی تو علمداری کس کی کروں گا۔

بس عزیزو! جناب عباسؑ کے مشکیزہ لیا، لکھا ہے کہ مقابلہ کر کے
نہر کے کنارے پہنچ گئے پانی کے اندر قدم رکھ دیا، جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عباسؑ
نے پانی پی لیا تھا بالکل غلط ہے۔ تمام تاریخوں میں لکھا ہے کہ عباسؑ نے پانی کا چلو بھرا
اور کہا عباسؑ! تیرے ہاتھ پانی تک پہنچ گئے ہیں اور سکینہ پیاسی پھر رہی ہے۔ پانی
پھینکا اور خشک لب ہی دیا سے باہر آگئے۔ دس ہزار آدمیوں نے حملہ کیا، کہا
کہ پانی خیموں تک نہ پہنچنے پائے۔ ادھر عباسؑ کی کوشش تھی کہ کسی طرح پانی سکینہ تک
پہنچ جائے۔ ایک ظالم نے چھپ کر وار کیا ایک بازو قلم ہو گیا۔ سموڑی دیر کے بعد
دوسرا بازو قلم ہوا تو مشکیزہ دانتوں سے پکڑا، آواز دی سکینہ! میں پانی لے آ
رہا ہوں۔

میں قربان جاؤں! ایک تیر مشک میں آکر لگا، سارا پانی بہہ گیا، اب عباسؑ
کی آس ٹوٹ گئی۔ سوچا اگر میں خالی ہاتھ گیا تو سکینہ کو کیا منہ دکھاؤں گا، تو عباسؑ نے

زین سے زمین پر آتے ہوئے آواز دی یا مولا اج سکنی ، مولا! میری مدد کیجئے۔ جب حسین نے آواز سنی تو کرسی سے اٹھے ، کمر پہ ہاتھ رکھ کر کہا اَلَا نَا اِنْ كَسَا ظَهْرِيْ اَب مِيْرَى كُرُوْثٌ كُنِيْ ۔

شيعو! حضرت امام حسین و ہاں آئے جہاں حضرت عباسؓ زمین پر گرے ہوئے تھے۔ حضرت آگے بڑھے عباسؓ کا سر اٹھا کے زانو پر رکھا ، کہا عباس! آنکھیں کھول کر دیکھ کہ میں کون ہوں۔ عرض کی میرا مولا و آقا ہے حسین نے فرمایا میں کوشش کرتا ہوں کہ تیری لاش اٹھاؤں۔ بس او عزیزو! یہ سننا تھا کہا مولا! میری لاش نہ اٹھانا کہ اول تو میں برواشت نہیں کرتا کا قاتل غلام کی لاش اٹھائے دوسرا یہ کہ ابھی تک ساری فوج کو پتہ نہیں چلا کہ عباسؓ شہید ہو گیا ہے ، فوجیں جو زینبؓ کے خیمے پر حملہ نہیں کرتیں میرے جلال کی وجہ سے نہیں کرتیں ، میرے رُعب کی وجہ سے نہیں کرتیں۔ اس لئے جب آپ میری لاش اٹھا کے لے جائینگے تو سب کو پتہ چل جائے گا کہ عباسؓ شہید ہو گیا ہے تو زینبؓ کا خیمہ ٹوٹ لیا جائے گا۔ اُس وقت امام حسینؓ نے فرمایا کہ عباسؓ! تیری یہ جو فردی ہے کہ آپ دنیائے جلا جارا ہے ہے مگر زینبؓ کا خیال دل میں لئے جا رہا ہے۔

صَلِيْ قُودَانِ! عَبَّاسُ كِي رُوْحٍ بِرُوْحٍ كُرُوْثٌ كُنِيْ، حسین نے ایک ہاتھ میں علم لیا ، دوسرے ہاتھ میں مشکیزہ لیا خیموں کی طرف چلے ، ادھر خیمے میں جب علم کو بلند دیکھا تو پیالہ ہاتھ میں لیا کہ چچا پانی لے آیا ہے تو حسینؓ نے رد کر فرمایا سکینہ! تیرا چچا فرات کے کنارے شہید ہو گیا ہے۔

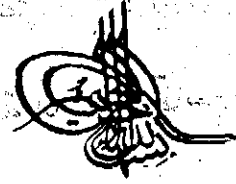
بس عزیزو آخری فقرے! لکھا ہے جناب زینبؓ فرماتی ہیں کہ جب میں سچی تھی کرتی تھی تو میرے بابا اور اماں فرمایا کرتے تھے کہ زینبؓ! تجھے ایک دن بے ردا کیا جائے گا ، تیری چادر چھینی جائے گی۔ لیکن جب بھتیجا عباسؓ جوان ہو گئے اور ان کی بہادری

کی شہرت سارے عرب میں پھیل گئی تو میں سوچتی تھی کہ بابا ٹھیک فرماتا تھا ، ماں زہرا بھی صحیح فرماتی تھیں لیکن جس بہن کا عباسؓ جیسا بھائی ہو اس کی چادر کون چھین سکتا ہے ؟ اسی لئے جب حسینؓ نے مدینہ چھوڑا اور عباسؓ ساتھ چلے تو زینبؓ کو کوئی فکر نہیں تھا۔ تمام بیبیوں کو فرماتی تھیں کہ فکر نہ کرو میں تمہارے پردے کی ذمہ دار ہوں۔ دسویں محرم تک زینبؓ یہی فرماتی رہیں۔ لیکن جب میدانِ کربلا سے آواز آئی قَدْ قَتَلَ الْعَبَّاسُ كِه عَبَّاسٍ شَهِيْدٌ هُوَ كُنِيْ، تو تمام بیبیوں کو اکٹھا کر کے فرمایا اپنی اپنی چادریں اتار دو ہمارے پردے بچانے والا مارا گیا ، عباسؓ شہید ہو گیا۔

الْاَلْعَنَةُ اَللّٰهُ عَلٰى الْاَوْثَمِ الْعَمِيْنِ

مَجْلِسِ نَهْمِ

تَطْهِيرٌ



إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا
(پا۔ سورہ احزاب۔ آیت ۳۳)

حضرات —! میں آج کی مجلس میں آپ کے سامنے ذکرِ اہل بیت کرتا ہوں، آلِ محمد کا ذکر کرتا ہوں، رسول کے گھروالوں کا ذکر کرتا ہوں، محمد کے خاندان کا ذکر کرتا ہوں، ذمی القربی کا ذکر کرتا ہوں، فی القربی کا ذکر کرتا ہوں، اولوالارحام کا ذکر کرتا ہوں، جن کے گھر قرآن نازل ہوا ان کا ذکر کرتا ہوں، جن پر صلوٰۃ حرام ہے ان کا ذکر کرتا ہوں، جن پر خمس واجب ہے میں ان کا ذکر کرتا ہوں، جہاں پر نبوت ختم ہوئی ہے میں ان کا ذکر کرتا ہوں اور جہاں سے امامت شروع ہوتی ہے میں ان کا ذکر کرتا ہوں۔

شیعہ کو آپ جب بھی دیکھیں گے تو اہل بیت کا ذکر کریں گے، اگر نذر و نیاز دیں گے تو اہل بیت کی، اگر اپنے بچوں کے نام رکھیں گے تو اہل بیت

کے ناموں پر، اس لئے کہ برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ اگر شیعوں کے گھر میں سولے اہل بیت کے کچھ ہوں تو نکلے اگر نہ ہوں تو نکلے کیسے؟ ہمارا مذہب اہل بیت کا مذہب ہے۔ اسی لئے ہم جو کچھ کرتے ہیں اہل بیت کے لئے کرتے ہیں۔ خوش ہوتے ہیں تو اہل بیت کے لئے اروتے ہیں تو اہل بیت کے لئے، ماتم کرتے ہیں تو اہل بیت کے لئے، لڑتے ہیں تو اہل بیت کے لئے، مرتے ہیں تو اہل بیت کے لئے، کسی کو مانتے ہیں تو اہل بیت کے لئے، کسی کو نہیں مانتے تو اہل بیت کے لئے، بابا کسی پر رحمت کرتے ہیں تو اہل بیت کے لئے، کسی پر لعنت کرتے ہیں تو وہ بھی اہل بیت کے لئے کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں اہل بیت کا لفظ تین مرتبہ آیا ہے۔ پہلی مرتبہ آیا الْعَجِبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ سَأْحَمَهُ اللَّهُ ذِكْرًا تَهُ عَلَيْهِمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ دوسری مرتبہ آیا هَلْ أَدَّبْتُمْ عَلَىٰ أَهْلِ الْبَيْتِ يَكْفُرُونَ اور تیسری مرتبہ آیا إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

جہاں پہلی مرتبہ اہل بیت کا ذکر آیا وہاں حضرت ابراہیم کے اہل بیت کا ذکر ہے، جہاں دوسری مرتبہ اہل بیت کا ذکر آیا ہے وہاں حضرت موسیٰ کے اہل بیت کا ذکر ہے اور جہاں تیسری مرتبہ اہل بیت کا ذکر آیا وہاں رسول کریم کے اہل بیت کا ذکر ہے۔

جب حضرت ابراہیم کا زمانہ آیا تو ہر چیز ابراہیم کی وَادُّوْا فِي الْكِتَابِ اٰبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا۔ نبوت ابراہیم کی رفیق جاعلک للناہس اِمَامًا۔ امامت ابراہیم کی۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ

وَأَلَّ عِمْرَانُ عَلَى الْعَالَمِينَ آلُ مُحَمَّدٍ وَآلُ مُحَمَّدٍ، صُحُفٌ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى
صَحِيفَةٌ إِبْرَاهِيمَ، مِلَّةٌ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مِلَّتِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ، رَأَتْ
أَوَّلَ بَيْتٍ وَضَعَهُ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بَكَتَهُ مَبْرَأًا وَهَدَى لِلْعَالَمِينَ
بَيْتَ اللَّهِ مُحَمَّدٍ، هَرَجِرَ إِبْرَاهِيمَ، أَلَّ نَارَاضَ نَهْرُونَ تَوْرَةَ مُحَمَّدٍ كَهْرَ دُونَ كِهْرٍ
رَأَتْ مِنْ شَيْعَتِهِ لِإِبْرَاهِيمَ شَيْعَةَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ مُحَمَّدٍ كِهْرَ دُونَ كِهْرٍ

جب حضرت موسیٰ کا زمانہ آیا تو واذکر فی الکتاب موسیٰ نبوت
موسیٰ کی، تورات موسیٰ کی۔ سب اشرا ح لی صد سما ویست بی امری
واحلل عقدة من لسانی یفقهوا قولى واجعل لی وزیراً من
اهلی، خلافت موسیٰ کے بھائی ہارون کی، فاستغاثتہ الذی من
شیعته شیعیہ موسیٰ کے۔ تو بابا جب ابراہیم کا زمانہ آیا تو ہر چیز
ابراہیم کی، موسیٰ کا زمانہ آیا تو ہر چیز موسیٰ کی لیکن جب رسول کریم کا زمانہ آیا تو
خلافت غیر کی کیوں ہے امامت غیر کی کیوں ہے۔

اہل بیت کے معنی ہیں گھر والے اور اصحاب کے معنی ہیں صحبت میں
بیٹھے والے، گھر والے اور ہوتے ہیں صحبت میں۔ بیٹھے والے اور ہوتے ہیں
کہتے ہیں ہر آدمی اہل بیت ہے اصحاب بھی اہل بیت ہیں۔ میں کہتا ہوں اصحاب کو
اہل بیت کے ساتھ نہ ملاؤ۔ اگر کوئی کسی جگہ نلکہ لگو اور اسے اس نیت سے کہ لوگ
پانی پیئیں گے تو اس کا ثواب ہوگا، اور اگر وہی پانی دودھ میں ڈال کر بیچنا شروع
کر دے تو پھر بھی ثواب ہوگا، نہیں نا۔ بلکہ اگر پولیس کو تپہ چل جلتے کہ شخص
دودھ میں پانی ڈال کر بیچتا ہے تو اس کا چالان ہو جائے گا۔ بابا جب دودھ
میں پانی ملانے والے کا چالان ہو جاتا ہے تو جو توریں خاک لاتا ہے اس کا
چالان کیوں نہیں ہوتا۔

جب سے میں یہاں آیا ہوں یا جہاں کہیں بھی جاتا ہوں، اگر روٹی مانگوں
تو گھر والوں سے جنہوں نے ہمیں بلایا ہوتا ہے، اگر پانی مانگیں تو گھر
والے دیتے ہیں۔ اگر آپ سے پانی مانگیں تو آپ کہیں گے کہ مولوی صاحب!
ہم تو مجلس سننے آئے ہیں گھر والوں سے مانگو۔ تو تپہ چل گیا کہ جب ہمیں گھر والوں
کے بغیر پانی کا گلاس کوئی نہیں دے سکتا تو اہل بیت کے سوا ہمیں جنت
کون دے گا کوثر کون دے گا۔

یہ جو مجلس ہو رہی ہے اس کا بھی کوئی انتظام کرنے والا ہے اگر اس
کا انتظام کرنے والا نہ ہو تو یہ مجلس کیسے ہو سکتی ہے، نہیں ہو سکتی نا، جب
ہمارے لحاظ سے یہ ایک چھوٹی سی مجلس ہے اس کا بھی کوئی انتظام کرنے والا
ہے تو جب اسلام کی سب سے پہلی مجلس ہوئی تھی بناؤ! اس کا انتظام کرنے والا
کون تھا، اس کا بانی مبنی کون تھا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اسلام کی پہلی مجلس محمد
کے گھر میں ہوئی، اس کا انتظام کرنے والے محمد کے بچے تھے، کھانا پکانے
والی بی بی خدیجہ تھیں اور اصحاب بیٹھ کر کھانے اور سننے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے وَجَدَكَ عَائِلًا فَاعْتَنَى بِهِ مِن مَّوَدَّةٍ مَّحَبُوبٍ كَمَا نَسَى مَالَهُ
میں نے اس کو مال دے کر غنی کر دیا۔ حضرت ابوطالب نے حضور کی خدمت تلوار
سے کی اور بی بی خدیجہ نے حضور کی خدمت مال سے کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اے میرے محبوب! میرے دین کی خدمت کی ہے دو ہستیوں نے ایک
ابوطالب نے دوسری خدیجہ الکبریٰ نے۔ میرے محبوب! لوگ انصاف نہیں
کریں گے۔ ابوطالب کو کہیں گے کہ اس نے کلمہ نہیں پڑھا اور خدیجہ الکبریٰ کی
بیٹی کا کہیں گے اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ فرمایا میں انصاف کر دیتا ہوں۔
میرے پاس صرف دو چیزیں تھیں، ایک میرے پاس نبوت تھی اور دوسری امامت تھی

میرا محبوب! نبوت تو تجھ پر ختم کر چکا ہوں تیرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، باقی رہ گئی امامت، اب اگر میں امامت ابوطالب کو دوں تو خدیجہ البکری محروم رہتی ہے، اگر خدیجہ کو دوں تو ابوطالب محروم رہتا ہے۔ میرے محبوب! ایسا کیوں نہ کر دیا جائے کہ نبیا ہو ابوطالب کا اور نبی ہو خدیجہ البکری کی، دونوں کی شادی عرش پر کر کے امامت کے موقی میں کیوں نہ پیدا کر دوں۔

میں قربان جاؤں ریاض النضرہ میرے ہاتھ میں ہے اس کے ص ۲۴۲ جلد دوسری سے پڑھ رہا ہوں کہ عَنْ النَّبِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ قَالَ لِعَلِّي هَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ يُخْبِرُنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ زَوَّجَكَ فَاطِمَةَ وَاسْتَهْدَى عَلَى تَرْجِيحِكَ أَسْمَاءَ بَيْنَ أَلْفِ مَلَائِكَةٍ وَأَوْحَى إِلَيَّ شِعْرًا لَوْ بَدِئْتُ بِهِ لَوَدِدْتُ أَنْ أُنشِرَ عَلَيْنَهُمُ الدُّسُ وَالْيَا قُوتُ قَتَلَتْ عَلَيْهِمُ الدُّسُ وَالْيَا قُوتُ فَابْتَدَسَتْ إِلَيْهِمُ الْحُورُ الْعِينُ يَلْتَقِطْنَ مِنْ أَطْبَاقِ الدُّسُ وَالْيَا قُوتُ فَمَهْمُ يَتَمَادُونَهُ بَيْنَهُمْ إِيَّايَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

انس بن مالک کہتا ہے کہ دربار محمد مصطفیٰ لگا ہوا تھا، پروانے قربان ہو رہے تھے، دربار محمدی جگہ کار ہا تھا کہ جبرئیل فرشتہ نازل ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو! کہ خداوند عالم نے فاطمہ کی شادی علی کے ساتھ عرش پر چالیس ہزار فرشتوں کی گواہی میں کر دی ہے اور درخت طوبی کو تکم دیا کہ تو در اور یا قوت نچھا اور کیونکہ آج فاطمہ کی شادی ہے۔ درخت طوبی نے در اور یا قوت نچھا دئے، حوروں کو حکم ہوا کہ یہ در اور یا قوت تم چن لو۔ حوروں نے طبق بھر بھر کر اپنے پاس رکھ لئے اور جب کہ کوئی خوشی کا دن آتا ہے تو حوریں وہ در اور یا قوت ایک دوسرے کو تحفہ دیکر

کہتی ہیں کہ یہ وہ موقی ہیں جو میں نے فاطمہ کی شادی کے دن چنے تھے۔ صواعق محرقہ میں ہے کہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم درخت طوبی کے پتے چن لو۔ فرشتوں نے پتے چنے تو کیا دیکھا کہ ان پتوں پر کچھ نام لکھے ہوئے ہیں۔ فرشتوں نے عرض کیا یا اللہ! یہ کن لوگوں کے نام ہیں، فرمایا یہ جباران فاطمہ کے نام ہیں۔ جن لوگوں کے نام ان پر لکھ دیئے گئے ہیں قیامت کے دن وہ جنت میں جائیں گے غیر نہیں جاسکتا۔

بیت سے مراد تین بیت مراد لگے ہیں پہلا بیت اللہ شریف دوسرا بیت عرش اعظم اور تیسرا بیت مدینہ والی مسجد۔

کیا ہم اہل بیت ہو سکتے ہیں اگر ماں وقت ولادت بچہ قرآن پڑھ رہا ہو تو قرآن کو پھوڑنا پڑے گا کہ بچہ پیدا ہو رہا ہے، اگر وقت ولادت بچہ ماں نماز پڑھ رہی ہو تو مصلے سے دور ہونا پڑے گا، اگر ماں وقت ولادت بچہ کعبہ کا طواف کر رہی ہو تو بچہ ہٹ جائے گی مگر اہل بیت وہ ہوتا ہے کہ اگر ماں طواف کعبہ کر رہی ہو اور وقت ولادت بچہ آجائے تو دیوار کعبہ تن ہو جائے کہ اندر آجائے اہل بیت پیدا ہو رہا ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ سولے اس کے نہیں۔ یہاں انصاف آجائے وہ چیز غیر کے ساتھ نہیں ملتی۔ جن طرح میرا خالق فرماتا ہے۔ إِنْ تَابَا الْحَمْدُ وَالْمَعِيسُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَكْسَانُ وَالْمَرْحُومُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔ فرمایا شیطانی عمل اور بھی بہت ہیں لیکن جیسا شراب اور بخوشی شیطانی عمل ہے ایسا کوئی اور شیطانی عمل نہیں ہے۔ إِنْ تَابَا حَرَامٌ عَلَيْكُمْ طَيْبَةٌ وَالذَّمُّ وَالْحَمْدُ الْخَيْرُ حَرَامٌ حَرَامٌ أَوْ بَعْضُ حَرَامٍ لِيَكُنْ بَيْنَهُمْ مَرْوَاتٌ أَوْ خَمْرٌ بَرِحَ حَرَامٌ أَيْسَى كَوْنِي أَوْ بَعْضُ حَرَامٍ

نہیں۔ اِنَّمَا الْعَشْرُ كَوْنٌ حَسَنٌ۔ نجاستیں تو اور بھی بہت ہیں لیکن جیسی شرک نجاست ہے ایسی کوئی اور نجاست نہیں ہے۔ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ اِلَيَّ۔ فرمایا بشر اور بھی بہت ہیں لیکن جیسا میں محمد بشر ہوں ایسا کوئی اور بشر نہیں ہے۔

اِنَّمَا نَطْعُمُكُمْ بِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُؤَيِّدُ مِنْكُمْ حَيَاةً وَلَا شَكْوَةً۔ دعوتیں تو اور بھی بہت سی ہیں لیکن جیسی سورۃ دہر کی دعوت ہے ایسی کوئی اور دعوت نہیں ہے۔ اِنَّمَا دَلَيْتُكُمْ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يَتَّبِعُونَ الصَّلٰوةَ وَيُوَدُّونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ ذٰلِكَ عٰوَنٌ وَّلِيٌّ اَوْرُغِيٌّ بِهٖتٍ بِيْنَ لِيْكِن جِيسِي اللّٰهُ اِس كَارِسُوْلٌ اُوْر رُوْعِ مِيْنَ زُوَاةَ دِيسِيْ وَاِسِيْ وَّلِيٌّ اِيْسَا كُوْنِيْ اُوْر وَّلِيٌّ نِهِيْسِيْ هِيْ۔ اِنَّمَا يَرِيْدُ اللّٰهُ لِيْذُ هَبَ عَنكُمْ التَّرَجُّسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ فرمایا پاک اور بھی بہت ہیں لیکن جیسے بچن پاک ہیں ایسا کوئی اور پاک نہیں ہے۔

ذرا سکون میں آؤ، تو بجز فرماؤ، قرآن پڑھ رہا ہوں۔

ایک مولوی کہنے لگا ساری دنیا اہل بیت ہے۔ تو بھی اہل بیت ہے میں بھی اہل بیت ہوں۔ میں نے کہا مولوی صاحب! ساری دنیا اہل بیت بنی ہے تو بننے دو مگر تم اہل بیت نہ بننا، کہنے لگا وہ کیوں؟ میں کیوں نہ بنوں۔ میں نے کہا کہ رسالتناہ کا فرمان ہے کہ صدقہ میری اہل بیت پر حرام ہے اور مسجد میں جو روٹی آتی ہے وہ صدقہ کی ہوتی ہے۔ اگر تو اہل بیت بنے گا تو کھائے گا کہاں سے۔

ایک مرتبہ ایک شخص صدقہ کی کھجوریں لے کر آیا۔ حضور صحابہ ہیں وہ کھجوریں تقسیم فرما رہے تھے، ایک کندھے پر حضرت امام حسن علیہ السلام تھے،

حضور کے کندھے پر جناب حسن کا لعاب گرا حضور نے دیکھا کہ حسن کھجور کھا رہا ہے۔ حضور نے حسن کے منہ سے کھجور کا دانہ نکال کر فرمایا اَمَّا عَلِمْتَ اَنَّ الصَّدَقَةَ عَلَيْنَا حَرَامٌ۔ کہ بھیا حسن تمہیں پتہ نہیں کہ صدقہ ہم پر حرام ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ جب کوئی شخص کوئی چیز لیکر آتا تو پوچھتے کہ لے

لانے والے! ہدیۃ ام صدقہ کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر وہ کہتا کہ حضور! ہدیہ ہے تو خود کھا لیتے اور اگر کہتا کہ صدقہ ہے تو قَالَ لَا صِحَابَ لِهٖ كَلُوا۔ تو صحابہ کرام سے کہتے کہ تم کھا لو کیونکہ صدقہ ہم پر حرام ہے تو تیری کھجور میں نہ آیا کہ جن کے منہ سے ایک خرما کا دانہ نکالیں وہ اور ہوتے ہیں اور کھجوروں کے ٹوکروں کے ٹوکے چٹ کر جانے والے اور ہوتے ہیں۔

اہل بیت تو وہ ہوتے ہیں جو مشکل وقت میں بھی صدقہ نہیں کھاتے۔ جب جناب زینب کوفہ کے بازار میں آئی، کونے کی عورتوں کو پتہ چلا کہ یہ زینب ہے اور اس کے سر پر چادر نہیں تو انہوں نے چادریں اور کھجوریں پھینکیں تو جناب زینب نے ہاتھ بلند کر کے فرمایا لَا اِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَيْنَا حَرَامٌ۔ یہ بیوی! چادریں نہ پھینکو ہم نبی زادیاں ہیں، صدقہ ہم پر حرام ہے۔

کہتا ہے میں بھی اہل بیت کو ماننا ہوں، ”بھی“ ماننا ہوں، بتا، کیا ماننا ہے؟ ماننے کا مطلب ہے کہ کسی مرتبے سے مان، نبی سمجھ کے مان، امام سمجھ کے مان، خلیفہ سمجھ کے مان، محمد کے نائب سمجھ کے مان کیا ماننا ہے؟ اگر امام سمجھ کے مانا تو غیر کو امام بنایا کیوں؟

کہتا ہے جی ہم اہل بیت کو ”بھی“ مانتے ہیں، یہ بھی“ کا پتہ مجھے ایک دفعہ ضلع جھنگ سے لگا۔ ایک جگہ میں گیا تو میری روٹی آئی پلاؤ، زردہ، قدمہ میں نے کہا ان طالب علموں کو بھی روٹی دو۔ انہوں نے کہا قبلہ! آپ تو کھائیں ان کو ”بھی“

دیتے ہیں۔ میں چونکہ ہمارے ہوں مجھے آپ کے نکل کی لولی کا پتہ نہیں تھا کہ ”مجھی“ کا کیا مطلب ہے۔ جب ان کی روٹی آئی تو میں نے پوچھا کیسا ہے؟ آہٹوں نے کہا دال اور دو روٹیاں، میں نے کہا پلاؤ؟ کہا ہمیں کوئی دیتا ہے؟ میں نے کہا زردہ؟ کہا واہ واہ جب نمک دالے چاول نہیں دیتے تو میٹھے کون دے گا۔ یہ مجھے اُس دن سمجھ آئی کہ ”مجھی“ وہاں بولا جاتا ہے جہاں دینا کچھ نہ ہو۔

نبوتِ غیر کے لئے، خلافتِ غیر کے لئے، امامتِ غیر کے لئے، امتِ غیر کے لئے، امتِ غیر کے لئے، امتِ غیر کے لئے، ہر چیزِ غیر کے لئے۔ سب کچھ غیروں کو دیکھ کر کہتا ہے اہل بیت کو ہم بھی مانتے ہیں۔ او بابا! اگر ماننے کا یہی مطلب ہے تو معاف کرنا نبوتِ اہل بیت کی، امامتِ اہل بیت کی، خلافتِ اہل بیت کی، قرآنِ اہل بیت کا، عرفانِ اہل بیت کا، ہر چیزِ اہل بیت کی۔ ہر چیزِ اہل بیت کو دے کے، اہل بیت کی مان کے صحابہ کرام کو ہم ”مجھی“ مانتے ہیں۔

کہتے ہیں ہم بھی اہل بیت کو مانتے ہیں۔ لوگ اگر اہل بیت کو مانیں تو زیادہ سے زیادہ علیؑ کو جو تھا یا مانتے ہیں اور فاطمہؑ کو جو تھی بیٹی مانتے ہیں ہم سے پوچھ ہم اہل بیت کو کیا مانتے ہیں۔

ہم اہل بیت کو اللہ کے امر کے والی مانتے ہیں۔ خدا کے علم کے خزانے مانتے ہیں۔

محمدؐ کے دین کے محافظ مانتے ہیں۔

اللہ کی زمین میں خلیفۃ اللہ مانتے ہیں۔

بندوں پر انہیں حجتہ اللہ مانتے ہیں۔

ارادہ ازلی سے ان کو پاک مانتے ہیں۔

خدا تک پہنچنے کا ان کو وسیلہ مانتے ہیں اور جنت تک پہنچنے کا ان کو راستہ۔

مانتے ہیں۔ ہم اہل بیت کو یہ مانتے ہیں۔

یہ الفاظ جو میں نے عرض کئے ہیں میرے نہیں ہیں بلکہ اس امام مظلوم کے الفاظ ہیں جو کہ بلا سے شام تک پاؤں میں بیڑیاں پہن کر گیا تھا۔ یہ الفاظ سید سجاد کے الفاظ ہیں۔ میں قربان جاؤں، وہ صحیفہ کا طرہ میں فرماتے ہیں:-

رَبِّ صَلِّ عَلَيَّ اَطَائِبِ اَهْلِ بَيْتِهِ الَّذِيْنَ اَحْتَدَتْهُمْ لَامِرِكَ وَجَعَلْتَهُمْ خَزَنَةَ عَلَمِكَ وَحَفِظَةَ دِينِكَ وَخُلَفَاءَكَ فِي اَرْضِكَ وَحِجَجِكَ عَلَيَّ عِبَادِكَ وَطَهَّرْتَهُمْ مِنَ الشَّرْحِ وَالذَّنْسِ لَطَهْرًا بِاسْمِ دَرْتِكَ وَجَعَلْتَهُمُ الْوَسِيْلَةَ اِلَيْكَ وَالْمَسْلَكَ اِلَيَّ حَتَّى تَكُنْ - (صحیفہ کاملہ ص ۳۳۲ مطبوعہ ایران)۔

کہتے ہیں رسولؐ کی چار بیٹیاں ہیں ہم ایک منٹ کے لئے چار ہی مان لیتے ہیں لیکن ذرا یہ فرما کہ چادرِ تطہیر میں کتنی آئیں، ایک۔ مہاجر میں کتنی، ایک۔ دعوتِ ذوالعشیرہ میں کتنی، ایک۔ یضحة مئی کتنی، ایک۔ خمس میں کتنی، ایک۔ روز قیامت آنکھیں بند کر کے پھر اٹھ سے گزرنے والی کتنی، ایک اور جنت کا دروازہ کھولنے والی کتنی ایک۔ کہتے ہیں کہ جی ہیں تو چار گرجا نے فاطمہؑ کو سون لیا ہے، تو پھر ہمیں کیا اعتراض ہے۔ جس مہاجری نے حصہ نہیں لینا اگر وہ شریک بن بھی جائے تو اس کا نقصان کیا ہے۔

اب تو ہی تھا کہ جب خالق نے بتوں کو جن لیا تو پھر تیرے عقیدے کے مطابق جب وہ رسولؐ کی بیٹیاں ہو کر، فاطمہؑ کی بیٹی ہو کر، محمدؐ کے گھر بیدا ہو کر جوان ہو کر شانِ خاتون کو نہیں پہنچ سکتیں تو غیروں کی بیٹیوں کی کیا حقیقت ہے کہ شانِ خاتون کو پہنچ جائیں۔

پھر کہتے ہیں حضرت علیؑ جو تھا یا ہے۔ عقل کے اندر ہے۔

کبھی گھر کا بندہ بھی یار ہوا ہے۔ اگر دو بھائیوں میں محبت ہو تو کسی نے یار کہا ہے
سسر اور داماد کو کسی نے یار کہا ہے، باپ بیٹے میں محبت ہو تو کسی نے یار
کہا ہے، یار تو بیگانے ہوتے ہیں۔ دیکھ ذرا علی کی فضیلت اور علی کا مقام
کیا ہے۔ یہ میرے سامنے ریاض النضرہ ہے اس کی دوسری جلد ص ۲۴۵
سے پڑھ رہا ہوں۔ لکھا ہے کہ :-

کسی نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا کہ مجھے صحابہ کرام کے درجے بتائیں
تو اس نے کہا کہ پہلا مرتبہ خلیفہ اول کا ہے، دوسرا مرتبہ خلیفہ دوم کا اور تیسرا
خلیفہ ثالث کا ہے۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت!
آپ نے چوتھی جگہ پر علی کا نام کیوں نہیں لیا۔ تو اس نے کہا کہ تو نے مجھ سے صحابہ
کے درجے پوچھے ہیں اہل بیت کے تو نہیں پوچھے۔ علی کوئی اصحاب ہے
جو علی کا نام توں علی تو اہل بیت ہے۔

غیر تو غیر رہ گئے علی کے ساتھ تو علی کے بھائی نہیں مل سکتے غیروں
کی حقیقت کیا ہے۔ علی کے تین بھائی اور بھی ہیں۔ سب سے بڑا طالب ہے جس
کے نام پر حضرت ابوطالب کی کنیت ہے، اس سے چھوٹا عقیل ہے، اس سے
چھوٹا جعفر طیار ہے اور سب سے چھوٹا — حیدر گزرا ہے۔

طالب اور عقیل بھی بھائی ہیں ان کی بڑی شان ہے اور جعفر طیار کی بھی بڑی
شان ہے۔ شیعوں ہمارے لئے تو یہی کافی ہے کہ جعفر طیار علی کے بھائی ہیں۔
جناب زینب کے چچا بھی ہیں اور سسر بھی۔ غیروں کے لئے عرض کر دیتا ہوں کہ
جعفر طیار اول المؤمنین میں داخل ہیں، مدینہ والی ہجرت میں بھی شامل تھے۔ جب
حبشہ کی طرف ہجرت کی تو جعفر طیار ان کے قائد تھے۔ شاہ حبشہ کو مسلمان کرنے
والے بھی یہی تھے۔ جنگ خیبر کے مجاہد بھی ہیں اور جنگ موتہ کے شہید بھی،

جنگ موتہ میں جب ان کے بازو کاٹ گئے تو خدا نے انہیں پر عطا فرمائے۔
بخاری شریف میں رسول خدا فرماتے ہیں کہ رَاقِيٌّ مَرَّ بِأَيِّتٍ جَعْفَرًا فِي الْجَنَّةِ
يَطِيئُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ کہ میں نے جعفر کو جنت میں دیکھا کہ وہ فرشتوں کے
ساتھ پرواز کر رہا ہے۔ اب پوچھو کہ یار رسول اللہ! جعفر کی بھی بڑی شان ہے
لیکن جعفر اور علی کی شان میں کیا فرق ہے تو حضور فرماتے ہیں کہ علی متی وانا
منہ، انفسنا و انفسکم علی محمد سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ فرمایا
فرشتوں کے ساتھ اڑنا اور بات ہے اور نفس رسول ہو کر معراج کی رات
ساتھ جانا یہ اور بات ہے۔

غیروں کی کیا حقیقت ہے رسالتاً بننے علی کو اپنے ساتھ ملا رہے
مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۲ میں ہے کہ جب رسول خدا مدینہ میں تشریف لائے
چونکہ مدینہ میں مسلمان کم تھے تو تمام صحابہ میں بھائی چارہ کیا یعنی ایک دوسرے
کا بھائی بنایا۔ ابوبکر کو عمر کا بھائی بنایا، طلحہ کا زبیر کے ساتھ بھائی چارہ کیا
یوں سمجھ لو کہ جن بن بزرگوں کا آپس میں جوڑ ملتا تھا ان ان کا آپس میں بھائی چارہ
کر دیا تو لَعَلَّ عَلِيٌّ مَعَ عَيْنَاهُ۔ اسی اثنا میں حضرت علی روتے ہوئے آئے
اور عرض کی یار رسول اللہ! أَحَبِّتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ وَكَمْ نَوَاحٍ بَيْنِي وَ
بَيْنَ أَحَدٍ۔ آپ نے اپنے تمام صحابہ کے درمیان بھائی چارہ کر دیا کیا میں
اس قابل نہیں تھا کہ میرا کسی کے ساتھ بھائی چارہ نہیں کیا تو رسول خدا نے فرمایا
کہ رو نہیں، ناراض نہ ہو میں نے ساری دنیا پر نظر دوڑا کر دیکھا لیکن دعاؤں میں
کا کوئی جوڑ نہیں ملا، ایک میرا اور ایک تیرا۔ اَنْتَ اَرْحَمُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
کہ اے علی دنیا اور آخرت میں تو میرا بھائی ہے۔ نعرہ حیدری
حضرات! اہل بیت اور اصحاب میں بڑا فرق ہے، کہتے ہیں نہیں جی

ہمارے لئے سب برابر ہیں۔ میں نے بڑا سوچا کہ یہ برابر والا لفظ کہاں سے چلا ہے تو بڑی دیر کے بعد پتہ چلا کہ یہ کیموں کے گھر سے چلا ہے۔ دو رئیس آپس میں لڑیں اگر کسی کئی سے کوئی پوچھے کہ زیادتی کس کی تھی تو وہ کہتا ہے کہ ہم کچھ نہیں کہتے، ہمارے لئے سب برابر ہیں۔

نہ بابا غلطی نہ کر! سب برابر نہیں ہیں ذرا قرآن پڑھو! میرا خالق فرماتا ہے لایستوی الاعشى والصبیر۔ اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ولا الظلمات ولا النور۔ اندھیرا اور روشنی برابر نہیں۔

ولا الظل ولا الحور۔ دھوپ اور سایہ برابر نہیں تلك النور فضلنا بعضهم على بعض نبی سارے برابر نہیں، قرآن کے پاس برابر نہیں، آسمان کے تارے برابر نہیں اور اصحاب سب برابر نہیں۔

یار کے معنی کا تو مجھے بچپن میں ہی پتہ چل گیا تھا جب میں بچہ ہوتا تھا میرے بھی یار تھے۔ میں ایک دن اپنے یاروں کو گھر کے آباؤ امیر نے لادھا ہے نے فرمایا او اسماعیل! ان کو اپنے گھر نہ لایا کرو۔ میں نے کہا بابا جان! کیوں نہ لاؤں یہ میرے یار ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ خواہ تیرے یار ہی ہیں لیکن ان کو اندر نہ لایا کرو، مجھے تو اس دن ہی پتہ چل گیا تھا کہ یار وہ ہوتے ہیں جو دروازے کے اندر پیر نہیں رکھ سکتے اور اہل بیت وہ ہوتے ہیں جو بغیر اجازت کے اندر آجاتے ہیں۔

غلطی نہ کر میرے خالق کی آواز آئی یا ایہا اللہ بین اہل بیتہم لایستوی الاعشى والصبیر موت النبى الا ان یؤذن لکم انی لافعالی غیبی ما ظن اناسا اسے ایمان دالو! نبی کے گھروں میں داخل ہونے سے گریب تم کو امان کے لئے

افرن، دیا جائے پہلے نہ جاؤ کہ تم کھانے کا انتظار کرتے رہو و لکن اذا دعیتم فادخلوا لیکن جب تم کو بلایا جائے تو رسول کے گھر میں داخل ہو جاؤ فاذا طعتم فانتشروا ولا مستالسین الحدیث جب تم کھانا کھا چکو تو فوراً چلے جاؤ وہاں بیٹھ کر باتیں نہ کرو، اس لئے کہ ات ذلکم کان یوذی النبی تمہارا اتنی دیر بیٹھنا رسول کو تکلیف دیتا ہے فیستحی منکم پس وہ تم سے حیا کی وجہ سے نہیں کہتا واللہ لایستحی من الحق لیکن حق بات کہنے سے اللہ حیا نہیں کرتا اللہ فرماتا ہے نکل جاؤ اللہ فرماتا ہے کہ رسول کے گھر میں زیادہ دیر تک بیٹھنے سے رسول کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ بیٹھنا تو بیٹھنا رہا میں نے تو سونا بھی آج یہیں ہے پھر کہے کہ اگر میں رگیا تو دفن بھی یہیں ہوں گا۔ تو پھر یاد رکھ لو کہ جو رسول کے گھر میں اذن کے ساتھ آئے اس پر رحمت ہوتی ہے اور جو بغیر اذن کے تشریف لے آئے وہ لعنت کا سزاوار ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے ان اللہ ین یؤذن اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ الخ تحقیق جو لوگ اللہ اور رسول کو ایذا دینے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

ایک مولوی کہنے لگا کہ تم ہر وقت پنجن پاک پنجن پاک کا رٹا لگاتے رہتے ہو، رسول کی توہین نہ کیا کرو۔ میں نے کہا وہ کیسے؟ کہا کہ رسول رحمت اللعالمین ہو کر آیا ہے۔ اتنا رحمت کا دریا آیا، اتنے رحمت کے دریا سے کل پانچ ہی پاک ہوئے۔ میں نے کہا ذرا تم بناؤ کہ اللہ فرماتا ہے انک لعلی خلق عظیم کم اے میرا حبیب! تو خلق عظیم کا مالک ہے، اتنے خلق کے کل چار ہی یار بنے ہیں میں یار تو ہم بنے خلقوں کے بھی بن جاتے ہیں۔ کہنے لگا آپ مجھے نہیں

یار تو اور بھی بہت ہیں لیکن یہ سب سے بڑے یار ہیں۔ تو میں نے کہا بات ہی ختم ہو گئی کہ پاک تو اور بھی بہت ہیں لیکن یہ سب سے بڑے پاک ہیں۔

عزیزو! بتاؤ کیا قرآن اور کتابیں ایک جیسی پاک ہیں؟ نہیں، کتابوں میں غلطی بھی ہو سکتی ہے لیکن قرآن میں غلطی نہیں ہو سکتی۔ جو قرآن کو غلط کہے وہ کافر ہے۔ قرآن آسمان سے آیا ہے کتابیں یہاں بنتی ہیں۔ اسی طرح اہل بیت وہاں سے آتے ہیں اور اصحاب یہاں بنتے ہیں اور اصحاب ایسے پاک ہیں جیسے کتابیں پاک ہیں اور اہل بیت ایسے پاک ہیں جیسے قرآن پاک ہے۔

جب میں قرآن کو کھولتا ہوں تو آپ قرآن پر غلاف دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ قرآن ہے اور جو بغیر غلاف کے ہیں وہ کتابیں ہیں۔ تو جن پر چادر تطہیر کا غلاف آگیا تمہیں پتہ ہی نہ چلا کہ اہل بیت کون ہیں اور اصحاب کون ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ چادر تطہیر آئی ہی نہیں تو سن! مشکوٰۃ شریف سے پڑھنا ہوں ۵۶۸ سے پڑھنا ہوں، باب مناقب اہل بیت سے پڑھنا ہوں، دائیں جانب سے پڑھنا ہوں، آٹھویں سطر سے پڑھنا ہوں، محمد کے فرمان سے پڑھنا ہوں اہل بیت کی شان سے پڑھنا ہوں، نعرہ حیدری لگائیں شروع کرتا ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً عَلَيْهِ مِرْطٌ مَرَّحِلٌ مِنْ شَعْرِ اسْوَدَ فَبَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَادْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَادْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيُّ فَادْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمْ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول خدا اپنے اوپر کالی کسلی اوڑھے ہوئے نیکلے حسن کے آنے کو چادر کے نیچے داخل کر لیا، پھر حسین

آئے وہ بھی داخل ہو گئے، پھر فاطمہ آئیں ان کو بھی داخل کر لیا پھر علی آئے ان کو بھی داخل کر لیا پھر انما یوید اللہ کی آیت پڑھی۔

تفسیر ابن کثیر میرے ہاتھ میں ہے اس کی جلد سوم ۲۸۵ پر لکھا ہے کہ اُم سلمہ پاس کھڑی تھیں کہا جب پانچوں چادر کے نیچے آگے تو آسمان سے نور کی بارش برسنے لگی۔ میں نے چادر اٹھا کر عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں بھی اندر آ سکتی ہوں تو حضور نے میرے ہاتھ سے چادر کا پلہ چھین کر فرمایا پیچھے ہٹ جا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں۔ تو حضور نے فرمایا اَنْتِ عَلِيٌّ حَیُّوْا کُمْ اُمِّ سَلْمَہُ تُوْنِیکَ ہِے لَیْکِن اَنْتِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ وَ هُوْا لَءِ اَهْلُ بَیْتِیْ تُوْمِیْرِیْ یُوْمِیْ ہِے اُوْرِیْہِ مِیْرَے اہل بیت ہیں۔ بیویاں اور ہوتی ہیں اور اہل بیت اور ہوتے ہیں۔

جبرائیل فرشتہ پاس کھڑا تھا عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں اس کے نیچے آ سکتا ہوں تو حضور نے فرمایا کہ وہ وقت یاد کر جب معراج کی رات پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اگر معراج کی رات ساتھ گیا تھا تو اب بھی بیٹھ جا اگر نہیں گیا تھا تو پیچھے ہٹ جا کیونکہ یہاں وہ بیٹھ سکتے ہیں جو عرش اعظم تک ساتھ جا سکتے ہیں۔

آل محمد کی محبت کو رسالت مآب نے اتنا واضح کر دیا کہ اس بارے میں کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔ ایک حدیث جو صحاح ستہ میں نہیں ملتی کہ تَرَكْتُ فِیْكُمْ اَمْرَيْنِ کِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّتِیْ کَیْ فِیْہِمْ کِتَابٌ اُوْرِیْہِ مِیْرَے اہل بیت میں کتاب اور سنت چھوڑ کے جا رہا ہوں یہ صحاح ستہ میں نہیں ہے، چلو کسی دوسری کتاب میں ہوگی۔ تو فرمایا کہ اس میں ایک لفظ "سنت" آگیا تو اس پر ایک پورا مذہب اور چار امام ظہور میں آتے ہیں، مذہب بن جاتے ہیں اور جمہوریت اسی کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔

کیوں او خدا کے بندے! جو حدیث صحاح ستہ میں نہیں آئی اس پر

جہورت کی اتنی بڑی جماعت بن سکتی ہے اور اتنا بڑا مذہب بن سکتا ہے تو جو حدیث صحاح ستہ کے اندر آئی ہے کہ میں قرآن اور اہل بیت پھوڑ کے جا رہا ہوں تو اہلبیت پر مذہب کیوں نہیں بن سکتا۔

فرمایا، میں قرآن اور اہل بیت پھوڑ کے جا رہا ہوں اور حضور نے اہل بیت کو اپنی جانب مضاف کیا کہ کتاب اللہ کی ہے اور عترت میری ہے تو تیری سمجھ میں نہ آیا کہ اگر قرآن پھوڑ دیا جائے تو اللہ کا منکر ہے اور اگر اہل بیت کو پھوڑ دیا جائے تو رسول اللہ کا منکر ہے۔

تو بتا! کیا مسلمانوں نے اہل بیت کے ساتھ تمسک کیا؟ اگر دنیا اہلبیت کے ساتھ تمسک کرتی تو خامس آل عبا آج میدان کربلا میں اکیلا کھڑا ہو کر یہ کیوں فرماتا کہ ہَلْ مِنْ حَاصِرٍ يَنْصُرُنَا۔ کوئی ہے جو مجھ غریب کی مدد کرے جب میرے مولانا نے یہ استغاثہ بلند کیا تو نہ فرات سے ایک لاشہ ترپا۔ کہا مولانا! میرے بازو نہیں در نہ میں حاضر تھا۔ در خمیہ سے زینب کی آواز آئی بھتیجا! مدد نہ مانگ زینب کی چادر حاضر ہے۔ علی اصغر جھوٹے میں ترپا بابا! میں حاضر ہوں جب غیمے سے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں تو حسین خیمے میں آئے کہا زینب! کیا بات ہے۔ کہا بھتیجا! جب سے آپ نے استغاثہ کی آواز بلند کی ہے اصغر جھوٹے میں نہیں رہتا۔ اما نے فرمایا زینب! لاؤ اصغر مجھے دے دے دو۔ شاید نانا کی اُمت اصغر کو گھونٹ پانی دے دے۔ حسین نے علی اصغر کو

ہاتھوں میں لیا، اوپر عبا کا دامن دیا اور میدان میں آئے، لشکر زید کے سامنے آکر فرمایا، او مسلمانو! تمہاری نظریں اگر خطا کار ہوں تو میں ہوں لیکن اس بچے کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ تین دن کا پیاسا ہے، اس کی ماں کا دودھ بھی خشک ہو چکا ہے اس کو ایک گھونٹ پانی پلا دو۔ پس سعد نے حمرلہ سے کہا

کیا دیکھ رہا ہے اِقْطَعْ كَلَامَ الْحُسَيْنِ كَمَا قُطِعَ كَلَامُ كَوْقُطِ كَرْدَسَ۔ اس ملعون نے تین نوک والا تیر کمان میں ڈالا۔ تیر چلانے کا ارادہ کیا تو تیر زمین پر گر پڑا، دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ عمر سعد نے کہا حمرلہ! تو تو بڑا تیر انداز تھا تجھے کیا ہو رہا ہے۔

میں قربان جاؤں۔ حمرلہ نے کہا کہ جب میں تیر چلانے کا ارادہ کرتا ہوں تو در خمیہ پر ایک کالے برفے والی بی بی آ کر کہتی ہے ظالم! میری چھ جینے کی کمانی برباد نہ کر۔

ظالم نے زہرا کو تیر چلایا جو علی اصغر کی گردن سے ہوتا ہوا حسین کی کلائی میں جا لگا۔ علی اصغر کے خون کو حسین نے ہاتھوں پر لیا۔ زمین پر پھینکنے کا ارادہ کیا، زمین سے آواز آئی حسین! اگر اس ناسحق خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرا تو قیامت تک کوئی چیز پیدا نہیں ہوگی۔ آسمان کی طرف ارادہ کیا تو آواز آئی حسین! قیامت تک بارش نہیں ہوگی۔ حسین رو کے کہتے ہیں۔

انکار آسمان کو ہے راضی زمین نہیں

اصغر تہا سے خون کا ٹھکانہ کہیں نہیں

لکھا ہے کہ آسمان کی طرف سے ایک بی بی کی آواز آئی حسین! یہ خون مجھے دے دے میں اپنے بالوں پر ملوں گی اور قیامت کے دن بابا کو دکھاؤں گی کہ بابا! دیکھ تیری اُمت نے میرے اصغر کا کیا حال کیا ہے۔

پھر حسین نے علی اصغر کے لاشے کو اٹھایا ارادہ کیا کہ خیمے میں لے جاؤں پھر سوچا اگر ماں دیکھے گی تو حرجائیگی کئی مرتبہ خیمے کی طرف گئے پھر واپس ہوئے آخر بسہ

نہی سی قبر کھود کے اصغر کو گاڑ کے

شبیر اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو بھاڑ کے

علی اصغر کا۔ جب گھوڑے قریب آئے تو جھپک گئی لاش حسین کی اوپر لاش
علی اصغر کے۔ کہا بیٹا اصغر! میں نے تو چارے بہت کئے مگر تو
نچ نہ سکا اور تیری لاش بھی گھوڑوں کے سٹوں تلے پامال ہو گئی۔

أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ



میں نے ساری زندگی مذاہب کا سروے کر دیا ہے
آدم سے لیکر خاتم تک اگر کسی نبی کے بعد اس کے یار وارث
ہوئے ہیں تو میں منبر چھوڑ دوں گا۔ اگر نبی کی آل ہی وارث ہوئی
ہے تو تو ایک نبی کا منکر نہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء
کا منکر ہے۔

(مبلغ اعظم)

شیعوں کو بلا کے سارے شہید ایک مرتبہ شہید ہوئے لیکن علی اصغر و مرتبہ
شہید ہوا۔ حسین کو تہ تھا کہ میری شہادت کے بعد ہماری لاشوں کو پامال کر دیں
گے لیکن علی اصغر کا لاشہ گھوڑوں کے سٹوں برداشت نہیں کر سکے گا اس لئے دفن کر دیا
لیکن شیعوں! بتاؤ! علی اصغر کی لاش نچ گئی؟

یہی قربان جاؤں جگر برداشت نہیں کرتا۔ بعد شہادت کے ظالموں نے جب
سروں کو نیزوں پر بلند کیا تو کیا دیکھا کہ ایک سر کم ہے۔ عمر سعد نے کہا یہ اکتھڑ سر ہیں
بہتر ہونے چاہئیں۔ اصغر کا سر نہیں ہے۔ جب کسی کو پتہ نہ چلا کہ اصغر کا لاشہ
کہاں ہے تو حکم دیا کہ نیزے ہاتھ میں لیکر زمین پر نار و ظالم نیزے زمین پر مالتے
جارے تھے۔ برداشت نہیں کر سکو گے، ایک ظالم کا نیزہ جب اوپر آیا تو
علی اصغر کی لاش ساتھ آگئی، سر کاٹ کر نیزے پر بلند کیا۔ جب سر علی اصغر
نیزے پر بلند ہوا تو حسین کی آواز آئی علی اصغر! تیری قسمت

بس آخری فقرہ! لکھا ہے جب شہادتیں ہو گئیں، ریاض القدس میں
لکھا ہے کہ جب پامالی کا وقت آیا تو سواروں کو حکم ہوا کہ لاشوں کو پامال کر دو
اس حکم کا سننا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی، عمر سعد! عباس کی لاش پر
گھوڑے نہ دوڑانا۔ عباس کی ماں کو فنی کی رہنے والی ہے وہ ہمارے
خاندان کی ہے۔ کہا عباس کی لاش اٹھا لو۔ دوسری طرف سے آواز آئی
علی اکبر کی ماں لیلیٰ ابوسفیان کی نواسی ہے ہم علی اکبر کی لاش کو پامال نہیں
ہونے دیں گے۔ کہا علی اکبر کی لاش بھی اٹھا لو، حُر کے رشتہ دار آئے
کہا حُر کی لاش بھی اٹھا لو۔

اومین قربان! ہر ایک شہید کے رشتہ دار آتے گئے اور لاشیں
اٹھاتے گئے مگر دو لاشے رہ گئے ایک لاش حسین کی اور دوسرا چھوٹا سا لاشہ

میری ذات پر کہیں وَعَلَىٰ وَالِدَيْهِ اور میرے والدین پر کہیں، مجھے توفیق دے تاکہ میں وہ فضائل، وہ نعمتیں اور وہ مرتبے دنیا کو سناؤں اور سمجھاؤں کہ میرے فضائل یہ ہیں، میری والدہ کے فضائل یہ ہیں، میرے باپ کے فضائل یہ ہیں، میرے نانا کے فضائل یہ ہیں واصلح لی فی ذماتہم یعنی اور میری نسل کے نو اماموں کے فضائل۔۔۔۔۔ یہ ہیں۔

کوئی کہتا ہے حسینؑ جمہوریت کے لئے شہید ہو گئے، کوئی کہتا ہے سیاست کے لئے، نہیں بلکہ حسینؑ قرآن کے لفظوں میں فرماتے ہیں، اللہ فرماتا ہے کہ حسینؑ کا مقصد نبوت نہیں ہے، فرمایا اَلْعَمَلُ عَلَيَّ وَهُوَ الْعَامُ وَهُوَ نَعْمَتِيں ہیں جو میری ذات پر، میرے والدین پر اور میری اولاد پر ہیں۔ آج پتہ چلا کہ حسینؑ آپ، حسینؑ کی والدہ، حسینؑ کا باپ، حسینؑ کا نانا اور حسینؑ کی نسل کے نو امام ان کو کہتے ہیں اہل بیت، حسینؑ کی فضیلت کا ذرہ ذرہ کائنات کو سب کچھ بتا رہا ہے۔

یہ اصول کافی ہے، شیعوں کی کتاب ہے، صفحہ اس کا ۶۴۶ ہے، اس میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی خبر آئی اور ولادت کے ساتھ آئی، آواز آئی محمد! اللہ آپ کو ایک بیٹا عطا فرمائے گا، نواسہ ہو گا مگر امت اس کو قتل کر دے گی، تو رسالت تمام نے کہا کہ جب اس کو امت ہی قتل کر دے گی تو ایسا بیٹا عطا کیوں فرمایا جاتا ہے؟ آواز آئی فِي ذُرِّيَّتِهِ الْاِمَامَةُ وَالْوَلَايَةُ وَالْوَصِيَّةُ۔ شہادت کے بدلے میں امامت ان کے گھروں میں، ولایت ان کے گھر میں، وصیت ان کے گھر میں۔ فرمایا شہادت کے بدلے میں تمام چیزیں اس خاندان کو دے دی جائیں گی۔ رسول خدا نے کہا میں مان گیا، سید نے کہا میں مان گئی، علی نے کہا میں مان گیا حسینؑ نے عالم ارواح میں کہا میں مان گیا،

کیوں مسلمان! جب حسینؑ سارے گھر کا سودا کر کے امامت کیلئے آئے ہیں تو میں کیسے مان لوں کہ شہید حسینؑ ہو اور امامت غیر کے گھر کی ہو، ان کا کیا حق بنتا ہے۔

میرے خیال میں آپ سمجھ گئے ہیں، دیکھو! شہادت دیکر منصب لینا اور چیز ہے اور اجماع کر کے حامل کرنا اور چیز ہے۔

کیوں شیعو! عالمو! فاضلو! دانشمندو! یہ قرآن ہے، یہ اصول کافی ہے، اس حدیث کی کتاب سے تمہاری بڑی کوئی کتاب نہیں ہے اور قرآن سے بڑی آسمانی کتاب کوئی نہیں۔ ان دونوں کتابوں میں دعویٰ حسینؑ یہی ہے کہ میں آل محمد کے لئے شہید ہو رہا ہوں، فضائل محمد کے لئے شہید ہو رہا ہوں، تو جس کے لئے حسینؑ شہید ہوئے ہیں منبر پر آ کے وہ بیان کیا کرو جس کا کوئی مقصد ہی نہیں وہ مسئلے چھڑے کیوں جا رہے ہیں۔

باقی رہے ہمارے برادران اسلام۔۔۔۔۔ خدا انہیں خوش

رکھے۔۔۔۔۔ میرا مقصد کسی کی دلآزاری نہیں۔ یہ سب سے بڑی آپ کی کتاب ہے البدایہ والنہایہ علامہ ابن کثیر دمشقی کی، اس کے اندر لکھا ہے کہ حضرت امام حسینؑ جب عراق جا رہے تھے تو لوگوں نے کہا آپ تفریق بین المسلمین پیدا کر رہے ہیں، فرمایا وہ تفریق بین المسلمین نہیں کرتا جس کی شان اللہ نے بیان فرمائی ہو۔ فرمایا میری دعوت اللہ کی ہے، میری دعوت قرآن کی، میری دعوت اسلام کی، میرا بیان قرآن میں، میری سیرت قرآن میں، جو اللہ نے کہا ہے میں وہ کر رہا ہوں تفریق نہیں کر رہا ہوں۔

فرماؤ تم کہتے تھے کہ اہل بیت میں "فلا نا" داخل ہے مگر حسینؑ نے ترجمہ کر دیا

وَبْتَ اَوْسَعِي اِنْ اَشْكُرْ نِعْمَتَكَ الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ

فرمایا اہل بیت ہیں، اہل بیت میری والدہ، اہل بیت میرا نانا، اہل بیت میرا بابا
اہل بیت میری نسل کے نو امام۔ اب تو قرآن کے لفظوں میں حسین نے سارا خاندان
رگن دیلے۔ اس کے اندر باپ حسین کا آیا ہے، ماں حسین کی آئی ہے، ذات
حسین کی آئی ہے۔ بابا آیا ہے، ماں آئی ہے، اولاد آئی ہے، جب یار آئے
نہیں تو ملائے کیوں جا رہے ہیں۔ نعرہ جیدری

توجہ ہو گئی۔۔۔۔۔ کیوں عزیزان! یہ فرمائیے کہ قرآن شریف
سے مستند کتاب کوئی اور ہو اور حضرت امام حسین کے اپنے بیان سے کوئی اور بڑا
بیان ہو، اللہ جیسے راوی سے کوئی بڑا راوی ہو، نہیں نا۔۔۔۔۔ توجہ قرآن سے
کوئی مستند کتاب نہیں، اللہ سے بڑا کوئی راوی نہیں، حسین سے بڑی کوئی ذات نہیں
تو جو اس قرآن میں آیا ہے وہ پیش کر، یہ پکٹی روٹی کیسے پڑھی جا رہی ہے۔

فرمایا رب اذعنی ان اشکر نعمتك التي انعمت علي
وعلی والدی۔۔۔۔۔ فرما حضرت امام حسین نے ایک ایک فرد رگن دیا ہے۔
حسین نے تیرا جھگڑا ختم کر دیا ہے۔ حسین فرماتے ہیں انعمت علی، میں
دعلی والدی، میرے والدین، واصلح لی فی ذمتی میری اولاد
میری نسل کے نو امام۔ ایمان سے کہو قرآن کو ہاتھ لگا کے کہ جو تیرے قصے کہانیاں
تھے بتا! ماں تو آئی ہے، بیوی کہاں آئی ہے۔ نعرہ جیدری

حضرت امام حسین نے فرمایا انعمت علی وعلی والدی۔۔۔۔۔ تو پھر غلطی نہ کر
حضرت امام حسین کا جو منصب ہے، آل محمد کے فضائل بیان کرنا، آل محمد کی امامت
پر ایمان رکھنا یہ ہے ہمارا مذہب، یہ قرآن میں ہے۔ لہذا ہمارا مذہب اہل بیت
کا مذہب ہے۔

میری نسبت یہ یاد رکھو! کہ میں آل محمد کے سوا نہ کسی کو جانتا ہوں نہ

کسی کو جانتا ہوں۔ میں اگر جانتا ہوں تو آل محمد کو اور جانتا ہوں تو آل محمد کو، جو
ان کا ہے وہ میرا ہے۔ جو ان کا نہیں وہ میرا بھی نہیں۔ جو ان کا ہے اس پر
رحمت ہے جو ان کا نہیں اس پر۔۔۔۔۔

توجہ ہو گئی! فرمایا رب اذعنی الخ یا اللہ! مجھے توفیق دے کہ میں
تیری وہ نعمتیں ظاہر کروں جو تو نے مجھ پر کیں اور میرے والدین پر کیں۔ سبحان اللہ!
بڑے عارف مومن ہیں، جھگڑا تو ختم ہو گیا۔ یہی جھگڑا ہے ناکہ مراط مستقیم مل جائے
سیدھا راستہ مل جائے، تہمتوں میں سے۔۔۔۔۔ ناجی فرقل جائے۔

یہی تمنا ہے نا۔ تو دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ روزانہ نماز پڑھتے ہو، مسجد
میں آئے وضو کیا کھڑے ہوئے، کھڑے ہو کر نماز شروع

کی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمن بھی ہے
اور رحیم بھی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سب تعریفیں اللہ کے لئے جو عالمین
کا رب ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ رحمن ورحیم ہے، صَلَّیْکَ یَوْمَ الدِّیْنِ
ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ تیری ہی خالص عبادت کرتے ہیں وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ
تیری ہی ذات سے مدد چاہتے ہیں۔ اس کے بعد اگلا فقرہ پڑھو، سب کچھ پڑھ
کے کہا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہم کو سیدھا راستہ دکھلا دے
کن کا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ان کا راستہ دکھلا جن پر تیری نعمتیں
ہوں، جن پر تیرے انعام ہوئے، تو یہ قرآن کہتا ہے۔ حسین کہتے ہیں
اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَاٰلِیَّ النَّبِیِّیْنَ اِنَّمَا مِیْرَیْ ذَاتِ پَرِیْ، میرے بابا پر ہے
تو تیرے انعام کس پر ہے اور لعنت کس پر ہے۔ فرمایا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَیْهِمْ ان کا راستہ دکھلا جن پر تیرے انعام ہوئے۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ
ان کا نہ دکھلا جن پر تو ناراض ہو گیا، تیرا غضب ہو گیا۔ او اللہ کے تابع رہو!

اللہ کے فرمانبردارو! یہ فرماؤ غیبا المغضوب علیہم کہ اللہ تو ناراض ہو گیا اور تُوْرَضی اللہ بڑھتا رہا۔

جن پر اللہ کی نعمتیں ہیں وہ تو یہ گھر ہے باقی رہ گیا غیبا المغضوب علیہم جن پر تو ناراض ہو گیا۔ یہ فرماؤ! اللہ کو تو غضب آتا ہی نہیں، غضب تو ہے کہ دل کے اندر خون جوش مارے، غضب ہے۔ جب اللہ کیلئے بدن نہیں

بدن کیلئے دل نہیں، دل میں خون نہیں تو اللہ کا غضب کیسا۔
اللہ کو تو غضب آتا ہی نہیں اگر غضب آجائے تو یہ کیفیت ہے وہ تکلیف ہو جائے۔ یہ عرض ہے وہ معروض ہو جائے۔ بتاؤ! کہاں غضب آتا ہے۔ فرمایا غلطی نہ کر مجھے غضب نہیں آتا فرمایا وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ - جس پر میرے محمد کو غضب آجائے اس پر میرا غضب ہے۔ صحیح بخاری میرے ہاتھ میں ہے۔ محمد فرماتا ہے مَنْ أَعْضَبَهَا فَأَعْضَبَنِي جس پر فاطمہ کو غضب آجائے میرا غضب اس پر ہوتا ہے۔

اس سے آگے نہیں بڑھنا چاہتا عقلمندوں کیلئے اشارہ کافی ہے۔ صحیح بخاری صفحہ ۲۳۵ پہلی جلد، مال مومنوں کی راوی۔ (صلوٰۃ دی چھل آوے میں عرض کرال)۔

حضرت امام حسین کا یہ مشن ہے۔ رَبِّ اَوْذَعْنِي اِنْ اَشْكُرْ نِعْمَتَكَ الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَتِي يَا اَللّٰهُ ظَاهِرًا لِّاَنْعَمْتَ لِيْ كَوْجُوْمِيْ ذَاتِ بَرٍّ كَيْفَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ صُدُوْرِيْ

پر ہیں اور میرے والدین پر ہیں۔ قرآن تیرے سامنے ہے، خدا فرماتا ہے۔ جَارِ مَسْتَبِيْنَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ صُدُوْرِيْ

فَاُوْدِيْكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ لَا يَرٰ وَاَلَمْ يَرِ اَنَّكَ رَاقِدٌ

پہلا گروہ نبیوں کا، دوسرا گروہ صدیقیوں کا، تیسرا گروہ شہیدوں کا اور چوتھا صالحین کا۔ اب حسین کہتے ہیں انعمت علی وعلی والدتی کہ انعام ہے مجھ پر اور میرے والدین پر۔ دوسرا مرتبہ ہے صدیقیوں کا، اب فرماؤ! اگر حسین کا باپ صدیقی نہ ہوتا تو دوسرے مرتبے میں حسین نام کیوں لیتے۔ حسین نے فیصلہ کر دیا کہ نانا میرا نبی ہے بابا میرا صدیقی ہے غیر صدیقی ہو نہیں سکتا۔

کسی کی دلآزاری نہیں کرنا چاہتا جس کا جی چاہے صدیقی کہلاتے یا صدیقی بنے ورنہ ہر شہر میں دس پندرہ آدمی محمد صدیقی نام کے ہوتے ہیں۔

مگر یہ فرماؤ کہ صدیقی ہوتا کون ہے۔ شاہ ولی اللہ نے ترجمہ فرمایا کہ اَلصّٰدِقِيْنَ مَنْ يَّكُوْنُ فِيْ اَصْلِ فِطْرَتِهِ شَهِيدًا يَّالَا نُبِيَّاءُ کہ وہ نبی تو نہیں ہوتا مگر نبیوں کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس کی فطرت میں نبوت کے جوہر ہوتے ہیں۔ تو پھر آ محمد کے بعد کوئی ایسا بندہ پیش کر! جس کی ذات میں، صفات میں، صفات انبیاء پائے جاتے ہوں۔ خدا کے بندے! صدیق وہ ہے جس کی فطرت میں صداقت ہو۔ کفر نہیں، شرک نہیں، بت پرستی نہیں بلکہ صداقت ہوتی ہے۔ فرمایا صدیق وہ ہوتا ہے جو نبی تو نہیں ہوتا مگر نبیوں کے مشابہ ہوتا ہے کوئی بندہ ایسا دکھا جو نبی نہ ہو مگر نبیوں کے مشابہ ہو یا میں دکھاتا ہوں، ریاض النضرہ سے پڑھتا ہوں:-

نبی کریم نے فرمایا:- مَنْ اَسْلَمَ اَنْ يَنْظُرَ اِلَى اٰدَمَ فِيْ عِلْمِهِ وَ اِلَى نُوْحٍ فِيْ قَوْمِهِ وَ اِلَى اِبْرٰهِيْمَ فِيْ خَلْقِهِ وَ اِلَى مُوسٰى فِيْ بَطْنِهِ وَ اِلَى عِيسٰى فِيْ زُهْدِهِ فَلَيْتَ نَظَرَ اِلَى وَجْهِ عَلِيٍّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ - فرمایا جس نے آدم کا علم دیکھا ہو، نوح کا قوم دیکھا ہو، ابراہیم کی خلت دیکھی ہو، موسیٰ کی طاقت

دیکھتی ہو، عیسیٰ کا دم درود دیکھنا، اگر اس نے سارے نبی نہیں دیکھے تو ایک دفعہ حیدر کرار کا چہرہ دیکھ لے تو سارے نبی نظر آجائیں گے۔

حضرت فرماتے ہیں نعمت والے چار گھر میں، نبی ہے، صدیق ہے، شہید ہے اور صالحین ہیں۔ فرمایا نبی میرا نانا، صدیق میرا بابا، شہید میں اور باقی رہ گیا صالحین تو وہ میری نسل کے نو امام ہیں۔

جتنے نبی مرتے رہے وہ مرتے وقت یہ کہتے رہے کہ سَمَّا بَنَا نُو قِنِي مُسْلِمًا وَ اَلْحَقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝ يَا اَللّٰهُ هَيِّسْ لِمُسْلِمٍ كَرَمًا وَاَوْزِينَ صَالِحِينَ کے ساتھ ملا دے۔ تیرا کیا خیال ہے کہ تو صالحین ہے۔ نہ بابا! یہ وہ صالحین ہیں۔ حسینؑ فرماتے میری نسل کے نو امام وہ صالحین ہیں جن کے ساتھ مرنے کے بعد ابراہیمؑ اور موسیٰؑ تمنا کر رہے ہیں کہ ہمیں ان کے ساتھ ملا دے۔

لہذا یہ ہستیاں ممتاز، یہ ہستیاں مخصوص اور یہ ہستیاں محصوم ہیں اور ابند لے سے انتہا تک ان کے فضائل جو ہیں یہ ان کے اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ اعمال فضائل کا نتیجہ ہیں۔

میرے خیال میں آپ سمجھ گئے ہیں۔ مثلاً ایک آدمی نیچی کر کے بڑا بن جاتا ہے مگر یہ فرماؤ! کہ جن کے اپنی پیدائش سے پہلے فضائل ظاہر ہو رہے ہوں ابھی وہ خود ظہور میں نہ آیا ہو تو پھر فضائل اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ اعمال اس کے فضائل کا نتیجہ ہیں۔

معاف کرنا! میرا جہاں تک مطالعہ ہے میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی سیرت پر، حضرت کی شہادت پر اور ایک ایک عمل پر ایک ایک آیت پڑھ سکتا ہوں۔ جب شہادت کا ہی فیصلہ پہلے ہو چکا ہے کہ وَ عَدَا عَلَيَّ حَقًّا فِي التَّوَدَاةِ وَالْاِحْسَانِ وَالْقُرْآنِ۔ صلوات پڑھیے عرض کرتا ہوں،

لوگ کہتے ہیں رسولؐ کی چار بیٹیاں ہیں تو فاطمہؑ اپنے اعمال سے تو آگے نہیں بڑھ گئی، فاطمہؑ تو سب سے چھوٹی تھی جاتی ہے، بڑی بیٹیوں نے تو عمل زیادہ کئے ہوں گے! جو پہلے پیدا ہوئیں انہوں نے نمازیں زیادہ پڑھی ہوں گی، روزے زیادہ رکھے ہوں گے۔ مگر وہ اتنی نمازیں پڑھ کے، روزے رکھ کے فاطمہؑ نہ بن سکیں، تو یہ اعمال کی بات تو نہ ہوئی فضائل کی بات ہے۔

حسین ہمایں سعیدین شریفین سات آٹھ سال کے ہوں گے جب رسالتِ مبارک دنیا سے تشریف لے گئے تو آٹھ سال کے تو وہ بچے تھے یہ جتنے فضائل کے انبار لگے ہوئے ہیں، حدیثیں بھری ہوئی ہیں فرماؤ! حسینؑ کو آٹھ سال کی عمر تک اعمال کرنے کا تو کوئی موقعہ نہیں ملا کیونکہ وہ نابالغ تھے۔ یہ محمد رسول اللہؐ نے جو قبل بلوغت فضائل بیان فرما دیئے ہیں یہ کس کا نتیجہ ہیں؟

ذرا پوچھے مسلمانانِ عالم سے کہ سرکارِ دو عالم کے لئے آپ بڑا کچھ بیان فرماتے ہیں اور ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں مگر آپ کی کتابیں کیا کہتی ہیں یہ مستدرکِ حاکم ہے کہ كَانَ يَتَوَكَّلُ عَلَى ظَهْرِ رَسُولِ اللَّهِ كَرَجَبِ رَسَالَتِهِ نَمَازٍ يُرْتَضَى تَحْتَهُ تَوْحِينَ هَمَامِينَ سَعِيدِينَ شَرِيفِينَ دَائِمِينَ بَائِسِينَ كَهْرَمَةَ هُوَ جَاتِي تَحْتَهُ اَوْرُبَارِي بَارِي حَضُورِي كِي پِشْتِ پَر سَوَارِ هَوْنَتِي تَحْتِي۔ اگر کچھ دیر حسنؑ زیادہ رہ جلتے تو حسینؑ کہتے سہتیا! نیچے آؤ اب میری باری ہے، فرما! محمدؐ کی نماز ہو رہی ہے اور حسینؑ کی کھیل ہو رہی ہے۔

تو یہ کیا تھا؟ تاکہ نمازی دیکھ لیں کہ حسینؑ کے فضائل میری نگاہ میں نہیں اور ان کی عظمت میری نگاہ میں یہ ہے۔ بخاری جیسی کتابوں میں یہ روایت موجود ہے کہ رسالتِ مبارک خطبہ پڑھ رہے ہیں اور حسینؑ تشریف لارہے ہیں تو ان کا کوئی

پاؤں میں اٹک گیا، گرنے لگے تو حضور نے خطبہ کو چھوڑ دیا اور منبر سے اتر کے حسین کو اٹھایا، اٹھا کے منبر پر لائے اور اس کے بعد فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے یہ گر رہا تھا فَلَمَّا أَحْبَبْتُمْ فِي صَبْرِنَا كَرَسَا - کیوں مسلمان! لفظ تو ہے كَرَسَا أَحْبَبْتُمْ كَا كَرْمِ صَبْرِنَا كَرَسَا - مسجد بھی اپنی، نمازی بھی اپنے، ماحول بھی اپنا، لیکن ان کو گرتے دیکھ کر محمد صبر نہ کر سکے تو یہ فرما! جب کہ بلا میں گھوڑے سے گرے تو شیعہ کیسے صبر کریں۔

لہذا جہاں تک میرا مطالعہ ہے ساری زندگی رسالتِ مآب کی وقتاً فوقتاً ان کی تبلیغ میں گذری ہے۔ کبھی اپنے دوش مبارک پر ان کو سوار کر لیا، کبھی نماز کی حالت میں پشت پر سوار کر کے دکھلایا۔ یہ آخر بچے تھے نا! تو بچے کو اٹھا کے نماز نہیں ہوتی تو پھر مان جا کہ یہ عام بچے نہ تھے بلکہ ان کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی تھی۔

کتابوں میں موجود ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام رسالتِ مآب کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے اور حضور نے مسجد سے کوٹول دیا۔ ایک صحابی کہتا ہے کہ کافی وقت گزرنے کے بعد مجھے خیال آیا کہ شاید میں نے تکبیر کی آواز نہیں سنی اور حضور نے سر اٹھالیا ہو گا تو میں نے مسجد سے سر اٹھا کر کیا دیکھا کہ عَلَا صَوْتُ رَأْفِ عَلِيٍّ ظَهَرَ رَسُولِ اللَّهِ بِحُضُورِ الْبَشْتِ پُرسوار تھا تو میں نے مسجد سے میں سر رکھ دیا میں نے دو تین مرتبہ ایسا کیا لیکن حسین اپنی مرضی سے اترے، حضور نے سلام پھیرا تو سارے نمازی جمع ہو گئے، عرض کی یا رسول اللہ! کیا آج نمازی ہو گئی تھی یا کوئی اور بات ہے۔ فرمایا نہیں، نماز اتنی ہی ہے جتنی میں پڑھا کرتا تھا مگر رَأْفِ ابْنِي ارْتَحَلْنِي میرا بیٹا میری پشت پر سوار ہو گیا تھا اور مجھے اللہ نے یہ فرمایا تھا کہ محمد! نماز لمبی ہوتی ہے تو ہو جائے مگر اس بچے کو اس وقت اتارنا جب یہ خود اترے فَكَرِهْتُ أَنْ أُعَجِّلَهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ تُوَفِّرَ مَا لَمْ يَكُنْ يَتَوَقَّعُ

سمجھا کہ میں جلدی کروں۔ یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت پوری کرے۔ دیکھ خدا کے لئے غور فرما! جب محمد کی نماز حسین کے لئے لمبی ہو سکتی ہے مسجد سے کوٹول ہو سکتا ہے تو ماتم حسین میں تیری اذان ذرا آگے کیوں نہیں ہو سکتی۔

کہتے ہیں شیعہ ماتم کرتے ہیں اور ماتم میں نماز چھوڑ جاتے ہیں، نہیں! نماز چھوڑتے نہیں جمع کر کے پڑھتے ہیں اور نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا قرآن کا مسئلہ ہے، حدیث پاک کا مسئلہ ہے۔

کہتا ہے جی کیوں جمع کرتے ہو؟ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ جب آپ حج کے لئے جاتے ہیں اور مقام عرفات میں نماز کا وقت آتا ہے، نماز ظہر آتی ہے، نماز عصر آتی ہے تو آپ وہاں نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ شام کو جمع کر کے پڑھتے ہیں۔ وقت ظہر گیا، عصر گیا، شام کے وقت جمع کر کے پڑھیں، وہاں جمع کرنے کی علت مجھے سمجھا کہ کیا وجہ تھی؟ کہتے ہیں کہ آج حج ہو رہا ہے، حج کیا ہے؟ کہ اسماعیل کی قربانی کی یاد منائی جا رہی ہے۔ او خدا کے بندے! اسماعیل تو قربان ہوا ہی نہیں صرف چھری رکھی گئی ہے چلی نہیں ہے۔ تو جہاں چھری رکھی گئی ہے اگر اس کی یاد میں نمازیں جمع ہو سکتی ہیں تو جہاں چلی گئی ہے وہاں کیوں نہیں جمع ہو سکتیں۔

بس عزیزو! مختصر عرض کروں، ایک دفعہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے کسی نے کہا کہ حضور! اگر آپ محمد کے حقیقی بیٹے ہوتے تو اسے نہ ہوتے تو لوگ آپ کا بڑا اور کرتے، احترام کرتے۔ مگر چونکہ درمیان میں ایک واسطہ آ گیا ہے اس لئے آپ کے بارے میں کچھ لوگ تو دود کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ بات تیری معقول ہے میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ لوگ میرا احترام اس لئے نہیں کرتے کہ میں بیٹا نہیں بلکہ نواسہ ہوں۔ فرمایا بتا! میں تو نواسہ ہوں لیکن میری ماں تو محمد کی حقیقی بیٹی تھی اس کا لوگوں نے کتنا احترام کیا ہے۔

مسلمانوں نے حضرت امام حسین کی شان کو سمجھا ہی نہیں۔ آج حضرت امام حسین علیہ السلام میدانِ کربلا میں موجود ہیں اور ان نعمتوں کا شکر تیرا ادا کر رہے ہیں جو ان پر ہوئیں، ان کے ماں باپ پر ہوئیں، آج حسین اپنے خاندانی فضائل سننے اور نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد اپنے وعدہ کے مطابق وان اعمل صالحاً قرضہ وہ عمل کرنا چاہتے ہیں جو عمل صالح ہے اور اس میں صرف اللہ کی رضا مطلوب ہے۔

سب سے پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام نے میدانِ کربلا میں آکر اپنے خاندانی فضائل سنائے اور ان نعمتوں کا ذکر کیا جو اللہ کی طرف سے ان کو ملیں۔ لکھا ہے مظلوم کربلا نے گھوڑے کی زین پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اگر تم نہیں جانتے کہ میں کون ہوں تو سنو!

اَقْبَبْتُ عَلَى الظُّمْرِ مِنْ آلِ هَارِثٍ كَفَانِي بِهَذَا المَقْفَرِ اَحِبِّنَ اَخْوَا
وَحَدَّثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ اَكْرَمَ خَلْقِهِ وَكُنَّ سِوَا جِ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ نَذْوُ
وَفَا هَيْهَاتُ اُمِّي سَلَاةَ اَحْمَدَ وَعَرَّتْ يَدِي دَوْلَةَ اَحِبِّينَ جَعْفَرُ
وَفِينَا كِتَابَ اللّٰهِ اَنْزَلَ صَادِقًا وَفِينَا اَلْهُدَى وَالْوَحْيَ وَالْقَبْرَ يَدُ

کہیں علی پاک کا بیٹا حسین ہوں اور ہاشمی خاندان ہے۔ میرے لئے میری بڑا نضر ہے کہ میں علی پاک کا بیٹا ہوں اور میرا نانا رسول ہے جو تمام مخلوق سے بزرگ ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے چراغ ہیں اس کی زمین میں، اور فاطمہ میری ماں ہے جو محمد کی بیٹی ہے اور وہ جعفر طیار میرا ہی چچا ہے جو فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتا ہے، اور اللہ کی کتاب ہمارے گھر میں آئی اور اللہ تعالیٰ کی وحی، ہدایت اور نبی بھی ہمارے گھر میں آئی۔

بتاؤ! تم میں ایسا کون ہے جو اتنے فضائل کا مالک ہے اور مجھ سے بہتر ہے بس میرے عزیز و اقربا کو اور دو مجھے مصائب کے پڑھوں تاکہ

شہید ذوالجناح آئے اور دل بھر کر آپ ماتم کریں۔ مگر یہ فرماؤ! کہ میرے اندر تو اتنا جذب نہیں کہ آپ کو گھج کر لیا جائے۔ فرما! وہ کس کا غم ہے اور وہ کس کی محبت ہے جو تجھے کھینچ کر لے آئی ہے اور یہ کس ہستی کی یادگار ہے جس کے لئے اتنے جلوس نکل رہے ہیں یہ حسین کا غم ہے۔ شیعو! دل جمعی سے ماتم کرو اور روؤ! کیونکہ زینب کو کسی نے رونے نہیں دیا۔

اوپر قربان جاؤں یہ دسویں محرم کا دن ہے وہ دن جس کو مسلمان عید کا دن کہتے ہیں۔ اسی کی صبح کو مظلوم کربلا خیمے کے دروازے پر کرسی پر تشریف فرما تھے کہ شمر ملعون نے آکر آواز دی هَلْ مِنْ قَبَائِرِ بْنِ حَسِينٍ! کوئی جو ان ہے تو بھیج، تو حسین کرسی سے اٹھے، ابھی رکوع کی حالت تک آئے تھے کہ علی اکبر نے بڑھ کر بیٹھا دیا کہ بابا! جس باپ کا اٹھارہ سال کا جوان بیٹا ہو اس کے ہوتے ہوئے بوڑھا باپ کیوں جائے۔ ابھی علی اکبر تیاری کر رہے تھے کہ غازی عباس آگے بڑھے کہ علی اکبر! تم بھی بیٹھ جاؤ۔ تو حسین کا بیٹا ہے اور حسین محمد کا بیٹا ہے۔ میں میدان میں جاؤں گا۔

ہائے جگر برداشت نہیں کرتا۔ جب چند گھنٹوں کے بعد نہ عباس رہا، نہ علی اکبر رہا اور نہ قاسم رہا۔ جب سارے شہید ہو گئے تو پھر شمر نے لاکار اکھین! کوئی جو ان ہے تو میں قربان، لکھا ہے حسین کرسی سے اٹھے جب اس حالت میں آئے جہاں سے عباس اور علی اکبر نے بٹھا دیا تھا تو لَطَفَ يَوْمِنَا وَنَشَمَا اَلَا پھلے داہیں دیکھا پھر باتیں دیکھا کہ اب بھی کوئی ہے جو کہے کہ حسین! بیٹھ جا میں موجود ہوں۔ جب کوئی نظر نہ آیا تو مقتل کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ او عباس! او علی اکبر! او قاسم! کہاں ہو میں نے تجھے گھوڑے پر سوار کر لیا تھا اب تجھے گھوڑے پر کون سوار کر لے گا اور رکابیں کون پکڑے گا۔

سید بیٹھے ہو مومن بیٹھے ہو اب برداشت نہ کر سکو گے۔ یہ فرمانا تھا، کیا دیکھا کہ ایک نبی کے ہاتھ میں گھوڑے کی لگام ہے کہا جیتا حسین! گھبرا نہیں اگر عباس نہیں تو زینب جو موجود ہے تجھے گھوڑے پر نہیں سوار کراتی ہوں، رکاب میں پکڑتی ہوں۔ حسین گھوڑے پر سوار ہوئے، میدان کی طرف چلے، ایک جگہ گھوڑا رک گیا، حسین نے فرمایا میرے نانا کے گھوڑے مجھے پتہ ہے تو تین دن کا بھوکا بیاسا ہے لیکن میں حسین وعدہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد تجھ پر سوار نہیں ہوں گا مجھے صرف میدان تک پہنچا دے۔ گھوڑے نے سر سے اپنے پاؤں کی طرف اشارہ کیا۔ کیا دیکھا کہ ایک چار سال کی بچی ہے جو گھوڑے کے پاؤں سے پٹ کھینچی ہے اور کہہ رہی ہے میرے بابا کے گھوڑے! بابا کو نہ لے جا، ورنہ میں تیم ہو جاؤں گی۔ حسین گھوڑے سے اترے سکیٹہ کو گود میں لیا پیار کیا پھر فرمایا جا سکیٹہ اب خیمے میں چلی جا۔ تو سکیٹہ نے روکے کہتی ہے بابا! آپ تو جا رہے ہیں لیکن میں کس کے سینے پر سوؤں گی۔ تو حسین نے فرمایا بیٹی! تو اپنی ماں کے سینے پر سونا۔ کہا بابا! میری ماں کے ساتھ تو جیتا علی اصغر سوتا ہے۔ فرمایا نہیں سکیٹہ، علی اصغر آج کے بعد میرے پاس سویا کرے گا۔

مختصر کڑوں سید بیٹھے ہو برداشت نہ کر سکو گے۔ میں نے خود پڑھا ہے کہ جب حسین میدان میں آئے تو چار ہزار تیرہ کمانوں سے نکل کر تبول کے لعل کی طرف آئے۔ راوی کہتا ہے میں قربان جاؤں حسین کے اس نازک بدن پر چور رسول کی گود اور تبول کی آغوش میں ناز و نعم سے پلا تھا، چار ہزار تیرہ کمانوں کے نازک بدن نے کیسے برداشت کیا ہوگا۔ جناب سید سجاد سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے بابا کے جسم پر کتنے زخم تھے تو سجاد نے ہاتھ سے انگشتری اتاری اور فرمایا کہ میرے غریب بابا کے جسم پر اس نگینے جتنی بھی جگہ خالی نہیں تھی جب تیرا درتھر لگ رہے تھے تو حسین فرما رہے تھے رضا بقضاءہ و تسلیہ لامرہ

جب حسین نے دیکھا کہ میرا آخری وقت ہے تو گھوڑے کو قریب کیا، اپنا خون لیکر گھوڑے کی پیشانی پر لگایا اور فرمایا ذوالجناح! خیموں کی طرف چلا جا، بتانے کی ضرورت نہیں، تجھے دیکھ کر زینب خود سمجھ جائے گی کہ میرا سبھاٹی مارا گیا ہے گھوڑا آیا درخیمہ پر، زینب نے باہر آ کر دیکھا تو گھوڑے کی پیشانی خون سے رنگیں ہے زینب دھلکی ہوئی ہے وہیں زمین پر بیٹھ گئی اور سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، ہائے میرا بھتیجا حسین مارا گیا۔

بس او مومنا! جب تم شبیہ ذوالجناح نکالو تو کچھ دیر کے لئے ذوالجناح کو مستورات کے حلقے میں بھیجو، اور میری بہنو! بیٹیو! اب تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جب ذوالجناح تمہارے حلقے میں آئے تو ایک چار سال کی بچی تلاش کرو جو سیدوں کی ہوا آنتیوں کی نہ ہو۔ اس کے ہاتھ میں گھوڑے کی لگام دیکر شام کی طرف منہ کر کے کہو کہ سکیٹہ تیرے بابا کا بڑا ارمان ہے۔ ماتم حسین

اللعنة الله على الظالمين

مجلس یادہم

اثبات عزاداری امام حسین علیہ السلام



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرًا وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَالْأَيْلِ إِذِ الْيَسْرِ هَلْ فِي
ذِي الْقَعْدِ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ (پنچ سورۃ الفجر)

حضرات! خلا فرماتا ہے قسم ہے فجر کی اور دس متبرک اور بزرگ راتوں کی
جفت اور طاق یعنی دسویں اور نویں کی اور اس رات کی جو شکل سے گذری اس میں
صاحبان عقل کیلئے بڑی قسم ہے۔

یہ سورۃ فجر کی آیت ہے۔ شیعہ تفسیروں میں اس سورۃ کا نام سورۃ حسین
آیا ہے۔ تفسیر برہان جلد چہارم ص ۱۵۶ میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نے فرمایا کہ اپنے فرائض اور نوافل میں سورۃ فجر کو پڑھا کرو یہ حسین ابن علی کی سورۃ
ہے۔ جس نے اس کو پڑھا وہ روز قیامت جنت میں حضرت امام حسین علیہ السلام
کے ساتھ ہوگا۔

حضرات! آج یوم عاشورہ ہے اسی لئے میں نے اس دن کی مناسبت سے
یہ آیت پڑھی ہے کہ قسم ہے دس راتوں کی۔ اور صبح عاشورہ کی تمام تفسیروں میں ہے کہ
اس سے مراد محرم کی دس راتیں اور صبح عاشورہ ہے۔

حضرات! ماتم تو سارا سال ہوتا ہے مگر یہ ماتم کے خاص دن ہیں،
کیونکہ موسم میں آکے ہر چیز دو چند ہو جاتی ہے۔

سال میں اسلامی نقطہ نظر سے تین عشرے منائے جاتے ہیں۔ پہلا عشرہ
رمضان شریف کا آخری عشرہ ہے جو نزول قرآن کا عشرہ ہے، لیلۃ القدر کا عشرہ ہے
اعتکاف کا عشرہ ہے اور شہادت علی کا عشرہ ہے۔ اگر کچھ پوچھو تو قرآن صامت کے
نزول کا عشرہ ہے اور قرآن ناطق کے عروج کا عشرہ ہے۔

دوسرا عشرہ ماہ ذوالحجہ کا پہلا عشرہ ہے۔ یہ حضرت اسماعیل کا عشرہ ہے
آل ابراہیم کا عشرہ ہے، رضا و تسلیم کا عشرہ ہے، حضرت باجرہ کی یاس کا عشرہ ہے،
اور حضرت اسماعیل کی پیاس کا عشرہ ہے۔ الغرض یہ ذبح عظیم کے خواب کا عشرہ ہے
تعبیر خواب کا عشرہ اور ذبح عظیم کے مصداق کا عشرہ اس کے بیس دن کے بعد
آتا ہے۔

وہ تیسرا عشرہ محرم الحرام کا عشرہ ہے جو شہیدانِ کربلا کی غربت و کربت کا
عشرہ ہے۔ آل محمد کی وطن سے فرقت کا عشرہ ہے، حسین کی شہادت کا عشرہ ہے
زینب کی بے روائی کا عشرہ ہے۔ یہ وہ عشرہ ہے جس میں زینب کے بال کھل گئے
حسین کے نو نہال رُل گئے، سید زویاں جنگل میں بے سہارا ہو گئیں، محمد کی بہو بیٹیاں
بے چارہ ہو گئیں یعنی اس کی پہلی سے لیکر دسویں تک جہنستانِ محمد اُجڑ گیا۔

مگر ملتے افسوس! جب ماہ رمضان کا عشرہ آیا، نزول قرآن کا عشرہ آیا تو
ہم تمام مسلمانوں کے ساتھ تھے، مساجد میں معتکف تھے، ترک لذات کے محترف
تھے اور حجب ذوالحجہ کا عشرہ آیا تو یاد ابراہیم و اسماعیل میں ہم دوش بدوش تھے۔
لیکن جب محرم کا عشرہ آیا تو حسین کی یاد منانے میں ہم شیعہ تنہا رہ گئے یہ شیعیان
چند رکڑے ہی ہیں جو یاد امام مظلوم منار ہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ رسول کا نواسہ

بے یارو مددگار مارا گیا لیکن پھر بھی دعویٰ محبت و مودت ہے۔ آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ کوئی بغیر محبت رورہا ہو۔ جہاں محبت نہ ہو وہاں رقت تو آہی نہیں سکتی اور تعلق کے بغیر کوئی رونا ہی نہیں۔ جب آپ بازار سے گذرتے ہیں تو ایک مکان سے رونے کی آواز آتی ہے لیکن باقی سارا بازار خاموش ہے تو آپ سمجھ نہیں لیتے کہ اس گھر میں کوئی صدمہ ہے تو جس گھر کا تعلق ہے وہ رورہا ہے باقی سب خاموش ہیں۔

تو حضرت! تعلق تین قسم کے ہوتے ہیں یا تعلق جسمانی ہوتا ہے یا تعلق روحانی ہوتا ہے یا تعلق ایمانی ہوتا ہے، یا ایمان کا تعلق ہو تو تب جا کے کوئی روتا ہے یا روح کا روح سے تعلق ہو تو تب جا کے کوئی روتا ہے یا قرابت کا تعلق ہو تو روتا ہے۔ اب بتا! تعلق کے بغیر تو کوئی رونا نہیں۔ محرم کا چاند جب سے تونے دیکھا ہے ان شیعوں کے گھروں سے مستورات کی ساری ساری رات شب بیداریاں، ہائے حسین! ہائے زینب! ہائے سکینہ کی آوازیں آرہی ہیں۔ بچے، نوجوان رورہے ہیں، پیٹ رہے ہیں، ماتم کر رہے ہیں اور باقی تمام بہتر فرقے اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں تو تیری سمجھ میں نہ آیا کہ آل محمد سے تعلق کس کا ہے؟

اگر مسلمانوں کو آل محمد سے کوئی تعلق بھی ہوتا تو ماہِ محرم میں کو بند کرنے کو شش نہ کرتے۔ مجھ سے ہر روز سوال ہوتے ہیں، رقعے آتے ہیں کہ مولوی صاحب! پیٹنا کہاں لکھا ہے، مگر افسوس! کہ آج تک ایک رقعہ بھی نہ آیا کہ زینب کو ٹوٹنا کہاں لکھا ہے۔

کہتے ہیں روتے کیوں ہو، پیٹتے کیوں ہو۔ کیوں اور مسلمانو! مجھے ایمان سے بتاؤ! کہ اگر تمہارا چھوٹا سا گھر ٹوٹا جائے تو مکان کی چھت پر چڑھ کر کہتے ہو کہ لوگو! میں برباد ہو گیا، میں تباہ ہو گیا تو سارا محلہ اکٹھا ہو جاتا ہے اگر دکھتا ہے

تو کہتا ہے یہ بیچارہ سچا پیٹ رہا ہے۔

او اللہ کے بندے! تیرے چار برتن ٹوٹے جائیں تو تو سچا پیٹ رہا ہے اور محمد کی بیٹیوں کا سارا گھرا بڑ گیا تو ہم غریب شیعہ غلط پیٹ رہے ہیں۔

یہ آل محمد سے محبت اور تعلق ہی ہے جو روزِ عاشورِ خوشیاں منانے کی تلقین کی جاتی ہے۔ یہ تمہاری مشکوٰۃ شریف ہے اس کے منہ میں لکھا ہے۔
مَنْ وَ تَبِعَ عَلِيَّ عَمَّا لَمْ يَوْمَ عَاشُورَا وَ تَبِعَ اللّٰهَ عَلَيْهِ كَرَجِبِ دَسُوِيْنَ مَآهٍ مَحْرَمِ
آئے تو بچوں کو اچھے کھانے کھلاؤ، نئے کپڑے پہناؤ۔ او مسلمان! ہم کس دن اچھے کھانے کھائیں جس دن سکینہ پیالہ لئے پھرتی تھی کہ مسلمانو! مجھے پانی دے دو میں حسین کی بیٹی ہوں۔

اب بتاؤ! کیا محبت آل محمد بھی ہے کہ جس دن نواسہ رسول شہید ہو گیا اس دن عید منائی جائے۔

کسی نے رقعہ لکھا ہے کہ قتل حسین کا سارا سامان تمہارے گھروں سے نکلتا ہے لہذا قاتل بھی تم شیعہ ہو اور روتے بھی تم ہو۔

اس کے جواب میں میری گزارش ہے کہ اگر یہ بات ہے تو بتا! جب حضرت یوسف کے گیارہ بھائیوں نے حضرت یوسف کو کنوئیں میں پھینکا تو دعاء و
عَلَى قَمِيصِهِ بَدَا كَتِبَ كَرْتَةً بِرُجْحِ ثَاخُونِ لَكَ كَرْتَةً آتَى اور حضرت
يعقوب نے وہ کرتے لے لیا تھا اور اس کو دیکھ دیکھ کر روتے تھے۔ جب
حضرت يعقوب روتے تھے تو وہ مارنے والے، ظلم کرنے والے کہتے تھے بابا!
نہ روؤ، رونے سے تمہاری آنکھوں کی بینائی جا رہی ہے لیکن يعقوب نبی رو رہے
ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ میرے بیٹے کی نشانی ہے۔ تو آج پتہ چلا کہ ظالموں کے دو کام
ہوتے ہیں پہلے ظلم کرتے ہیں پھر ظلم کو رونے سے روکتے ہیں۔

جب کوئی قتل ہو جاتا ہے تو اس میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک قاتل کے وارث ہوتے ہیں اور دوسرے مقتول کے۔ قاتل کے وارث اپنا پورا زور لگاتے ہیں کہ وہ بری ہو جائے لیکن مقتول کے وارث کہتے ہیں کہ خواہ ہمارا سارا گھر یک جلتے اگر پہلی پیشی پر ہی قاتل کو پھانسی نہ دلوائی تو ہم وارث کیسے ہیں؟ اب مجھے ایمان قرآن سے بتاؤ کہ وہ سامان جس سے قتل ثابت ہوتا ہے وہ عدالت میں قاتل کے وارث پیش کرتے ہیں یا مقتول کے وارث۔ اواللہ کے بندے! قاتل کے وارث تو اس سامان کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ قتل کا کوئی ثبوت نہ ہے اور مقتول کے وارث عدالت میں ہر پیشی پر وہ سامان پیش کرتے ہیں تاکہ قتل چھپ نہ جائے۔ تو یاد رکھو! ہم شیعہ عاشور اور اربعین کی عدالت میں گلیوں اور بازاروں میں اُس وقت تک یہ سامان پیش کرتے رہیں گے جب تک عدالت الہی سے قاتل کو سرعام سزا نہ مل جائے اور اس فیصلے تک جو بھی اس کو روکنے کی کوشش کرے گا وہ قاتل کا حمایتی ہوگا اور جو دکھاتے رہیں گے وہ مقتول کے حمایتی ہوں گے۔

بس میرے عزیزو! مختصر کروں تاکہ آپ کو ماتم حسین کرنے میں دیر نہ ہو جائے۔

کہتے ہیں کہ یہ جو تم روتے ہو، ماتم کرتے ہو، زنجیر زنی کرتے ہو، ہائے وائے کرتے ہو قرآن میں دکھاؤ کہاں لکھا ہے۔ تو میں تمام مسلمانوں سے پوچھتا ہوں کہ شراب حرام ہے قرآن میں لکھا ہے، جو احرام ہے قرآن میں لکھا ہے جو حرام ہے قرآن میں لکھا ہے، زنا حرام ہے قرآن میں لکھا ہے۔ مجھے کوئی ایک آیت دکھا دے جس میں لکھا ہو کہ ماتم حرام ہے میں آج ماتم پھوڑوں گا۔

کہتے ہیں دکھاؤ کہاں لکھا ہے۔ ساتواں پارہ کھولو، پہلی آیت دیکھو میرا اللہ فرماتا ہے کہ وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ رَأَى السُّؤْلَ تَوَخَّأُ عَيْنُهُمْ

تَفِيضٌ مِّن لَّدُنِّي مَعًا عَرَفُوا مِّنَ الْحَقِّ كَرِجِبٍ وَهَسْتُمْ هِيَ جَوَانًا رَأَى بَيْتِ
طرف رسول کی تو وہ حق پہچان پہچان کر رو رہے ہیں یہ روئے کی آیت ہے
حق کو پہچان کے رونا قرآن سے ثابت ہے۔

کہتے ہیں رونا تو جائز ہے لیکن یہ جو تم ہائے وائے کرتے ہو کہاں لکھا ہے
تو چھٹا پارہ کھول پہلی آیت دیکھ خدا فرماتا ہے لَا يَحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّؤءِ
مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَن ظَلَمَ ۗ كَمَا لَقِيَ اللَّهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
مگر جہاں کوئی مظلوم ہو جائے خدا کی اجازت ہے۔ کیوں میرے عزیز حسین مظلوم ہے
یا نہیں؟ اگر حسین مظلوم ہے تو ہمیں رو لینے دے اگر مظلوم نہیں تو ہم نہیں
روتے۔

پھر کہا جاتا ہے کہ زنجیر زنی کہاں لکھی ہے۔ بارہواں پارہ سورۃ یوسف
پڑھو فرمایا فَلَمَّا دَايَمَتِ الْكِبْرُؤُا وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ
مَا هَذَا الْبَشْرَآءُ إِن هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۗ کہ جب مصر کی عورتوں نے حضرت
یوسف کو دیکھا تو محبت میں آکر چھریوں سے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اگر محبت یوسف
میں چھریاں چل جائیں تو جائز ہو جاتا ہے اور اگر محبت حسین میں زنجیر چل جائیں تو بدعت
ہو جاتا ہے۔

کہتے ہیں وہ تو کافر عورتیں تھیں ان کا فعل پارسے لئے محبت نہیں ہے
چلو مان لیتا ہوں، خدا فرماتا ہے وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ
جَهَنَّمَ كَمَا جَاءَ فِي الْقُرْآنِ ۗ كَمَا لَقِيَ اللَّهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
جب حضرت ابراہیم کو تپہ تھا کہ کسی کو قتل کرنا حرام ہے تو اس نے نبی ہو کر اپنے بیٹے
اسماعیل کے گلے پر چھری کیوں رکھی، کہتے ہیں جی وہ تو محبت کی بات ہے۔ تو پھر تمہیں
پتہ نہ چل گیا کہ شریعت کی زمیں اور ہوتی ہیں اور محبت کے تقاضے اور ہوتے ہیں۔

ایک ہوی کچن لگا کہ حسین شہید ہیں اور شہید زندہ ہوتے ہیں ان کو درجہ مل گیا، یہ حسین کے درجے کو روتے ہیں کہ کیوں مل گیا۔ میں نے کہا مجھے یہ بتا! کہ یعقوب جو یوسف کو چالیس سال تک روتا رہا وہ زندہ سمجھ کر روتا تھا یا مردہ سمجھ کر زندہ سمجھ کر روتا تھا نا! تو پھر تیری عقل میں نہ آیا کہ زندہ کو رونا نبیوں کی سنت ہے۔

باقی رہا کہ حسین کو درجہ مل گیا ہم اس کے درجہ کو روتے ہیں تو بتا! کہ جب یعقوب نبی روتا تھا تو کیا اس لئے روتا تھا کہ وہ بادشاہ کیوں بن گیا۔ حالانکہ حضرت یوسف مصر کے بادشاہ تھے، ساری دنیا کو گندم تقسیم فرما رہے تھے، کیا وہ یوسف کی بادشاہی اور سرداری کو روتا تھا۔ نہیں مسلمان غلطی نہ کر! یعقوب رو کر کہتے تھے بیٹا یوسف! میں تیری بادشاہی اور سرداری کو نہیں روتا بلکہ روتا اس لئے ہوں کہ تُو نبی کا بیٹا تھا تجھے طلائے مارے کیوں، رسی کاٹی کیوں، کنوئیں میں پھینکا کیوں اور چالیس کھوٹے درہموں سے بیچا کیوں، روتا اس لئے ہوں تو ہم غریب شہید بھی حسین کے درجے کو نہیں روتے بلکہ روتے اس لئے ہیں کہ حسین، تُو نبی کا بیٹا تھا تجھ سے مدینہ چھڑا یا کیوں، تیرا بانی بند کیا کیوں، تجھے شہید کیا کیوں، سلینہ کو طلائے مارے کیوں۔

زندہ حسین کو صرف ہم نہیں روتے بلکہ زندہ حسین کو رسول روبا، زندہ حسین کو علی روبا اور زندہ حسین کو بول روئی۔ ہم تو حسین کو اس وقت روتے ہیں جب حسین جنت میں زندہ ہے۔ لیکن رسول حسین کو اس وقت روتے ہیں جب حسین ان کی گود میں زندہ ہے۔ مشکوٰۃ شریف میرے ہاتھ میں۔ باب مناقب اہل بیت میں لکھا ہے حضرت ام الفضل فرماتی ہیں کہ جب حسین پیدا ہوئے تو میں ان کو لیکر رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے حسین کو حضور کی گود میں رکھ

دیا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو حضور کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو غوشی کی وجہ سے لیکر آئی تھی اور آپ نے رونا شروع کر دیا ہے تو حضور نے فرمایا ام الفضل تو حسین کو لیکر آئی و جَاءَ جَدًّا يُسَلِّ بِسُورَةٍ كَرِيْمًا اور جبرائیل کر ملا کی مٹی لیکر آگیا اور کہا کہ اے محمد! اس بچے کو دل بھر کر پیا کرے سَقِّتْكَ اَمْتًا کہ کسی دن تیری امت کا خنجر ہوگا اور حسین کا حلقوم ہوگا۔

وہ مٹی حضور نے ام سلمہ کو دیکر فرمایا ام سلمہ! اس کو محفوظ رکھ لے۔ جس دن یہ مٹی خون ہو جائے سمجھ لینا میرا حسین شہید ہو گیا ہے۔ ام سلمہ فرماتی ہیں جب حسین مدینہ سے چلے تو میں ہر روز اس شیشی کو دیکھتی تھی جس میں مٹی تھی۔ لیکن جب دوسری محرم کا دن آیا تو دوپہر کے وقت میرا دل بہت گھبرا یا۔ میں کبھی اندر جاتی تھی کبھی باہر آتی تھی آخر مجھے غش آگیا۔ نیند کی حالت میں میں نے کیا دیکھا کہ رسول خدا تشریف لارہے ہیں ان کے سر میں بھی مٹی ہے اور دائرہ پاک میں بھی مٹی ہے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے آرہے ہیں۔ میں نے عرض کیا مَا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ کہ یا رسول اللہ! کیا بات ہے۔ فرمایا اَلَا نَسْتَحْدِثُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ مِیْنِ حُسَيْنٍ كِی قَتَلَ كَاهٍ سَے آکر ہا ہوں میرا حسین مارا گیا۔

اب بتا! حسین کو رونا اور سرول میں خاک ڈالنا سنت ہے یا بدعت ہے؟ سو باقی رہا تعزیر، ہندوستان میں تعزیر لائے والا امیر تیمور ہے اور اس تعزیر بنانے والے کی عزت و عظمت ملاحظہ کر۔ یہ میرے ہاتھ میں صواعق محرقة ہے اس کے صفحہ ۲۴۶ پر ہے کہ جب امیر تیمور کی موت کا وقت قریب آیا تو کیا دیکھا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور رنگ متغیر ہو گیا۔ حضور زری ریر کے بعد ہوش آیا تو پھر رنگ اسی طرح ہو گیا۔ تو عزیز واقارب نے پوچھا کہ ابھی ابھی آپ کا رنگ بالکل سیاہ

ہو گیا تھا پھر ٹھیک ہو گیا کیا بات ہے۔ تو امیر تمیور نے جواب دیا کہ میں بادشاہ ہوں میں نے بڑی جنگیں لڑی ہیں، مجھ سے کسی بے گناہ بھی مارے گئے ہوں گے مجھ سے اور گناہ بھی سرزد ہوتے ہوں گے۔ چونکہ میں گنہگار تھا اس لئے عذاب کے فرشتے جہنم کا لباس لے کر میرے پاس آ رہے تھے تو میرا رنگ متغیر ہو گیا پھر کیا دیکھا کہ رسول خدا کے ہاتھ میں جنت کا لباس ہے وہ آ کر فرشتوں کو فرماتے ہیں اذہبوا عنہ کہ او عذاب کے فرشتو! اس سے دور ہٹ جاؤ۔ اگر چہ یہ گناہ گار ہے لیکن میرے حسین کا تعزیرہ وار تو ہے۔

رسول خدا نے فرمایا کہ اَنَّا يَحِبُّكَ يَا سَيِّدِي کہ یہ میری اولاد کا جبار تھا اور میری اولاد پر احسان کرتا تھا۔ تو تجھے پتہ نہ چل گیا کہ حسین کا تعزیرہ وار ہونے اسکی شفاعت کیلئے خود رسول خدا تشریف لاتے ہیں۔

اسی صواعق محرکہ میں ہے کہ جب امیر تمیور گیا تو ایک قاری قرآن کی عادت تھی کہ وہ جب بھی امیر تمیور کی قبر کے پاس سے گذرتا تو یہ آیت پڑھتا تھا کہ حُذُّوْا فَعَلُّوْا ثُمَّ الْجَحِيْمُ صَلُّوْا عَلَیْہِ کہ اے فرشتو! اس کو بکڑو اور اس کو طوق پہناؤ پھر اس کو جہنم میں داخل کر دو۔ وہی قاری کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ سویا ہوا تھا۔ میں نے خواب میں جناب رسالتاً کو دیکھا کہ وہ تشریف فرما ہیں اور حضور کے ایک طرف امیر تمیور بیٹھا ہوا ہے تو مجھے غصہ آ گیا۔ میں نے کہا کہ او دشمن خدا! تو یہاں کیوں بیٹھا ہے۔ میں نے ابھی اس کا ہاتھ پکڑنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اس کو یہاں سے اٹھا دوں تو حضور نے فرمایا او قاری! اس کو چھوڑ دے، کیونکہ یہ میری آل کا جبار ہے میرے حسین کا تعزیرہ وار ہے، تو قاری کہتا ہے کہ میں نے اس کے بعد کبھی بھی امیر تمیور کی قبر پر عذاب والی آیت نہیں پڑھی۔ تو عواد حسین کی یہ شان ہے کہ رسول خدا اس کو اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔

بِسْ عَزِيْزٍ وَاٰخِرِيْ جَمَلِيْ ہوں، میرے پاس ماتم کے ہزاروں ثبوت ہیں۔ اگر جاہ تو بڑے بڑے بزرگوں کے ماتم دکھلا سکتا ہوں حضرت بی بی عائشہ کا ماتم دکھلا سکتا ہوں، حضرت عمر کا ماتم دکھلا سکتا ہوں لیکن مجھے کسی سے کوئی غرض نہیں ہے کوئی ماتم کرے یا نہ کرے میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ لاش حسین پر زینب جو ماتم کر رہی ہے۔

تاریخ ابن کثیر کی آٹھویں جلد میرے ہاتھ میں ہے اس میں لکھا ہے کہ بعض شہادت حسین کے جب بیبیاں لاش حسین پر آئیں تو لاش کے ارد گرد حلقہ باندھ کر ماتم کیا۔ یہ پہلا حلقہ ماتم کا تھا جو محمد کی بیٹیوں نے لاش حسین پر باندھا۔ زینب نے ایسا ماتم کیا ایسا ماتم کیا، لکھا ہے کہ اَبْلَكْتُ كُلَّ عَدُوِّ وَصِدِّيْقٍ دُوْست اور دشمن روٹھے اور زینب نے لاش حسین پر کھڑے ہو کر شہر ٹپھا کہا یا مُحَمَّدًا اَوْ يَا مُحَمَّدًا اَوْ صَلَّیْ عَلَیْكَ اَللّٰهُ وَصَلَّكَ السَّمَاوٰتُ۔ نانا! دنیا تجھ پر صلوٰۃ پڑھتی ہے اور میں قید ہو کر جا رہی ہوں هٰذَا حَسِيْنٌ مَّرْمَلٌ بِالْاَيْمَانِ اور یہ تیرا حسین خون میں لت پت ہے لکھا ہے جب لشکر کو تپہ چلا کہ یہ ماتم کرنے والی محمد کی بیٹی زینب ہے تو انہوں نے اپنی اپنی پگڑیاں اتار کر پھینکنا شروع کر دیں کہ ہمیں تو کہا گیا تھا کہ جوانوں کے ساتھ جوانوں کی جنگ ہے مگر یہاں تو محمد کی بیبیاں ہیں۔

جب عمر سعد نے دیکھا کہ اگر تھوڑی دیر اور ماتم شروع رہا تو میری فوج باغی ہو جائیگی تو شمر کو کہا کہ شمر! کسی طرح زینب کو ماتم سے روکو۔ تو شمر نے کہا کہ اور تو کوئی طریقہ نہیں، زینب کے ہاتھ گردن سے باندھ دو تا کہ شام تک ماتم نہ کرتی جلے۔ جب ہاتھ پس گردن بندھ گئے تو رو کر کہتی ہے بھیا حسین! اب تو مجھے رونے بھی کوئی نہیں دیتا۔ زیارت تاجریں ہمارا بار ہواں امام فرماتا ہے کہ میرا سلام ہواں عصمت کی پلین پر جن کے ہاتھ گردن سے باندھے ہوئے تھے۔

مَاتَمِ حَسِيْنٍ يَا حَسِيْنُ يَا حَسِيْبًا

کتابت خورشید مورخ ۱۲۰۱ھ سے ۱۲۰۲ھ تک